



ترجمہ

حقوقِ فوت شدگان

تالیف

خادمِ دینِ اسلام
منیر احمد یوسفی
مدظلہ العالی، جامع مسجد گنیمت لاہور۔

جامع مسجد گنیمت

ملے کا پتہ:

بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ 0300-4274936



اہم ذات کے قطعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ
 امر نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ
 کے برادر حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے
 خصوصی طور پر قطب علیہ طریقہ شامیہ علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علیہ الرحمہ
 بھیج کر مدد فرمایا اور آپ کی طرف سے ہندوستان پر مشہور احمد یوسفی (کراچی)
 مدبر اعلیٰ بابت نامہ "سید ہار استہ" لاہور نے برادرانہ طریقہ اور احباب کیلئے شائع کیا۔
 خدام علیہ
 منیر احمد یوسفی علیہ

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	: حقوق فوت شدگان
مؤلف	: منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
نظر ثانی و تصحیح	: استاذ احکام محمد نشاء تاج قسوری
پروف ریڈنگ	: علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، محمد سلیم نواز یوسفی
پر وگرامنگ	: محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزرز	: حافظ محمد عظیم یوسفی، سیف الرحمن یوسفی، عظیم اعظم یوسفی
کمپوزنگ	: ابو بکر کمپیوٹر سینٹر 042-36846677
پرینٹنگ	: عطائے نگینہ پرنٹرز (رائل پارک لاہور)
پہلی مرتبہ	: (۱۱۰۰) ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ
دوسری مرتبہ	: (۱۱۰۰) شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
ہدیہ	: ۲۲۰ روپے
ناشرین	: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابو بکر صدیق یوسفی زمری

ویب سائٹ ایڈریس: www.seedharastah.com
ای۔ میل ایڈریس: info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	ہاسٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	پ
۳	فہرست مضامین۔	پ
۴	بیشماران نظر۔	۱
۵	انعتاب۔	۲
۶	تقارینا۔	۴
۷	نشان منزل۔	۲۳
۸	عرض حال۔	۲۶
۹	موت کیا ہے؟	۲۸
۱۰	عقل مند مومن۔	۲۹
۱۱	شہداء کے ساتھ حشر۔ موت کو یاد کرنا۔	۳۰
۱۲	علامات موت۔	۳۱
۱۳	مومن کی پیشانی کا پینہ۔	۳۲
۱۴	ناگہانی موت۔	۳۲
۱۵	کیا موت کی تمنا کرنی چاہیے؟	۳۲
۱۶	اگر موت ضروری مانگتی ہو تو!	۳۳
۱۷	اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔	۳۳
۱۸	مرنے والوں کو تلقین۔	۳۵

۱۹	مرنے والے کا آخری کلام۔	۳۶
۲۰	مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھیں۔	۳۶
۲۱	وقت موت کیا امید ہو؟	۳۶
۲۲	نزع کی سختی میں اجر و ثواب۔	۳۷
۲۳	جوا دی بیماری کی حالت میں مرے۔	۳۷
۲۴	روح جب قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دینی چاہئیں۔	۳۸
۲۵	مرنے والے کی آنکھیں اور منہ بھی بند کر دینا چاہیے۔	۳۸
۲۶	میت کو چومنا۔	۳۹
۲۷	تحفہ مؤمن۔	۳۹
۲۸	مصیبت پہنچنے پر کیا کہے؟	۴۰
۲۹	وفات کی خبر سننے پر پہلا کلمہ۔	۴۱
۳۰	اپنے وطن کے سوا کسی اور جگہ مرنے کی فضیلت۔	۴۱
۳۱	موت کفارہ ہے۔	۴۱
۳۲	موت کی یاد تک دستی دُور کرتی ہے۔	۴۲
۳۳	ساتھ سال کے بعد کوئی اور عذر نہیں۔	۴۲
۳۴	بھلائی کا ارادہ۔	۴۳
۳۵	جان گئی کا عالم۔	۴۳
۳۶	مقام عبرت۔	۴۵
۳۷	مقام غور۔	۴۶
۳۸	آگ نہیں کھائے گی۔	۴۷
۳۹	اسم اعظم۔	۴۷
۴۰	مقام شہادت۔	۴۸

۴۱	وقت وفات۔	۴۸
۴۲	کسی عزیز کے مرنے پر رونا۔	۴۹
۴۳	رونے کی ممانعت نہیں۔	۴۹
۴۴	آنسو اور دل کا غم۔	۵۰
۴۵	آسمان کے دو دروازوں کا رونا۔	۵۱
۴۶	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے کا انتقال۔	۵۲
۴۷	چھین مار کر رونا منع ہے۔	۵۳
۴۸	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۵۴
۴۹	شہزادہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۵۴
۵۰	کسی بچے کے مرنے پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان۔	۵۶
۵۱	فوت شدہ بچے کی ماں کو سلی۔	۵۶
۵۲	رونا اور نوحہ۔	۵۷
۵۳	نوحہ منع ہے۔	۵۷
۵۴	بہن کرنے کی ممانعت۔	۵۷
۵۵	گال پینے اور گر بیان پھاڑنے کی ممانعت۔	۵۸
۵۶	نوحہ کی وجہ سے عذاب۔	۵۹
۵۷	نوحہ کرنے پر لعنت۔	۶۰
۵۸	ایک عورت کا واقعہ۔	۶۰
۵۹	فرشتوں کا جھنجھوڑنا۔	۶۱
۶۰	جہالت کی چار باتیں۔	۶۱
۶۱	نوحہ نہ کرنے پر بیعت۔	۶۱
۶۲	فوت شدہ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا۔	۶۲

۶۳	۶۳	ردائج۔
۶۴	۶۳	نوحہ والے جنازے سے پرہیز۔
۶۵	۶۳	فیصلہ کن ارشادِ چچے چلائے بغیر رونا۔
۶۶	۶۳	آسمان اور زمین کا رونا۔
۶۷	۶۵	مومن کی گزرگاہ روتی ہے۔
۶۸	۶۶	چالیس دن تک زمین کا رونا۔
۶۹	۶۶	سجدہ کی جگہ روتی ہے۔
۷۰	۶۷	زمین و آسمان کیوں روتے ہیں؟
۷۱	۶۷	نماز کی جگہ روتی ہے۔
۷۲	۶۷	آسمان کے فرشتے روتے ہیں۔
۷۳	۶۹	غسل میت۔
۷۴	۶۹	میت کا غسل۔
۷۵	۶۹	بھٹے یا تختے پر لٹانے کا طریقہ۔
۷۶	۶۹	پانی۔
۷۷	۶۹	میت کو استسجاء کروانے کا طریقہ۔
۷۸	۷۰	ستر کو چھپانا۔
۷۹	۷۰	غسل دینے والا شخص کیسا ہو؟
۸۰	۷۱	وصال شدہ کا ذکر بھلائی سے کرو۔
۸۱	۷۲	گرم پانی سے غسل۔
۸۲	۷۲	غسل دائیں طرف سے شروع کرنا۔
۸۳	۷۲	غسل کتنی بار۔
۸۴	۷۳	عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

۸۵	۷۴	رسول کریم روف ورجیم ﷺ کی خصوصیت۔
۸۶	۷۴	محرّم کا غسل۔
۸۷	۷۵	غسل دینے والے کی بخشش۔
۸۸	۷۶	شہید کو غسل نہیں۔
۸۹	۷۷	رسول کریم روف ورجیم ﷺ کے غسل مبارک کی شان۔
۹۰	۷۹	متفرق مسائل۔
۹۱	۸۰	مسائل ماخوذ از بہار شریعت۔
۹۲	۸۳	غیر ضروری کام۔
۹۳	۸۴	فتاویٰ رضویہ شریف سے چند مسائل۔
۹۴	۸۸	کفن میت۔
۹۵	۸۸	کفن کی اقسام۔
۹۶	۸۸	کفن سنت۔
۹۷	۸۸	کفن کفایت۔
۹۸	۸۸	کفن ضرورت۔
۹۹	۸۸	کفن کی لمبائی۔
۱۰۰	۸۹	اچھا کفن۔
۱۰۱	۹۰	سفید کپڑے کا کفن۔
۱۰۲	۹۰	جبرہ (عمدہ قسم کے کپڑے کا کفن)۔
۱۰۳	۹۰	بہت ہلکے کفن سے گریز۔
۱۰۴	۹۰	بہترین کفن۔
۱۰۵	۹۱	عورت کا کفن۔
۱۰۶	۹۱	میت کی تجہیز و تکفین۔

۱۰۷	ایک چادر سے کفن۔	۹۲
۱۰۸	شمید کا کفن۔	۹۲
۱۰۹	خرم کا کفن۔	۹۳
۱۱۰	کفن کی تیاری قرض کی ادائیگی سے پہلے۔	۹۳
۱۱۱	رسول کریم روف و رحیم ﷺ کے لیے تین سفید کپڑے۔	۹۴
۱۱۲	دو کپڑوں میں کفن دینا۔	۹۵
۱۱۳	اگر میت کے پاس ایک کپڑا نکلے۔	۹۶
۱۱۴	کفن پہنانے کے بعد آخری دیدار۔	۹۷
۱۱۵	کفن اور متبرک کپڑا۔	۹۷
۱۱۶	اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے۔	۹۹
۱۱۷	برکت کے لیے تہ بند عطا فرمایا۔	۱۰۰
۱۱۸	میت کو کفن کے ساتھ قمیض پہنانا۔	۱۰۱
۱۱۹	کفن میں رقعہ رکھنا۔	۱۰۲
۱۲۰	کفن پہنانے کا طریقہ۔	۱۰۷
۱۲۱	متفرق مسائل۔	۱۰۸
۱۲۲	اہم اور ضروری مسئلہ۔	۱۰۹
۱۲۳	جنازہ لے چلنے کا بیان (ماخوذ از بہار شریعت)۔	۱۱۰
۱۲۴	نماز جنازہ کا بیان۔	۱۱۳
۱۲۵	نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب۔	۱۱۳
۱۲۶	چالیس آدمیوں کی شرکت باعث نجات۔	۱۱۳
۱۲۷	سوا آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا۔	۱۱۳
۱۲۸	نماز جنازہ میں صفوں کی تعداد۔	۱۱۵

۱۲۹	نماز جنازہ سے قبل یا بعد وعظ۔	۱۱۶
۱۳۰	غرووں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا۔	۱۱۶
۱۳۱	جنازے پر نماز کا مشروع ہونا۔	۱۱۷
۱۳۲	کس وقت نماز جنازہ نہ پڑھی جائے؟	۱۱۸
۱۳۳	نماز جنازہ کون پڑھائے؟	۱۱۸
۱۳۴	تین اوقات میں نماز جنازہ کی ممانعت۔	۱۱۸
۱۳۵	مرد اور عورت کا اکٹھا جنازہ نماز کے لیے کیسے رکھا جائے؟	۱۱۹
۱۳۶	عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو؟	۱۲۰
۱۳۷	امام نماز پڑھائے وقت کہاں کھڑا ہو۔	۱۲۰
۱۳۸	نماز جنازہ پڑھنے میں دیر نہ کی جائے۔	۱۲۱
۱۳۹	بچے پر نماز جنازہ پڑھنا۔	۱۲۱
۱۴۰	غائبانہ نماز جنازہ۔	۱۲۲
۱۴۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صالح مولیٰ التومہ ہے۔	۱۲۲
۱۴۲	قبر پر نماز جنازہ۔	۱۲۵
۱۴۳	وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔	۱۲۷
۱۴۴	نماز جنازہ کی چار نگہیں۔	۱۲۷
۱۴۵	نماز جنازہ کس پر واجب ہے؟	۱۲۸
۱۴۶	نماز جنازہ میں میت سے تعلق رکھنے والی چند شرائط۔	۱۲۸
۱۴۷	نماز جنازہ کے ارکان۔	۱۳۰
۱۴۸	نماز جنازہ میں کتنی چیزیں سنت مؤکدہ ہیں؟	۱۳۰
۱۴۹	نماز جنازہ کا طریقہ۔ نماز جنازہ۔ ثبوت۔	۱۳۰
۱۵۰	ثناء۔ درود شریف۔	۱۳۱

۱۵۱	نماز جنازہ میں دُعا۔ مرد و عورت کے لیے۔
۱۵۲	تا بالغ لڑکے کیلئے دُعا۔ نابالغ لڑکی کیلئے دُعا۔
۱۵۳	دُفن میت۔
۱۵۴	سب سے پہلا فرائض اور دُفن میت۔
۱۵۵	قبر کی قسمیں۔
۱۵۶	دُفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا۔
۱۵۷	میت کو قبلہ شریف کی طرف سے قبر میں داخل کرنا۔
۱۵۸	قبر میں کھل ڈالنا۔
۱۵۹	میت کو قبر میں اتارنے کے لیے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟
۱۶۰	سرکارِ کائنات ﷺ کی قبر شریف پر سُرخ بھری۔
۱۶۱	قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھیں؟
۱۶۲	قبر میں اتارتے وقت کا عمل۔
۱۶۳	میت کو قبر میں کیسے رکھیں؟
۱۶۴	کوہان نما قبر۔
۱۶۵	قبر پر مٹی ڈالنا۔
۱۶۶	قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟
۱۶۷	قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا۔
۱۶۸	قبر پر تلاوت قرآن مجید۔
۱۶۹	حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے رجوع کا واقعہ۔
۱۷۰	قبر کے ارد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا۔
۱۷۱	قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا۔

۱۷۲	ایک قبر میں دو دو تین تین دُفن کرنا۔
۱۷۳	قبر کی پہچان کے لیے نشان رکھنا۔
۱۷۴	قبر کو درست کرنا۔
۱۷۵	دُفن کے لیے وصیت کرنا۔
۱۷۶	اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خواہش۔
۱۷۷	قبر پر سبز مٹی رکھنا۔
۱۷۸	انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین۔
۱۷۹	دُفن کے بعد میت والوں کے گھر آنا۔
۱۸۰	جن ساعتوں میں مردوں کو دُفن کرنا منع ہے۔
۱۸۱	انسان اُسی زمین میں دُفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے۔
۱۸۲	میت کو دفنانے کے بعد وصیت۔
۱۸۳	قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیت کرنا۔
۱۸۴	قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہیے؟
۱۸۵	مستحب اعمال۔
۱۸۶	خطاب قبر۔
۱۸۷	قانونِ قدرت۔
۱۸۸	قبر کا دباناما کے دبانے کی طرح ہے۔
۱۸۹	قل حوالہ شریف کی برکتیں۔
۱۹۰	قبر پر تلقین۔
۱۹۱	طریقہ تلقین۔
۱۹۲	واقعہ ایک میت کا۔
۱۹۳	مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا۔

۱۹۴	تیسیر الباری میں ہے۔	۱۷۰
۱۹۵	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔	۱۷۱
۱۹۶	حالاتِ قبر۔	۱۷۲
۱۹۷	قبر میں فرشتوں کے سوالات۔	۱۷۲
۱۹۸	قبر والے کاجوتوں کی آہٹ سنا اور فرشتوں کا آنا۔	۱۷۳
۱۹۹	فرشتوں کے سوالات اور میت کے جوابات۔	۱۷۳
۲۰۰	جنت کی چادریں اور تاجِ نگاہِ قبر کشادہ۔	۱۷۴
۲۰۱	عذابِ قبر کی آواز مشرق و مغرب کی مخلوقات سُنتی ہیں۔	۱۷۵
۲۰۲	قبر کا 4900 مربع گز کشادہ ہونا۔	۱۷۶
۲۰۳	قبر میں سورج کا قریب غروب نظر آنا۔	۱۷۷
۲۰۴	قبر کے پاس کھڑے ہو کر مغفرت کی دعا کرنا۔	۱۷۷
۲۰۵	امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ۔	۱۷۸
۲۰۶	قبر میں جنتی کو جنت دکھائی جاتی ہے۔	۱۷۸
۲۰۷	کافر کی قبر میں ۱۹۹ اڑدھے۔	۱۷۸
۲۰۸	عذابِ قبر سے پناہ۔	۱۷۹
۲۰۹	نبی کریم ﷺ نے عذابِ قبر میں کفر فرمایا۔	۱۷۹
۲۱۰	قبر میں ملک الموت علیہ السلام روح واپس کر دیتے ہیں۔	۱۸۱
۲۱۱	تلاوتِ قرآن پاک سے منکر و نکیر کے سوالات سے نجات۔	۱۸۲
۲۱۲	قبر میں تاجِ نگاہِ نور۔	۱۸۳
۲۱۳	قبر کے عذاب کی آواز۔	۱۸۵
۲۱۴	خائن کو عذاب۔	۱۸۶

۲۱۵	ابو جہل کو عذاب۔	۱۸۶
۲۱۶	لوٹی کی قبر۔	۱۸۷
۲۱۷	صاحبِ قبر کا زائرین سے انس پانا۔	۱۸۸
۲۱۸	صاحبِ قبر کو زیارت والے کا علم۔	۱۸۹
۲۱۹	دفن کے بعد قبر پر سورۃ یسین پڑھنے کا واقعہ۔	۱۹۰
۲۲۰	دفن کے بعد قبر پر قرآن پاک کی تلاوت۔	۱۹۱
۲۲۱	قبرستان والوں کے لیے ہدیہ۔	۱۹۲
۲۲۲	قبر سے آواز کا آنا۔	۱۹۳
۲۲۳	فضل کے والد کا واقعہ۔	۱۹۴
۲۲۴	قبر والے کو تکلیف۔	۱۹۵
۲۲۵	حضرت شعیب بن شیبہ علیہ الرحمہ کا واقعہ۔	۱۹۶
۲۲۶	دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا واقعہ۔	۱۹۶
۲۲۷	حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۱۹۸
۲۲۸	وصال شدہ لوگوں کی روحوں کی ملاقات۔	۱۹۹
۲۲۹	دجال اور یاجوج و ماجوج کا ذکر۔	۲۰۳
۲۳۰	روحوں سے ملاقاتیں۔	۲۰۴
۲۳۱	جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے۔	۲۰۶
۲۳۲	ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا۔	۲۰۶
۲۳۳	شہید کو عذاب و سوال معاف۔	۲۰۶
۲۳۴	تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوں گے۔	۲۰۷
۲۳۵	جمعة المبارک میں وصال۔	۲۰۷

۲۳۶	قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت۔	۲۰۷
۲۳۷	قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۲۰۸
۲۳۸	قبرستان میں جوتا اتارنا۔	۲۰۹
۲۳۹	جوئیاں اتار کر پھینک دیں۔	۲۰۹
۲۴۰	عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں۔	۲۱۰
۲۴۱	زیارتِ قبور۔	۲۱۲
۲۴۲	اجازتِ زیارتِ قبور۔	۲۱۲
۲۴۳	قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے۔	۲۱۲
۲۴۴	جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور۔	۲۱۳
۲۴۵	اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضہ انور کی زیارت کرنا۔	۲۱۳
۲۴۶	راستہ میں واقع قبر کی زیارت۔	۲۱۴
۲۴۷	عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔	۲۱۵
۲۴۸	عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات۔	۲۱۷
۲۴۹	عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا۔	۲۱۷
۲۵۰	قبر انور پر چہرہ رکھنا۔	۲۱۸
۲۵۱	زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟	۲۱۹
۲۵۲	قبروں والوں کو سلام۔	۲۱۹
۲۵۳	میت پہنچاتی ہے۔	۲۲۱
۲۵۴	مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچانا۔	۲۲۲
۲۵۵	دفن کے متعلق مسائل۔	۲۲۳

۲۵۲	مرنے کے بعد کلام۔	۲۲۳
۲۵۷	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۲۲۴
۲۵۸	سوالات و جوابات (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔	۲۲۵
۲۵۹	میت سُستی ہے۔	۲۲۹
۲۶۰	روح اور جسم کا باہمی تعلق۔	۲۳۳
۲۶۱	آیت مبارک کا مقصد عظیم۔	۲۳۳
۲۶۲	تفسیر احسن البیان کا مفروضہ۔	۲۳۶
۲۶۳	سورہ روم کی آیات مبارکہ کی تشریح از تفسیر احسن البیان۔	۲۳۷
۲۶۴	تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف ترجمہ محمد جونا گڑھی۔	۲۳۸
۲۶۵	صاحبِ تفسیر ابن کثیر کیا کہتے ہیں؟	۲۳۹
۲۶۶	تفسیر ماجدی۔	۲۵۱
۲۶۷	اشرف الحواشی ہے۔	۲۵۱
۲۶۸	سورۃ النمل۔	۲۵۲
۲۶۹	محمود الحسن صاحب۔	۲۵۲
۲۷۰	احمد علی لاہوری صاحب۔	۲۵۲
۲۷۱	وجہ الزماں صاحب کیا کہتے ہیں؟	۲۵۳
۲۷۲	کیا مردوں کو ادراک نہیں؟	۲۵۳
۲۷۳	انور شاہ کشمیری کیا کہتے ہیں؟	۲۵۴
۲۷۴	اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے۔	۲۵۵
۲۷۵	میت سُستی ہے۔	۲۵۷
۲۷۶	سہارن موقی کے سلسلہ میں غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ۔	۲۵۹

۲۷۷	میت بوقت ہے۔	۲۶۱
۲۷۸	نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک اور عام آدمی کی موت۔	۲۶۳
۲۷۹	شان نزول۔	۲۶۳
۲۸۰	انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔	۲۶۶
۲۸۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا۔	۲۶۶
۲۸۲	حضرت اوس بن اوس علیہ السلام سے مروی حدیث مبارک۔	۲۶۷
۲۸۳	حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت۔	۲۶۸
۲۸۴	اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا۔	۲۶۹
۲۸۵	اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔	۲۷۰
۲۸۶	الرفیق الاعلیٰ۔	۲۷۱
۲۸۷	اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔	۲۷۲
۲۸۸	ملک الموت کا اجازت لینا۔	۲۷۳
۲۸۹	تدفین کے بعد۔	۲۷۶
۲۹۰	آیت مبارک نمبر ۱۔	۲۷۶
۲۹۱	آیت مبارک نمبر ۲۔	۲۷۷
۲۹۲	آیت مبارک نمبر ۳۔	۲۷۸
۲۹۳	حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی۔	۲۷۸
۲۹۴	آیت مبارک نمبر ۴۔	۲۷۸
۲۹۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت۔	۲۷۹
۲۹۶	آیت مبارک نمبر ۵۔	۲۷۹
۲۹۷	کیا منافقین کے لیے بخشش کی دعا ہے؟	۲۸۰

۲۹۸	رئیس المنافقین کی موت۔	۲۸۱
۲۹۹	مشرک کے لیے دعائے مغفرت نہیں۔	۲۸۳
۳۰۰	دعا و استغفار برائے میت بحوالہ احادیث مبارکہ۔	۲۸۳
۳۰۱	حضرت معز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کا واقعہ۔	۲۸۶
۳۰۲	اہل بقیع کے لیے بخشش کی دعا۔	۲۸۷
۳۰۳	رحم کی دعا۔	۲۸۹
۳۰۴	مردوں کے شمار کے موافق ثواب۔	۲۹۰
۳۰۵	گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ شریف کا ثواب۔	۲۹۰
۳۰۶	قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا۔	۲۹۱
۳۰۷	سلام اور بخشش کی دعا۔	۲۹۲
۳۰۸	نماز کی طرح دعا میں بھی اخلاص۔	۲۹۲
۳۰۹	اولاد کا فوت شدہ والدین کے لیے دعا کرنا۔	۲۹۲
۳۱۰	والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک۔	۲۹۳
۳۱۱	والدہ کے لیے طلب مغفرت۔	۲۹۳
۳۱۲	رسول کریم ﷺ سے بخشش کی دعا کروانا۔	۲۹۴
۳۱۳	نماز جنازہ میں دعا۔	۲۹۶
۳۱۴	بچے کے لیے بھی دعا۔	۲۹۷
۳۱۵	زندوں کا میت کی تعریف سے میت کو نفع۔	۲۹۷
۳۱۶	فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا۔	۲۹۹
۳۱۷	سوا آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا۔	۳۰۰
۳۱۸	صدقہ بعد از وفات۔	۳۰۱

۳۱۹	فوت ہونے کے بعد صدقہ۔	۳۰۱
۳۲۰	پانی کا صدقہ جاریہ۔	۳۰۳
۳۲۱	(پھلوں والے) باغ کا صدقہ۔	۳۰۴
۳۲۲	صدقہ کرنے کا حکم۔	۳۰۶
۳۲۳	فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب۔	۳۰۷
۳۲۴	مرنے کے بعد اعمال جاری۔	۳۰۸
۳۲۵	میت کی طرف سے اعمال۔	۳۰۸
۳۲۶	رسول کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد۔	۳۰۹
۳۲۷	انعام صدقہ۔	۳۰۹
۳۲۸	کھیتی سے صدقہ۔	۳۱۰
۳۲۹	باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب۔	۳۱۰
۳۳۰	نورانی طبق میں صدقہ و خیرات کا ثواب۔	۳۱۲
۳۳۱	نذر کا ثواب۔	۳۱۳
۳۳۲	نذر حج اور قرضہ۔	۳۱۴
۳۳۳	فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا۔	۳۱۵
۳۳۴	وصال شدہ ماں کی طرف سے حج کرنا۔	۳۱۶
۳۳۵	وصال شدہ کی طرف سے روزے۔	۳۱۷
۳۳۶	روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا۔	۳۲۰
۳۳۷	ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر۔	۳۲۱
۳۳۸	حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔	۳۲۲
۳۳۹	(واقعہ) قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا۔	۳۲۳

۳۴۰	سورۃ الاخلاص پڑھ کر ثواب پہنچانا۔	۳۲۴
۳۴۱	واقعات۔	۳۲۷
۳۴۲	واقعہ نمبر ۱۔ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا۔	۳۲۷
۳۴۳	واقعہ نمبر ۲ (از انظار العارفین)۔	۳۲۸
۳۴۴	واقعہ نمبر ۳ (فوت شدہ کو کلمہ شریف کا ثواب بخشا)۔	۳۲۸
۳۴۵	واقعہ نمبر ۴ (اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشا)۔	۳۲۹
۳۴۶	واقعہ نمبر ۵ (فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا)۔	۳۳۰
۳۴۷	واقعہ نمبر ۶ (پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب)۔	۳۳۱
۳۴۸	واقعہ نمبر ۷ (فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لئے کھانا)۔	۳۳۲
۳۴۹	واقعہ نمبر ۸ (فوت شدہ کی فاتحہ کے لیے کھانا کا اہتمام)۔	۳۳۳
۳۵۰	واقعہ نمبر ۹ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا واقعہ)۔	۳۳۳
۳۵۱	واقعہ نمبر ۱۰ (ایک سال سے ثواب کی تقسیم)۔	۳۳۴
۳۵۲	واقعہ نمبر ۱۱ (فوت شدہ کی درود شریف کی برکت سے بخشش)۔	۳۳۵
۳۵۳	واقعہ نمبر ۱۲ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل)۔	۳۳۶
۳۵۴	اہل ایمان کا فوت شدہ عزیزوں سے اظہار محبت۔	۳۳۷
۳۵۵	چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھنا۔	۳۳۸
۳۵۶	آسمان کے دو دروازے روتے ہیں۔	۳۳۸
۳۵۷	کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد۔	۳۳۹
۳۵۸	مرنے کے بعد برادری کے اکٹھے کی مختلف نوعیتیں۔	۳۳۹
۳۵۹	فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا۔	۳۴۰

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،
نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،
بیکرا یا روفاء، عاشقِ مصطفیٰ، فتاویٰ الرسول،
پروانہٴ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہ العزیز

مرکز انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پچھلے گورجی شریف چک نمبر ۱۷۶
گ۔ ب۔ تحصیل سندری ضلع فیصل آباد

۳۶۰	قل خوانی اور چالیسواں نقلی عبادات ہیں۔
۳۶۱	نقلی عبادات اور اعمال، فرضوں کے نقص کو دور کریں گے۔
۳۶۲	شادی شدہ عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد۔
۳۶۳	جن کے شوہر مر جائیں ان کی عدت۔
۳۶۴	عورت کی عدت کی قسمیں۔
۳۶۵	عدت والی عورت کہاں رہے؟
۳۶۶	نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت۔
۳۶۷	سوگ۔
۳۶۸	مطلقہ عورت کا باہر نکلتا۔
۳۶۹	بیوہ عورت کی عدت اور سوگ۔
۳۷۰	بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟
۳۷۱	اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ۔
۳۷۲	متفرق مسائل۔

اچھے میاں بیوی

حقوق زوجین

منیر احمد پوٹی (ای۔ اے)

تالیف

دہلی ماہنامہ "سیدہ راسخہ"

ہدیہ ۱۵۰ روپے

جامع مسجد نگینہ

شعبہ

977-آ پاک پی ۱۱۱ نمبر پر پتہ چاہئے سکیم لا اور 042-36823128



بندۂ ناچیز اپنی اس تالیف کو اُن تمام کلمہ گو مردوں اور عورتوں کے نام منسوب کرتا ہے جو ایمان کی حالت میں اس دار فانی سے عالمِ بقا کی طرف سفر کر گئے ہیں۔

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی علیہ

قطرۂ تاریخ طباعت

”نقارۂ حقوق فوت شدگان“ ”تکریمِ فیضانِ طلیل مولانا منیر احمد یوسفی (رحمۃ اللہ علیہ)“

1431ھ

2010ء

عالمِ باطل منیر احمد نسبتِ یوسفی سے ہیں خوشحال خادمِ دینِ مصطفیٰ ہیں یہ اس پر شاہد ہے اُن کا حال و حال رات دن وقتِ نشر و بینِ نبی ہر گھڑی ذکرِ حق سے مالا مال سیدھا رستہ دکھا رہے ہیں ہمیں طرزِ تبلیغ ان کا اس پر وال ان کے پیشِ نظر ہے دین کا فروغ ان کے حصے میں حق کا حسن و جمال سب تصانیف ان کی ہا مقصد خوب رکھا انہوں نے دین کا خیال اب سنانے چلے ہیں دنیا کو حق بتایا ہے ہر ملا اُن کا کیا فرائض ہیں زندہ لوگوں کے جو بھی لاحق تھے بابِ میت میں ہا حوالہ ہے جو بھی کی ہے بات خوب عنوان کا انتخاب کیا حق ادا کر دیا ہے مضمون کا دین پرور ہے ان کا طرزِ سخن اک مرقع ہے یہ حقائق کا کام ان کا ہے لائقِ تحسین ”فوت شدگان کا ہے سچا دوست“

1430ھ

از اثر خامہ:

سید عارف محمود مجبور رضوی گجرات

بہارِ علی (اللہ علیہ) را کہ واسطہ ہوا ہمارک وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقریظ

از: مجمع انوار گنبد چیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا

حاجی محمد اللہ دتہ زمزم یوسفی صاحب

زریب سجادہ آستانہ عالیہ پٹیہ گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد شریف

بعد حمد متواتر ذات باری خالق انس و جان و نعمت متکاثر باعث وجود کون و مکاں و کن فکان مسلک حق اہلسنت و جماعت میں علمائے دین حنیف موجود ہیں جو اپنے روحانی و ایمانی فیض سے عالم رنگ و بو کو منور کر رہے ہیں۔ انہیں حضرات میں سے فیوضات حضور بابا جی سرکار گنبد علیہ الرحمہ کے پروردہ جناب علامہ منیر احمد یوسفی کی ذات ہے جن کے افکار و قلم سے امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کے ہر عوام و خواص مستفید ہو رہے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب جب میرے پاس پہنچی تو اس گہری تفسیر قرآن "روح البیان شریف" مصنفہ مفسر قرآن حضرت علامہ اسماعیل حقی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ورق گردانی کرتے ہوئے اچانک جب اس عبارت پر نظر پڑی تو سرور آگیا۔ ہدیہ قارئین کرام ہے۔ اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمًا فَقَالَ سَلُونِي عَمَّا دُونَ الْعَرْشِ "ایک دن (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب) منبر پاک پر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا آج علی (بن ابی طالب) سے جو چاہو پوچھو۔ پوچھا گیا کہ اے علی (بن ابی طالب) آپ کو ایسا علم کہاں سے حاصل ہوا؟ تو (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب) نے فرمایا: هَلِدِهِ لَعَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي فَمِي فَسَمِعْتُ هَذَا کہ "یہ رسول اللہ ﷺ کے لعاب دین شریف کا فیض ہے۔" ایک شخص نے پوچھا: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ يَا عَلِيُّ ﷺ "اے علی (بن ابی طالب) کیا آپ نے کبھی اپنے رب کو دیکھا؟" تو (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب) نے جواباً ارشاد فرمایا: مَا كُنْتُ أَعْبُدُ رَبًّا لَمْ أَرَاهُ

تقاریظ

”میں اُس وقت تک عبادت نہیں کرتا جب تک میں خدا کو نہ دیکھ لوں“۔ فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتَ قَالَ لَمْ تَرَهُ الْغُيُوبَ بِمُشَاهِدَةِ الْعَيْنِ وَلَكِنْ رَأَتْ الْقُلُوبُ ا۔ اُس شخص نے عرض کیا ”آپ نے کیسے دیکھا؟ تو آپ نے فرمایا ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہوں“۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے۔ ”پرسیدہ شدہ از علی علیہ السلام از سبب فہم وحفظہ وے گفت چوں غسل دادہ شد آنحضرت ﷺ راجع شد آب در پلک ہائے پس داشتہ من بزبان خود آں را فرو بردم پس میدانم قوت حفظ از وے۔ ۲

”امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس کا سبب پوچھا گیا کہ آخر آپ کو اتنا علم کہاں سے آگیا؟ تو آپ نے فرمایا جب میں نبی کریم ﷺ کو آخری غسل دے رہا تھا تو پانی کے چند قطرے نبی کریم ﷺ پر چھو گئے اور میں نے اُن قطروں کو چوس لیا پھر کیا تھا علم وادراک کا سمندر میرے اندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔“ یہ ہے سرکارِ مدینہ کی پلکوں کے متبرک پانی کا کمال۔

علامہ صاحب موصوف علمی حلقوں میں الحمد للہ سرکارِ مکیہ علیہ الرحمہ کا فیض لاتے ہوئے محتاج تعارف نہیں۔ ترویج و اشاعت میں فیض سرکارِ مکیہ علیہ الرحمہ کے صدقہ سے ایک پہچان ہیں۔ قارئین حضرات کو اس کتاب میں بہت سی ایسی باتیں ملیں گی جو اکثر زندگی کے اوقات میں زیر بحث آتی ہیں۔

الحمد للہ فیض سرکارِ بابا جی مکیہ علیہ الرحمہ صاحب کے صدقہ سے موصوف لائق صد تحسین ہیں کہ آپ کے فیض کمال کو شب و روز عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ علامہ صاحب موصوف کی کوشش کو قبول فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ فاضلہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

گدا کے دربار سرکارِ بابا جی مکیہ علیہ الرحمہ

محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

استاذ الحدیث جامع جھویرہ

مرکز معارف اولیاء و دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ

مبلغ اسلام، پیر طریقت، علم و عمل کے حسین امتزاج حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے گونا گوں صفات سے نوازا ہے۔ دینی علوم کے حصول کے بعد مغربی کچھر سے نکل کر جب انہوں نے تبلیغ دین کی دنیا کو اپنایا تو اس کا حق ادا کر دیا۔

سُخْت رسول ﷺ کو اپنے اقوال و افعال میں اُڑھنا، بچھونا بنایا۔ اپنی حیات مستعار کو خدمتِ دین کیلئے وقف کر دیا اور تقریر کے ساتھ ساتھ تصنیف کے میدان میں بھی نہ صرف قدم رکھا بلکہ اپنی صلاحیتوں کا بھی لوہا منوایا۔

علامہ یوسفی مدظلہ کا کمال یہ ہے کہ جو بات لکھتے ہیں یا کرتے ہیں اُس پر دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اسی کو تحقیق کہتے ہیں۔ بنا بریں اگر یہ بات کہی جائے کہ آپ عظیم محقق ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

علامہ یوسفی کی تالیفات و تصنیفات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ عوام الناس کی شرعی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کرتے۔

پیش نظر کتاب ”حقوق فوت شدگان“ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ جس میں نہایت جامعیت کے ساتھ اُن حقوق کو بیان کیا گیا ہے کہ راقم کے علم کے

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا محمد بدر الزمان قادری
پرنسپل جامعہ جوہریہ مرکز معارف اولیاء و اتادہ بار کیمپس لاہور
محکمہ مذہبی امور حکومت پنجاب لاہور و مہتمم جامعہ غوث العلوم شوہن آباد لاہور

پیر طریقت، عالم باعمل حضرت علامہ میر منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پرنٹ میڈیا ہو، الیکٹرانک میڈیا ہو، تبلیغی اجتماعات ہوں یا منبر و محراب تمام ان کی تبلیغی مساعی کی گواہی دے رہے ہیں۔ علم و ادب کی دنیا میں بھی تحقیق و تفتیش کے میدان میں خال خال ہستیاں نظر آتی ہیں۔ جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کی ذات اس میدان میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ آپ کی شخصیت علوم دینیہ و عصریہ ہر دو علوم کا دلکش امتزاج ہے۔ وعظ و گفتگو اور تقاریر ہوا کے دوش پر سفر کرتے ہوئے تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اس کا اثر آفرینی مدت مخصوص تک رہتا ہے جبکہ تحریر ایک ایسی کاوش ہے جو انسان کو اُس وقت تک زندہ رکھے گی جب تک انسان کا رشتہ بلکہ زمانے کا تعلق قلم و قسطاس سے قائم رہے گا۔

پیش نظر کتاب کا ٹائٹل ہی چونکا دینے والا ہے۔ ٹائٹل نے اپنے اندر ایک رانگی اور کشش سمور کی ہیں۔ ایسا منفرد اور اچھوتا عنوان جو قاری کو پہلی نظر میں ہی متوجہ کر لیتا ہے۔ ایصالِ ثواب ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت و دیگر اسی قبیل سے متعلق عنوانات مخصوص مسلکی وابستگی کے مظہر میں جبکہ عنوان ”حقوق فوت شدگان“ ہر مکتبہ

مطابق اس موضوع پر اس سے جامع کتاب مارکیٹ میں شاید ہی دستیاب ہو۔ اس کتاب مستطاب میں فقہی احکام کے ساتھ ساتھ عقائد اہلسنت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور بعض غلط تصورات کا رد بھی کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کو رحمت کاملہ کے ساتھ مزید اس انداز سے کام کرنے کی مہلت عطا فرمائے اور اس کتاب کو اُمت مسلمہ کی راہنمائی کا اہم ذریعہ بنائے۔ آمین!۔

بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم۔

جمادی الاخر ۱۴۳۱ھ / ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء

تقریظ

از پروفیسر محمد سعید احمد خان ایم۔ اے عربی و اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ)
فاضل درس نظامی فاضل جامعہ الریاض (سعودی عرب)
سابق چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ و ذین آف آرٹس گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائسنز لاہور
بانی و ناظم اعلیٰ سعید قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ)

حامداً و مُصلِّیاً و مُسَلِّماً، اما بعد، یہ ایک عام فہم بات ہے کہ صانع اپنی
صنعت، موجد اپنی ایجاد، حکیم اپنی حکمت اور مصنف اپنی تصنیف سے پہچانا جاتا ہے۔
علامہ میر احمد یوسفی کی پہچان صرف ان کی اس تصنیف ”حقوق فوت شدگان“ کی بدولت
نہیں۔ وہ عالم باعمل اور خلق حسن سے مزین ملت اسلامیہ کا ایک بیش قیمت سرمایہ
ہیں۔ ان کی تحریر ہو یا تقریر انتہائی سادہ عام فہم اور سلیس ہوتی ہے۔ دل کی گہرائی سے
نکلتی اور دلوں میں اترتی ہے۔ ان کی شخصیت تصنع اور نمود و نمائش سے ہالا ہے۔ ذاتی
مفاہات یا مصلحتوں کا شکار ہونے سے کوسوں دُور ہیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ ان کی
جہلت صالحہ صادقہ کا حصہ ہے۔ وہ سادہ لوح اہل ایمان کی راہنمائی کا فریضہ حکمت و
موعظت سے کرتے ہیں۔ نفرتیں، کدورتیں، تعصب اور ذاتی عناد کی جگہ محبت کی
فرمانروائی اور اخوت کی عالمگیری کے وہ داعی ہیں۔ محبتیں بانٹتے اور اپنائیت کو فروغ
دینے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ امت مسلمہ کی ہمہ جہت راہنمائی کو اپنا مشن بنا
رکھا ہے۔ عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ واقعہً پیر طریقت اور رہبر
شریعت ہیں۔ توحید و رسالت کے پروانے اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی عملی تعبیر ہیں۔

کتاب ”حقوق فوت شدگان“ کا مطالعہ اہل قبور سے متعلق اہلسنت و
جماعت کے حقائق پر مبنی عقائد کی نہایت عمدہ اور مدلل نظریات سے آگاہی عطا کرتا
ہے۔ اس سے انفرادی زندگی میں ایک مثبت انقلاب برپا ہوتا ہے۔ اللہ کریم و رحیم کی
بارگاہ میں انتجا ہے کہ وہ موصوف کی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و بارک وسلم

فکر کے قاری کو اپنی طرف التفات کی دعوت دیتا ہے۔ کتاب میں جس خوبصورت
انداز سے قرآنی آیات و احادیثِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استدلال کیا گیا
ہے اور آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین کی تحقیق سے کتاب کو زینت بخشی گئی ہے۔ یہ
ایک منفرد اور جداگانہ کاوش ہے۔ فقہی احکام اور عقائدِ اہلسنت کو بالخصوص آجا کر کیا جانا
یقیناً مسلکِ حق کی آبیاری کے مترادف ہے۔ پوشِ نظر کتاب آپ کے علمی اور تحقیقی
مزاج کا ثبوت ہے۔

اللہ رب العزت تدرستی و صحت کے ساتھ آپ کی عمر دراز کرے اور دین
مشین کی اسی طرح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو امت مسلمہ کے
مابین فوت شدگان کے حقوق کی بابت پانے جانے والے ابہام و اشکال کی دوری کا
ذریعہ بنائے۔ آمین!

(۱۹ مئی ۲۰۱۰ء، ۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ)

تقریظ

از: جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایم اے ایل ایل بی)
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ و سپریم کورٹ و فیڈرل شریعت کورٹ
نائب صدر سپریم کورٹ پارلیمنٹری ایشن صدر انٹرنیشنل سیرت فورم
ویزیٹنگ پروفیسر نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن

مذہب انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک فطری اور منظم و مفید انداز عطا کرتا ہے۔ اس لیے مذہب کی پیروی سے ایک فلاحی فکر اور درست عمل میسر آتا ہے۔ یہ حقیقت انسانی حیات میں راحت و سکون کا سبب بنتی ہے۔ انسانی زندگی کا تصور مختلف ضرور ہے لیکن اس فطری حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں ہے کہ انسانی زندگی مرحلہ و موت سے ضرور گزرتی ہے اور پھر موت زندگی کو نئے جہاں سے آشنا کرتی ہے۔ یہ جہاں جدید برزخ ہے۔ برزخ کی زندگی کا تعلق قبل از موت کی زندگی سے کئی لحاظ سے برقرار رہتا ہے۔ مرنے سے پہلے کی زندگی مرنے کے بعد کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اور یوں دنیا و برزخ کی زندگی کا باہمی ارتباط برقرار رہتا ہے۔

اسلام کے نظری، اعتقادی اور عملی رویوں میں یہ مضمون مبادیات دین کا حصہ ہے کہ حیات قبر و حشر ایک بدیہی حقیقت ہے اور وسعت حیات کے اسی تصور کے حوالے سے مختلف مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے یہ ایک لطیف اور نازک اعتقادی مبنی بر حقیقت بحث و نظر ہے۔ اور سیرت رسول ﷺ میں روزمرہ کے اعمال و افعال سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ حیات کے اس تصور کو اعتقاداً اور عملاً اپنانا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ معاشرت میں رشتوں کے تقدس اور باہمی حقوق کی بجا آوری کے لئے ان احکامات اور تعلیمات کو جاننا بھی ہماری دینی معاشرت کا تقاضا ہے۔ جب رسالت پناہ ﷺ جس معاشرے میں مبعوث ہوئے اُس معاشرے میں انسانی

رشتوں کی بے حسی اور بے مروتی عام تھی۔ رشتوں کے تقدس اور تعلیم کا تصور غفلت تھا۔ اسی سبب سے انسانی زندگی حیوانوں سے بدتر تھی۔ حضور سید کوئین ﷺ نے زندگی کی حقیقت اور انسانی زندگی پر اثرات سے متعلق امور پر جامع و مفصل راہنمائی عطا فرمائی ہے۔ حدیث و سیرت میں بہت کثرت سے یہ معلومات میسر ہیں اور ہمارے علماء کے ہاں موضوعاتی اعتبار سے منتخب مطالعہ کے بعد تعلیمات اسلامیہ پر مطلوبہ عنوانات پر بہت کچھ لکھا گیا۔ عصری ضروریات کے پیش نظر ایک موضوع پر متعلقہ احکامات و تعلیمات کو یکجا کرنے سے ایک واضح اور قابل عمل راہنمائی میسر آ جاتی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہو کر عالم برزخ میں آرام فرما ہیں اُن سے ہمارے رشتوں کی جذباتیت ختم نہیں ہوتی ہے اور روحانی ربط بھی برقرار رہتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوا حسن سے کہ روح مرنے نہیں مرگ بدن سے

اس موضوع پر ایک مرتب اور سیر حاصل تحریر جو نہایت مدلل ہے اور نہایت شائستہ پیرائے میں ہے۔ جناب محترم مولانا منیر احمد یوسفی نے قلمبند فرمائی ہے۔ راقم نے اس تحریر کا جہت جہت مطالعہ کیا ہے۔ بہت سے نئے گوشے سامنے آئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ موت اور یوم آخرت سے غفلت کے سبب ہم ایسے موضوعات پر لکھنا پڑھنا ذرا کم ہی کرتے ہیں اور اگر ایسے موضوعات پر غور و فکر بھی کرتے ہیں تو قلت مطالعہ اور خوف خدا کے فقدان کے باعث صحیح رائے قائم نہیں کر پاتے، برزخ و آخرت کو تعجب خیز فسانہ جان کر حقیقت سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب ایک صاحب تحقیق مصنف ہیں اور فکر و بیان کے لحاظ سے اعتدال و توازن کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔ اتباع سنت کو اعتقاد و عمل کی بنیاد بنائے رکھتے ہیں اس لئے ایسے صاحبانِ عمل لوگوں کی بات میں حقیقت پروری اور عمل انگیزی کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور شافع محشر ﷺ کے صدقے میں ہمیں ہدایت کاملہ سے نوازے اور حضرت مصنف کے اس عمل کو قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ (آمین)

فقیر راہ محبت

جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایم اے ایل ایل بی)

تقریظ

از: رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔ اے ایل ایل بی)
جنرل سیکرٹری جگہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب

فی زمانہ زندہ لوگوں کے حقوق کی پروا نہیں کی جاتی تو ایسے ماحول میں فوت شدگان کے حقوق چہ معنی دارد؟ یہ سوال زیر نظر کتاب کے ناشر کو دیکھتے ہی ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ قبلہ محترم حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب نے یہ کیا موضوع اختیار کیا ہے؟ لیکن کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ہم اس بارے میں لاعلم ہیں ہمیں اس موضوع کے بارے میں سیکھنا چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ادھر آدمی فوت ہوا ادھر اُس کا اپنے پسماندگان، سوگواران اور اعزاء و اقرباء سے تعلق ختم ہو گیا اور بات ختم۔ اب اس سے کیا لینا کیا دینا؟ اب اس کے لئے ایصالِ ثواب بھی بے معنی ہے۔ لیکن یہ بعض لوگوں کی ناقص سمجھ کا نتیجہ ہے۔ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ مناسب وقت میرے بیرو مرشد قبلہ محترم جناب حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے بالکل درست انداز میں وقت کی نبض کو محسوس کیا اور ”حقوق فوت شدگان“ کے عنوان سے زیر نظر کتاب کی تالیف فرماتے ہوئے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ فوت شدہ اہل ایمان کے کئی حقوق ہوتے ہیں جن کی ادائیگی اُن کے پسماندگان کے ذمہ ہوتی ہے۔

شریعت مطہرہ میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بڑی اہمیت و وضاحت فرمائی گئی ہے اور اُن کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہماری کم علمی ہے کہ آج کل کے دور میں ہماری توجہ اس طرف بہت کم جاتی ہے بلکہ ہم نفسا نفسی کا شکار ہیں۔ محض اپنے مفاد اور اپنے حق کی بات کرتے ہیں دوسروں کے حقوق کا قطعاً

لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ ہمارا مذہب اسلام بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ضابطہ حیات عطا فرماتا ہے جو معمولات زندگی سے عہدہ برآہ ہونے کے لئے کامل راہنمائی کرتا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَا لِقَاءِ الْمَوْتِ انسانی زندگی کے اختتام کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ہر انسان کو آج نہیں تو کل ضرور موت کے پل سے گزرنا ہے۔ مفسرین کا فرمان ہے کہ اس دنیا سے انتقال کے بعد انسان کی روح علیٰ علیین یا اسفل السافلین میں ہوتی ہے احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ فوت شدگان کی ارواح اپنے پسماندگان کے گھروں میں بھی حاضر ہوتی ہیں اور متنبی ہوتی ہیں کہ اُن کو کچھ ملے یعنی اُن کے ایصالِ ثواب کے لئے اہتمام کیا جائے۔ گویا کہ اپنے پسماندگان پر اُن کے حقوق ہیں جن کے وہ خواستگار ہیں۔ حضرت صاحب نے اسی حقیقت کے پیش نظر ”حقوق فوت شدگان“ کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ کتاب کا موضوع منفرد اور اچھوتا ہے اور اپنے اندر ایک جاذبیت اور کشش لئے ہوئے ہے۔ کتاب کو ایک نظر دیکھنے سے اس کو پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔

مؤلف کتاب قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی علمی اور ادبی حیثیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ تقریباً اکیس سال سے ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ ان کی ادارت میں بڑی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ سے ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کے علاوہ اخبارات و رسائل کے ذریعے تبلیغ دین اسلام کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اہل ایمان کی ہر جہت اور ہر سمت میں راہنمائی کے لئے عام فہم اور سادہ زبان میں تقریباً ہر موضوع پر ان کی

تقریظ

از قلم محمد شفیق یوسفی (پی۔ اے۔ ٹیچف ایڈیٹر)

حقوق اللہ ایمانیات کے ہر شعبہ پر محیط ہیں مگر حقوق العباد معاشرتی معاملات و اخلاقیات کے ہر پہلو کو عہدہ پیرانے میں باحسن وجہ سرانجام دینے کا نام ہے۔ اور کامل ایمان والا وہی ہے جو حقوق العباد کو حتی الامکان ملاحظہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ ان دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اسوۂ حسنہ ہمارے لئے صحیح ترین رہنما ہے اور اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو حقوق العباد من وجہ حقوق اللہ کی ایک صورت ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اپنی طرز کی ایک اچھوتی کاوش ہے۔ ایمان کی حالت میں اس وار فانی سے عالم بقاء کی طرف سفر کرنے والوں کیلئے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں کتاب البیئاز کا باب بھی باندھا ہے مگر اردو زبان میں فوت شدگان پر ایک مکمل اور جامع کتاب کی ضرورت بہر حال تھی۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے بڑی عرق ریزی سے احادیث مبارکہ کے خزانے سے گہر چن کر زیر تبصرہ کتاب "حقوق فوت شدگان" میں اکٹھے کر دیئے ہیں۔ آج جب ہر طرف نفسا نفسی کا دور دورہ ہے اور زندوں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں وہاں یہ کتاب اہل معاشرہ کیلئے ایک مشعل راہ ثابت ہوگی۔ کتاب کا ہر دیندار گھرانے میں ہونا مفید ہے۔

بیسویں کتب چھپ چکی ہیں اور گھر گھر پہنچ رہی ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قبلہ محترم نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے استدلال فرماتے ہوئے موضوع کے مطابق ہر پہلو کا بڑے خوبصورت اور مدلل انداز میں احاطہ کیا ہے۔ اور بڑی باریک بینی سے تمام جزئیات کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ قارئین کرام کو کوئی ابہام نہ رہے۔ اس کتاب میں فوت شدہ نفوس کی بعد از موت کیفیات کا بڑی جامعیت سے تذکرہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ فوت شدگان کے پسماندگان اور سگوواران ان کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کریں کیونکہ ایمانداروں کی دعاؤں سے فوت شدہ اہل ایمان کی قبریں روشن اور جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ لبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور ان کو صحت و تندرستی والی زندگی عطا فرمائے تاکہ یہ تبلیغ دین کا سلسلہ چلتا رہے اور لوگ اس چشمہ ہدایت سے راہنمائی حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارتے رہیں۔

آمین ثم آمین

تقریظ

از قلم: محمد انیس الرحمان (ایڈیٹر ہفت روزہ ندائے ملت)

علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور اور مصنف کتب کثیرہ کی علمی و ادبی حیثیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اشاعت دین اسلام آپ کی زندگی کا نصب العین ہے۔ آپ ہر وقت قرآن مجید اور سنت مبارکہ کی اشاعت و ترویج میں کوشاں رہتے ہیں اور آپ کی تصنیفات و تالیفات کی روشنی میں آپ کے تلامذہ عقیدت مند اور عام لوگ بھی عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی حاصل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

ذریعہ ہر اس کتاب ”حقوق فوت شدگان“ میں قبلہ یوسفی صاحب نے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے کے بارے میں نہایت محنت اور عرق ریزی سے عام فہم اور احسن انداز میں قرآن مجید و احادیث مبارکہ اور معتبر کتب کے حوالہ جات سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی اور کتاب کے حوالے سے معروف عالم دین اور استاد العلماء حضرت علامہ محمد منشا تائش قصوری لکھتے ہیں:

”جیسے ہر دور میں علمائے ملت ائمہ مصطفیٰ ﷺ کی رہبری و رہنمائی فرماتے چلے آ رہے ہیں، ویسے ہی فی زمانہ پاکستان میں ملت اسلامیہ کی نامور علمی روحانی اور مذہبی شخصیت پیر طریقت علامہ الحاج منیر احمد یوسفی نقشبندی مجددی وامت برکاتہم العالیہ بھی سلف صالحین کے مشن کو اپناتے ہوئے ہر شعبہ ایمانیات، عبادات، معاملات و اخلاقیات پر اپنے راہوار قلم کو بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے چلا رہے

ہیں۔ محض مصنف و مؤلف بننے کے شوق سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہر جہت و سمت پر صحیح رہنمائی کیلئے ایسے مسائل کو زیر قلم لارہے ہیں جن کی ہر وقت ایک ایماندار کو سمجھ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ علامہ یوسفی صاحب جدید و قدیم علوم کے ماہر ہیں اسی لئے ان کا انداز تحریر بھی تقریر کی طرح عام فہم آسان، سہل، مؤثر، دلکش اور دلپذیر ہے۔ بلاشبہ حضرت مدظلہ فاضل وقت ہیں اور ظاہری و باطنی حکمت و دانش سے آراستہ ہیں۔

”وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے ان کی تشخص جس خوبصورت انداز میں آپ نے فرمائی ہے۔ یقین کیجئے میری نظر سے قبل ازیں ایسی جامع، مکمل اور کامل تصنیف نہیں گزری جو وفات یافتگان کے ایک ایک مسئلے کے دلائل سے مرصع ہو۔ یہ ایمان آفرور روح پرور کتاب ان نفوس قدسیہ کی کیفیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو شہر و مشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے کامل ایماندار ہیں جن کی قبور کو ایمانداروں کی دعاؤں کی ریاض جنت کی بہاروں سے آراستہ کر سکتی ہیں اور ان تمام امور سے بہرہ مند ہونے کیلئے قارئین کرام کو تصنیف لطیف ”حقوق فوت شدگان“ انشاء اللہ العزیز کافی و دانی ثابت ہوگی۔“

اس کتاب کا ہر مسلمان گھرانے میں موجود ہونا بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

(ہفت روزہ ندائے ملت (نوائے وقت) ۱۳ مارچ ۲۰۱۰ء)

تقریظ

از قلم: خالد یزدانی (سنیئر صحافی نوائے وقت)

زیر نظر کتاب ”حقوق فوت شدگان“ منیر احمد یوسفی صاحب کی تصنیف ہے جس میں مصنف نے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے، ان کی تشخیص جس انداز میں تحریر کی ہے اور ہر ایک مسئلے پر دلائل دیئے ہیں۔ اس پر نشا تائش قصوری لکھتے ہیں ”یہ ایمان آفرور روح پرور کتاب ان نفوس قدسیہ کی کیفیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو شہر خموشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔“ فاضل مصنف منیر احمد یوسفی صاحب کی اس سے پہلے بھی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کی روشنی میں پڑھنے والے عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی حاصل کر رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب کا موضوع بھی اس حوالے سے بڑا اہم ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے، کی صحیح عکاسی ہوتی ہے۔

(سنڈے میگزین نوائے وقت ۲۸ مارچ ۲۰۱۰ء)

تقریظ

از قلم: محمد شعیب مرزا (ایڈیٹر ماہنامہ پھول لاہور)

اسلام میں حقوق العباد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جب تک بندہ حقوق العباد ادا نہیں کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ زندہ لوگوں کی طرح اسلام نے فوت شدگان کے بھی حقوق مقرر فرمائے ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے۔ زندہ لوگوں سے تو ان کے حقوق کسی بھی وقت معاف کروائے جاسکتے ہیں لیکن فوت شدگان سے ان کے حقوق معاف نہیں کروائے جاسکتے۔ لہذا ان کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔ فوت شدگان کے حقوق تو خالصتاً رضائے الہی اور خوفِ خدا کے تحت ہی ادا کئے جائیں گے۔ اس موضوع پر شاید پہلی مرتبہ اتنی توجہ اور تفصیل سے کام کیا گیا ہے۔ اس میں فوت شدگان کے لواحقین اور تمام مسلمانوں کے ذمے حقوق کو قرآن و سنت کے حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں ۳۵۰ سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت صرف ۲۰۰ روپے رکھی گئی ہے اور نہایت خوبصورت گفٹ بکس ہمراہ ہے۔ یہ کتاب کا تحفہ دینا یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔

(ماہنامہ پھول لاہور اپریل ۲۰۱۰ء)

نشان منزل

..... رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ O

کامل ایماندار وہی ہے جو حقوق العباد کو حتی الامکان کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ حقوق اللہ ایمانیات کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔ اور حقوق العباد معاشرتی معاملات و اخلاقیات کے ہر پہلو کو عمدہ پیرائے میں باحسن وجوہ سرانجام دینے کا نام ہے۔

ان دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے صحیح ترین رہنما ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ”تمہاری کامیاب زندگی کے لئے رسول اللہ (ﷺ) کا اُسوۂ ہی کافی ہے“۔ یعنی رسول کریم رُوف و رحیم ﷺ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تکمیل کے لئے جو تعلیم عطا فرمائی اُسے بروئے عمل لایا جائے تو ہر قسم کے حقوق پورے کئے جاسکتے ہیں۔

حقوق اللہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں توبہ کو اپنایا جائے تو اللہ کریم جل مجدہ العظیم اپنے حقوق معاف فرما دیتا ہے مگر حقوق العباد کی عدم ادائیگی میں جب تک بندہ اپنے حقوق معاف نہیں کرے گا تو رب العزت کی گرفت یقینی ہے۔

حقیقتاً دیکھا جائے تو حقوق العباد بھی من وجہ حقوق اللہ ہی کی ایک صورت ہے۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اُس کے حبیب لبیب ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لئے حقوق العباد کو بھی اسی طرح پورا کیا جانا چاہئے جیسے حقوق اللہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ دنیوی زندگی میں تو برضا و رغبت یا طوعاً کرہاً بندوں کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جسے ریا کاری، نمود و نمائش، دکھا دایا ناک رکھنے کی خاطر بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کیونکہ عوام میں یہ جراثیم خاصی حد تک پھیل چکے ہیں۔

مگر بعد از وفات (مردوں کے) حقوق جو زندوں پر عائد ہوتے ہیں اُن کا پورا کرنا تو اور بھی زیادہ لازم اور واجب ہو جاتا ہے اور اُن کا پورا کرتے رہنا اُمید

تقریظ

از قلم: شاہد نذیر چوہدری (اسٹنٹ ایڈیٹر فیملی میگزین)

مجلد ”سیدھا راستہ“ کے مدیر اعلیٰ منیر احمد یوسفی نے مذہبی و روحانی تعلیمات کے ذریعے عام مسلمانوں کی رہنمائی کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے۔ وہ اب تک متعدد ایسی کتب تحریر کر چکے ہیں جو دین سکھانے اور سمجھانے کیلئے بنیادی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اسلام کو صحیح طرح سے سمجھنے کیلئے عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی بہت ضروری ہے جو ظاہر ہے عام فہم اور آسان زبان میں دستیاب ہو جائیں تو سمجھنے سمجھانے اور اُن پر عمل کرنے کیلئے تیر بہدف نسخہ کا کام دیتی ہیں۔ مثلاً ان کی چند کتابیں ”مجھے نماز سے پیار ہے“ آئیں دین سیکھیں، غسل میت، آداب عیادت و نور شفاء، ختم کے معانی، ایصال ثواب“ کچھ ایسے ہی مضامین کا نمونہ ہیں جنہیں عام مسلمان پڑھنے کے بعد بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ معمولات زندگی بنانے کیلئے اسلام کامل رہنمائی کرتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہر کسی کو اسلامی تعلیمات و فرائض سے آگاہ ہونا چاہیے۔ زیر نظر کتاب بھی اس جانب رہنمائی کرتی ہے اور اسلامی نکتہ نظر سے زندہ افراد پر فوت ہو جانے والوں کے حقوق سے آگاہ کرتی ہے۔ ہمارے ہاں تو زندہ افراد کو اُن کے حقوق نہیں ملتے لہذا مرنے والوں کو کون پوچھتا ہے؟ حالانکہ اسلام فوت ہو جانے والوں کے حقوق کی نگہداشت اور اُن کی ادائیگی کے معاملے میں واضح ہدایات فراہم کرتا ہے۔ ہمارے مسلمان اس بات کو بھی سمجھنے سے معذوری ظاہر کر دیتے ہیں کہ

معدرت کے ساتھ عرض ہے کہ اس کا بقیہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہے ریاکاری کے زمرے میں بھی نہیں آئے گا، کیونکہ مردے سے تو اس دنیا میں شکرے کا تصور بھی مفقود ہے۔

بعض حقوق تو وفات یافتگان کے اعزاء و اقارب پر لازم ہیں اور بعض کا عام مسلمانوں پر پورا کرنا ضروری ہے۔ وہ حقوق کون کون سے ہیں جن کا جاننا سمجھنا اور پھر ادا کرنا متعلقین اور عوام مسلمین پر لازم و ضروری ہے۔ وہ کیسے معلوم ہوں تو اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی قرآن مجید فرقان حمید نے یوں فرمائی: **فَسَلُّوا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** پھر انہیں اہل علم سے دریافت کرو جن (مسائل) کو تم نہیں جانتے۔

جیسے ہر دور میں علمائے ملت اُمتِ مصطفیٰ ﷺ کی رہبری و رہنمائی فرماتے چلے آ رہے ہیں ویسے ہی فی زمانہ پاکستان میں ملتِ اسلامیہ کی نامور علمی و روحانی اور مذہبی شخصیت میر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ بھی سلف صالحین کے مشن کو اپناتے ہوئے ہر شعبہ ایمانیات، عبادات، معاملات و اخلاقیات پر اپنے راہوار قلم کو بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے چلا رہے ہیں۔ محض مصنف و مؤلف بننے کے شوق سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہر جہت و سمت پر صحیح صحیح رہنمائی کے لئے ایسے مسائل کو زیر قلم لا رہے ہیں جن کی ہر وقت ہر ایک ایماندار کو سمجھ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

چونکہ حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی جدید و قدیم علوم کے ماہر ہیں اس لئے ان کا انداز تحریر بھی تقریر کی طرح عام فہم آسان، سہل، مؤثر و دلکش اور دلپذیر ہے۔ بلاشبہ حضرت مدظلہ نباضِ وقت ہیں۔ موصوف ظاہری و باطنی حکمت و دانش سے آراستہ ہیں۔ سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **كُلُّ دَايَةٍ دَوَاءٌ** ہر مرض کی دوا ہے۔ اس فرمانِ عالی شان سے واضح ہو رہا ہے کہ:-

مرض جسمانی ہو یا روحانی ہر دو قابل علاج ہیں۔ کوئی مرض لا علاج نہیں۔ گو کوئی بھی سپیشلسٹ اس کی تک نہ پہنچ سکے۔ بہر حال مولانا الموصوف طیب حاذق کی طرح روحانی و جسمانی امراض کی تشخیص پوری بصیرت و فراست سے کرتے ہوئے

نسخہ تجویز کرتے ہیں نہ صرف نسخہ کی تجویز پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ استعمال کا طریقہ اور پرہیز بھی اس شان سے واضح کرتے چلے جاتے ہیں کہ کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا۔ تاہم شفا من جانب اللہ۔

وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے ان کی تشخیص جس خوبصورت انداز میں آپ نے فرمائی ہے۔ یقین کیجئے میری نظر سے ازیں قبل ایسی جامع، مکمل اور کامل تصنیف نہیں گزری۔ جو وفات یافتگان کے ایک ایک مسئلے کے دلائل سے مرصع ہو۔ یہ ایمان آفریز روح پرور کتاب ان نفوس قدسیہ کی کیفیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جو شہر خوشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے کامل ایماندار ہیں جن کے متعلق مخبر صادق سید عالم نبی مكرم ﷺ نے فرمایا: **قَبْرُ الْمُؤْمِنِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ** ”مؤمن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“ مگر بعض ایسے ایماندار ہیں جن کی قبور کو ایمانداروں کی دعائیں ریاضِ جنت کی بہاروں سے آراستہ کر سکتی ہیں اور ان تمام امور سے بہرہ مند ہونے کے لئے قارئین کرام کو تصنیف لطیف ”حقوق فوت شدگان“ انشاء اللہ العزیز کافی و دانی ثابت ہوگی۔

دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی ہمد تصانیف کو قبولیت و محبوبیت کا شرف عطا فرمائے اور معمول کے مطابق ملتِ اسلامیہ کو ”سیدھا راستہ“ دکھاتے رہیں اور اس پر چلا تے رہیں۔

خیر اندیش

محمد منشاء تابش قصوری

(جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) خطیب: مدینہ مجدد مرید کے

۱۲ ذوالحجہ المبارک ۱۴۳۰ھ

۱۳ نومبر ۲۰۰۹ء دوشنبہ

عرض حال

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی توفیق بنی کریم رؤف و رحیم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین علیہ السلام کی رحمت اور مرشد کامل امین علم لدنی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ محمد یوسف علی گنجدیس سرۃ العزیز کے فیضانِ نظر سے مختلف موضوعات پر بیسیوں کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ان تالیفات و تصنیفات کی روشنی میں لوگ عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بندۂ ناچیز کی تصنیفات و تالیفات تعلیمی اداروں میں بھی پڑائی رکھتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں مس مسرت طاہرہ پرپل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈنگ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات نے بھی اپنے کالج میں مختلف تالیفات اور تصنیفات متعارف کروائیں۔ خصوصاً حقوق والدین، حقوق زوجین، یوسف مصر محبت، آئیں اپنی نماز کا جائز لیں، تاریخ وضو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ۔ انہوں نے بندۂ ناچیز کو تجویز پیش کی کہ ایک کتاب ”حقوق فوت شدگان“ کے متعلق بھی تحریر کی جائے۔ چنانچہ بندۂ ناچیز نے ”حقوق فوت شدگان“ کے موضوع پر زیرِ نظر کتاب کو تحریر کرنا شروع کیا جو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے فضل و کرم اور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ السلام کے صدقے آپ کے پاس موجود ہے۔

بندۂ ناچیز استاذ العلماء استاذ الكل في الكل حضرت علامہ محمد منشاء تائب قصوری مدظلہ العالی کا خصوصی طور پر شکر گزار ہے کہ جنہوں نے خصوصی توجہ فرما کر کتاب پر نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی اور بندۂ ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اسی طرح میں ان تمام عزیزوں اور دوستوں کا جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اشاعت میں کوشش کی۔ خصوصاً محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم یوسفی، سیف اللہ یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، حضرت علامہ مولانا حافظ محمد رضوان یوسفی، حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، شیخ محمد آصف یوسفی اور محمد سلیم نواز یوسفی کا شکر گزار ہوں۔

دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اپنے پیارے نبی رحمت رؤف و رحیم علیہ السلام کے صدقے اس ناچیز سعی کو قبول فرما کر قبولِ عام عطا فرمائے اور اس کتاب کے مطالعے کے بعد جتنے لوگ مستفید ہوں سب کا ثواب تمام شمع توحید و رسالت کے پروانوں فوت شدگان ایمان والوں کو عطا فرمائے۔ آمین!

طالب دعا

منیر احمد یوسفی علی مد

موت کیا ہے؟

خالق کائنات نے جس طرح دیگر مخلوقات کو پیدا کیا ہے ایسے ہی موت کو بھی تخلیق فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا** ط۔ یعنی وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہاری پہچان ہو (کہ تم میں سے کس کا عمل اچھا ہے)۔

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **قَالَ: لِمَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰدَمَ وَ ذُرِّيَّتَهٗ قَالَتْ الْمَلٰٓئِكَةُ: اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَسْعُهُمْ فَقَالَ: اِنِّیْ جَاعِلٌ مَّوْتًا قَالُوْا: اِذَا لَا يَهْنَا لَهُمُ الْعِیْشُ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلٌ اَمَلًا** ح۔ ”جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (حضرت سیدنا) آدم (علیہ السلام) کو اور اُن سے اُن کی ذریت کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: کہ زمین میں ان کی گنجائش نہیں تو اللہ (رب العزت) نے فرمایا: میں موت پیدا کرنے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا پھر تو اُن کی زندگی مکدر اور بے مزہ ہو جائے گی تو اللہ (رب العالمین) نے فرمایا: بے شک میں اُمید پیدا فرمانے والا ہوں۔“

موت کیا ہے؟

الْمَوْتُ هُوَ انْقِطَاعُ تَعْلُقِ الرُّوْحِ بِالْبَدَنِ وَ مَفَارِقَةُ وَ خِلْوَةُ بَيْنَهُمَا وَ تَبَدُّلُ حَالِ الْمَوْتِ لَيْسَ بَعْدَهُم وَ اِنْقَالَ مِنْ دَارِ اِلٰی دَارٍ ح۔ ”موت بدن سے روح کے تعلق کے ختم ہو جانے کا نام ہے۔ یہ ایک حجاب ہے جو روح اور بدن کے درمیان قائم ہو جاتا ہے۔ موت عدم نہیں ہے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے کا نام ہے۔“

۱۔ سورۃ الک آیت نمبر ۲۔ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۷ (عربی بیروت لبنان)۔ ۳۔ شرح الصدور

عقل مند مومن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: **كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلٰی النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا قَالَ فَاَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكْبَسُ؟ قَالَ اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اِسْتِعْدَادًا اَوْ لَيْكَ الْاَكْبَسُ** ح۔ ”میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اُن نے میں انصار میں سے ایک مرد انصاری آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سا مومن مومنوں میں سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ پھر اُس نے پوچھا: کون سا مومن عقل مند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور موت کے بعد کے لئے اچھی تیاری کرتا ہے وہی عقل مند ہے۔“

طبرانی شریف میں حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: بعض بزرگانِ دین کا کہنا ہے: **مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ الْمَوْتِ اَكْرَمَ بِمَلَائِكَةِ اَشْيَاءَ (۱) تَعَجُّلِ التَّوْبَةِ وَ (۲) قَنَاعَتِ الْقَلْبِ وَ (۳) نَشَاطِ الْعِبَادَةِ وَ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْتِ غَوِّبَ بِمَلَائِكَةِ اَشْيَاءَ (۱) تَسْوِيفِ التَّوْبَةِ وَ (۲) تَرْكِ الرِّضَاءِ بِالْكَفَافِ وَ (۳) وَ التَّكَاسُلِ فِي الْعِبَادَةِ** ح۔ کہ جس نے موت کو بکثرت یاد کیا اُسے تین انعامات ملیں گے (۱) توبہ کی جلد توفیق ہوگی اور (۲) دل میں قناعت نصیب ہوگی اور (۳) عبادت میں خوشی ہوگی اور جس نے موت کو بھلا دیا اُس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی (۱) توبہ میں تاخیر ہوگی (۲) رضائے الہی کا ترک و بے مصلحتی اور (۳) عبادت میں سستی۔

ح ابن ماجہ ص ۳۲۳ تفسیر طبری جز ۸ ص ۲۹ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۱۳ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۸۳ (چھاپہ دار المکتب العلمیہ بیروت لبنان نیا ایڈیشن ۳ جلدیں) شرح الصدور ص ۲۸۔ ۵۔ شرح الصدور ص ۲۹۔

شہداء کے ساتھ حشر:

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَحْشُرُ مَعَ الشُّهَدَاءِ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَنْ يَذْكُرُ الْمَوْتَ فِي الْيَوْمِ وَالْلَيْلَةِ عَشْرِينَ مَرَّةً ۖ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کیا اللہ علیک وسلم) کیا شہداء کے ساتھ کسی کا حشر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اُس کا جو موت کو دن اور رات میں بیس مرتبہ یاد کرے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ قَالُوا: وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونُ أَزْدَادًا وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونُ نَوْعٍ كَيْ "جو شخص بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صلی اللہ علیک وسلم) اُس کی پشیمانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ نیکو کار رہے تو اس امر پر شرمندہ ہوگا کہ نیکیاں زیادہ کیوں نہیں کیں اور اگر بدکار ہوگا تو اس بات پر شرمندہ ہوگا کہ بُرائیاں کیوں نہ چھوڑیں۔"

موت کو یاد کرنا:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَكْثَرُوا ذِكْرَ هَذِهِ اللَّذَاتِ يَغْنِي الْمَوْتَ ۖ "لذتوں کو مٹانے اور کٹنے والی (موت) کو بہت یاد کرو۔"

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُنْتُ لَهَيْشِكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُّوْهَا فَإِنَّهَا تَوْهَدْ "میں نے تمہارے لیے تمہارے قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا کیونکہ تمہاری قبروں کی زیارت تمہارے لیے بہتر ہے۔" (شرح الصدور ص ۲۹-۲۸) ۱۔ شرح الصدور ص ۳۲-۳۱ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۵۳ ۲۔ شرح السنن جلد ۹ ص ۴۷۹ (چھاپہ دار المکتب العلمیہ بیروت لبنان کل ۷ جلدیں نیا ایڈیشن) ترمذی کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۴۰۳ مشکوٰۃ ص ۲۸۴-۲۸۵ ۳۔ فضائی جلد ۱ ص ۲۵۸ ترمذی جلد ۳ ص ۵۷ مستند جلد ۲ ص ۲۹۳ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۲۱ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۰۹ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۶ شرح السنن جلد ۳ ص ۱۹۸ ابن ماجہ ص ۳۲۲-

فِي الدُّنْيَا وَتَذْكُرُ الْآخِرَةَ ۖ "میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع فرماتا تھا اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔"

(۳) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرُ بِهَا الْآخِرَةَ وَأَغْسِلَ الْمَوْتَى فَإِنَّ مُعَالَجَةَ جَسَدٍ وَمَوْعِظَةً بِلَيْعَةِ وَصَلٍ عَلَى الْجَنَائِزِ لَعَلَّ ذَلِكَ أَنْ يَخْزَنَكَ فَإِنَّ الْحُزْنَ فِي ظِلِّ اللَّهِ يَتَعَرَّضُ كُلُّ خَيْرٍ ۖ "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں کی زیارت کرو تا کہ آخرت کی یاد آئے اور مردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم کا چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور نماز جنازہ پڑھو تا کہ یہ تمہیں غمگین کرے کیونکہ غمگین انسان اللہ (جل جلالہ کی رحمت) کے سایہ میں ہوتا ہے۔"

علامات موت:

علامات موت جب ظاہر ہوتی ہیں تو کپٹی وھنس جاتی ہے ناک نیڑھی پڑ جاتی ہے۔ پاؤں بے جان ہو جاتے ہیں جب کھڑے کئے جائیں تو کھڑے نہ رہ سکیں بلکہ گر جائیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ارْقُبُوا الْمَيِّتَ عِنْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثًا (۱) إِنْ رَأَيْتُمْ جَبِينَهُ (۲) ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَ (۳) انْتَشَرَتْ مُنْخَرَاهُ فَهِيَ رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ قَدْ نَزَلَتْ بِهِ وَ (۱) إِنْ غَطَّ غَطِيْطُ الْبُكَرِ الْمَخْنُوقِ (۲) وَحَمَدَ لَوْنَهُ وَ (۳) أَرْبَدَ شَذَقَاهُ فَهُوَ عَذَابٌ مِنَ اللَّهِ قَدْ حُلَّ بِهِ ۖ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو (۱) اگر اُس کی پیشانی پر پسینہ آئے (۲) آنکھوں میں آنسو آئیں اور (۳) نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے اور اگر (۱) وہ جس کا گلہ گھونٹا گیا ہو (۲) رنگ پھیکا پڑ جائے اور (۳) منہ سے جھاگ (۱) ابن ماجہ ص ۱۴۱ شرح الصدور ص ۳۲-۳۱ ۲۔ اور منشور جلد ۶ ص ۳۳۹ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۲-۵۳۱ ۳۔ شرح الصدور ص ۳۸ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۷-

اللہ (جل جلالہ) اگر میرے لئے زندگی بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما۔

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی آرزو اور دُعا کرنی جائز ہے۔ حضرت ابوبس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: **بَادِرُوا بِالْمَوْتِ سِتًّا: اِمْرَةَ السُّفْهَاءِ وَ كَثْرَةَ الشَّرْطِ وَ بَيْعَ الْحُكْمِ وَ اسْتِخْفَافَ الدِّمِّ وَ قِطْعَةَ الرَّحِمِ وَ نَشْوَا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يَقْدُمُونَ الرَّجُلَ لِيُغَيِّبَهُم بِالْقُرْآنِ وَ اِنْ كَانَ اَقْلَهُمُ فِقْهًا** ۲۰ ”چھ چیزوں کے آنے سے پہلے فوت ہو جاؤ (یعنی موت کی تمنا کرو) (۱) بے وقوفوں کی حکومت سے (۲) شرط کی زیادتی سے (۳) حکمت کی باتوں کو بیچنے سے (۴) خون کی ناقدری سے (۵) قلع رچی سے اور (۶) اُن لوگوں سے جو قرآن مجید کو گھر پر پڑھتے ہیں۔ ایک آدمی کو آگے کرتے ہیں جو اُن کو قرآن مجید کا کرنا خواہ وہ سب سے کم سمجھ رکھتا ہو۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہئے:

حضرت ابوامارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کہ جَلَسْنَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَّرَنَا وَرَفَّقَنَا فَبَكَى سَعْدُ ابْنُ اَبِي وَفَاصٍ فَكَثُرَ الْبُكَاءُ قَالَ يَا لَيْتَنِي مِثْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَا سَعْدُ اَعْنِدِي تَتَمَنَّى الْمَوْتَ؟ قَرَدَدَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنْ كُنْتُ خُلِقتُ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ غَمْرُكَ وَ حَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ ۲۱ ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہمارے دل نرم کر دیئے (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت رونے لگے بولے ہائے کاش! میں مر جاتا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰ مستدرج جلد ۳ ص ۲۹۸ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۹۹ جلد ۵ ص ۲۳۵ شرح الصدور ص ۲۰۰ ۲۱ مستدرج جلد ۵ ص ۲۶۷ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۰۱ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۸ ص ۲۵۸ مشکوٰۃ ص ۱۴۰۔

فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! کیا میری موجودگی میں موت کی تمنا کرتے ہو؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! اگر تم جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہو تو جس قدر تمہاری عمر و راز ہوگی اور تمہارے عمل اچھے ہوں گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔“

مرنے والوں کو تلقین:

(۱) حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَقِّنُوا مَوْتَانِكُمْ** ”اپنے مرنے والوں کو (اس کلمہ کی) تلقین کرو (یعنی) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ حلم والا ہے کرم والا ہے پاک ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش عظیم کا رب ہے ساری تعریفیں جہانوں کے پروردگار کے لئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دُعا زندوں کے لئے کیسی ہے؟ فرمایا: اَجْوَدُ وَ اَجْوَدُ ”بہت اچھی ہے اور بہت اچھی ہے۔“ ۲۲

(۲) حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (مبارک) ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ) سکھاؤ۔ ۲۳

اس طرح کہ مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھنا چاہئے اس کا حکم نہیں دینا چاہئے۔ خیال رہے اگر مومن مرتے وقت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی اس دنیا سے رخصت ہوا کیونکہ زندگی میں مومن تھا۔ لہذا اب بھی مومن بلکہ اگر نزع کی فتنی میں منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مومن ہی ہو گا اور کفر نماز، دن سب کچھ ہو گا کیونکہ غشی کی حالت میں ارتداد معتبر نہیں۔ (از شاہی) ۲۴ [مرتے وقت کلمہ پڑھانا اس حدیث مبارک بحوالہ بالا پر عمل کے لئے ہے نہ

۲۱ ابن ماجہ ص ۱۰۵ مشکوٰۃ ص ۱۴۱ ۲۲ مسلم جلد ۱ ص ۲۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۰ ابن ماجہ ص ۱۰۵ نسائی جلد ۲ ص ۲۵۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۳۲ درمنثور جلد ۳ ص ۲۹۸ ۲۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۷ ترمذی حدیث نمبر ۹۷۶ ۲۴ مرآۃ جلد ۳ ص ۳۳۴۔

کہ اُسے مسلمان بنانے کے لئے مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ۵ ”جب تم بیمار میت (یعنی قریب المرگ) کے پاس جاؤ تو (منہ سے) اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔“

مرنے والے کا آخری کلام:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا آخری کلام ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہو وہ جنت میں جائے گا۔“ ۲۶

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھیں:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اقْرَأْ وَسُورَةُ يٰسِينَ عَلَى مَوْتَاكُم ۲۷ ”اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔“

وقت موت کیا امید ہو؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جوان کے پاس اُس کی موت کے وقت تشریف لے گئے تو فرمایا: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ اَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَانِّيْ اَخَافُ ذُلُوْبِيْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبٍ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هَذَا

۵۱ مسلم جلد ۱ ص ۲۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۰ ابن ماجہ ص ۱۰۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۵ ترمذی حدیث نمبر ۹۷۷ نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۵ ۲۶ مشکوٰۃ ص ۱۳۱ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۷ ۲۳۸ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۲۳ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۰۰ ۳۱۷ قرطبی جلد ۲ ص ۱۹۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۶ ۲۷ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶ مشکوٰۃ ص ۱۳۱ ابن ماجہ ص ۱۰۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۱۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۶

السَّوْطِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَ اَمَّنْهُ مِمَّا يَخَافُ ۲۸ ”تو اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اُس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اللہ (ﷻ) سے امید کر رہا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو چیزیں جب بندہ (مومن) کے دل میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُسے اُس کی امید (کے مطابق) دیتا ہے اور ڈراؤنی چیز سے اُسے عطا فرماتا ہے۔“

نزع کی سختی میں اجر و ثواب:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس گئے جبکہ اُن کا ایک رشتہ دار فوت ہو رہا تھا (اُس وقت) اُس کا دم گھٹ رہا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (مرنے والے کی وجہ سے مجھے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) رنجیدہ دیکھا تو فرمایا اور لَا تَبْسُئِيْ عَلٰی حَمِيْمِكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِيْ ۲۹ ”(اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس بات پر غمگین مت ہو کہ آپ کے رشتہ دار پر جان نکلنے میں سختی ہو رہی ہے یہ اُس کی نیکیوں کا سبب ہے۔“ (موت کے وقت کی سختی سے اللہ کریم رہے ہے گناہ بھی معاف فرماتا ہے)۔

مسئلہ: قریب المرگ آدمی کے پاس دُعاے شفاء اور دُعاے مغفرت ای کرنی چاہئے اس حالت میں حاضرین دنیوی کلام نہ کریں آخری وقت تک دُعاے شفاء کر سکتے ہیں۔ ۳۰

مسئلہ: مرتے ہوئے شخص کے پاس یا مرنے والے کے پاس ملک الموت اور اُن کے ساتھی فرشتے بھی اُس بات پر آمین کہتے ہیں جو لوگوں کے منہ سے نکلتی ہے۔ ۳۱

جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۲۸ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۲ ابن ماجہ ص ۳۲۲ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۶۸ حذیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۲۹۲ درمنثور جلد ۷ ص ۴۱۲ ۲۹ ابن ماجہ ص ۹۰۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۱۵ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸

نے فرمایا: مَنْ مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا وَوَقَى فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغَدَى وَ رُخَّ عَلَيْهِ يَرْزُقُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ۳۲ ”جو شخص بیمار رہ کر فوت ہو وہ شہید فوت ہو گا۔ قبر کے عذاب سے بچے گا اور صبح و شام اس کو جنت سے روزی ملے گی۔“

روح جب قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دینی چاہئیں:

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ ۳۳ ”رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ (آپ ﷺ نے) انہیں بند کر دیا پھر فرمایا کہ روح جب قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کے پیچھے جاتی ہے۔“

حضرت ہذا ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: إِذَا حَضَرَتْكُمْ مَوْتًا كُمْ فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتَّبِعُ الرُّوحَ وَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوَقِّنُ مَا قَالَ أَهْلُ النِّيَّةِ ۳۴ ”جب تم اپنے مردوں کے پاس جاؤ تو ان کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ روح کے ساتھ ہی بینائی بھی چلی جاتی ہے اور نیک بات کہو (یعنی مغفرت مانگو) اس لئے کہ گھروالوں کی بات پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔“

مرنے والے کی آنکھیں اور منہ بھی بند کر دینا چاہئے:

روح کے ساتھ نور نگاہ بھی نکل جاتا ہے اس لئے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔ آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ نہیں البتہ شکل ڈراؤنی ہو جاتی ہے۔ اس لئے آنکھیں فوراً بند کر دینی چاہئیں بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اسے بھی بند کر دیا جائے اور جڑ سے باندھ دیئے جائیں۔ ۳۵

۳۲ ابن ماجہ ص ۱۷۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۹۵ مرآۃ جلد ۳ ص ۵۵۔ ۳۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۱ ابن ماجہ ص ۱۷۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۸۔ ۳۴ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۹۱۔ ۳۵ احمد جلد ۳ ص ۲۵۵۔ ۳۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۴۲۔ ۳۷ ابن ماجہ ص ۱۷۱۔ ۳۸ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵۔ ۳۹ مرآۃ جلد ۳ ص ۳۳۵۔

میت کو چومنا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِي حَتَّى سَالَ دُمُوعُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى وَجْهِ عُثْمَانَ ۳۶ ”رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کی میت کو چوما (ان کے چہرے یعنی پیشانی کو چوما) اور حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ رہے تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کے آنسو مبارک (حضرت) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر بہنے لگے۔“

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ ۳۷ ”جب رسول کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کا وصال ہوا تو امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انہیں بوسہ دیا۔“

مسئلہ: میت کو غسل سے پہلے بھی چوما جاسکتا ہے اور غسل کے بعد بھی کیونکہ میت غسل سے پہلے بھی پاک ہوتی ہے اس کا غسل جنابت کا سا غسل ہے۔ (لغات) ۳۸ ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میت کو شفقت کے طور پر اور تعظیماً چومنا جائز ہے۔ البتہ مرد اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے مرد کو فوت ہونے کے بعد نہیں چوم سکتے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا منہ آپ ﷺ کی پیشانی پر رکھ کر رونے لگے۔ چومتے اور کہتے تھے آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا آپ ﷺ زندگی میں بھی اچھے اور وصال کے بعد بھی اچھے ہیں۔ ۳۹

تحفہ مومن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ۳۶ ابوداؤد و حدیث نمبر ۳۱۶۳ ترمذی حدیث نمبر ۹۸۹ ابن ماجہ ص ۱۰۶ مشکوٰۃ ص ۱۴۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۰۔ ۳۷ ابن ماجہ ص ۱۴۱ ابن ماجہ ص ۱۰۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۰ بخاری حدیث نمبر ۲۴۲۲ ترمذی حدیث نمبر ۸۸۹۔ ۳۸ مرآۃ جلد ۳ ص ۳۳۵۔ ۳۹ مرآۃ جلد ۳ ص ۳۳۵۔

فرمایا: **الْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ** ۳۳ ”موت ہر مسلمان (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہے۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا: **وَذَلِكَ لِمَا يُلْقَاهُ الْمَيِّتُ فِيهِ مِنَ الْأَلَمِ وَالْأَوْجَاعِ** ۳۴ ”اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مرتے وقت جو تکالیف پاتا ہے وہ تکالیف اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سَيِّئَاتِهِ** ۳۵ ”اگر مسلمان کو ایک کانٹا یا اس سے بھی کم چیز سے تکلیف پہنچے تو اس کے سبب بھی اللہ (ﷻ) اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ **فَمَا ظَنُّكَ بِالْمَوْتِ الَّذِي مَسْكْرَةٌ مِنْ سَكْرَاتِهِ أَشَدُّ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ** ۳۶ ”تو جب کانٹے کا یہ حال ہے تو سکرانہ موت کا کیا حال ہوگا؟ جس میں تلوار کی تین سو ضربوں سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔“

موت کی یاد دہانگ دتی دُور کرتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اَكْفُرُوا ذِكْرَ هَٰذِهِمُ اللَّذَاتِ فَإِنَّهُ مَا ذَكَرَهُ أَحَدٌ فِي حَيَاتِهِ مِنَ الْعَيْشِ إِلَّا وَسِعَهُ عَلَيْهِ وَلَا فِي سَعَةِ إِلَّا ضَيِّقُهُ عَلَيْهِ** ۳۷ ”لذتوں کو توڑنے والی چیز کو بکثرت یاد کرو کیونکہ جو تک دست ہے جب موت کو یاد کرتا ہے تو اس پر فراخی ہوتی ہے اور جو خوش عیش ہوتا ہے وہ فراخ دست ہوتا ہے اور اس کا مال اُسے تنگ کرتا ہے۔“ (یعنی وہ مال اپنی بے ثباتی سے اُسے آگاہ کرتا ہے)۔

ساتھ سال کے بعد کوئی عذر نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ نے فرمایا: **أَعْدَدَ اللَّهُ إِلَىٰ أَمْرِئٍ آخَرَ أَجَلَهُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ سِتِينَ** ۳۸ ”شرح الصدور ص ۲۷ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۲۱ تاریخ بغداد السخیطی البغدادی جلد ۱ ص ۳۳۷ ۳۳۸ شرح الصدور ص ۲۷ ۲۸ شرح الصدور ص ۲۷ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۹۳۳ حدیث نمبر ۵۶۴۸ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۳۷ (مچاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)۔ ۳۶ شرح الصدور ص ۲۷ ۲۸ شرح الصدور ص ۲۸ مسند ابی جلد ۱ ص ۲۶۶ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۰۸۔

سَنَةِ ۳۸ ”جس شخص کی عمر ساٹھ سال ہوگئی اللہ (تبارک وتعالیٰ) اس کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑے گا۔“ (یعنی اُس نے زندگی میں ہر دور کو دیکھ لیا اب بھی اگر عبادت نہ کرے تو کوئی عذر کا موقع نہ رہے گا)۔

بھلائی کا ارادہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بَعْدَ خَيْرٍ اسْتِعْمَلَهُ قِيلَ كَيْفَ يَسْتَعْمَلُهُ؟ قَالَ يُؤَفِّقُهُ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ** ۳۹ ”جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کو (اچھے) عمل میں لگا دیتا ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیسے اُس کو اچھے عمل میں لگاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تبارک وتعالیٰ) اُس کو مرنے سے قبل نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔“ (وہ خوش نصیب ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے)۔

جان گنی کا عالم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **الْمُؤْمِنُ لِيَعْمَلَ الْخَطِيئَةَ فَيَشْدُدَ بِهَا عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَوْتِ الْكَفَرُ بِهَا وَأَنَّ الْكَافِرَ لِيَعْمَلَ الْحَسَنَةَ فَيُسَهِّلَ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَوْتِ لِيَسْجُرَ بِهَا** ۴۰ ”مومن جب گناہ کرتا ہے تو موت کے وقت تکلیف کی عذت سے ذریعہ اُس کا کفارہ ہو جاتا ہے اور کافر جب کوئی نیک کرتا ہے تو موت کے وقت آسانی کر کے اُسے بدلہ دے دیا جاتا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث شریف کی روشنی میں درج ذیل احادیث مبارکہ کا مطالعہ
۳۸ بخاری جلد ۱ ص ۹۵۰ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۵۳ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۸۲ مشکوٰۃ جلد ۲ نمبر ۵۷۷۷ شرح الصدور ص ۳۵ ۳۹ ترمذی جلد ۳ ص ۳۶ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۵ مستدرک جامع جلد ۱ ص ۱۳۰ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۹۲ جلد ۳ ص ۲۵۳ درمنثور جلد ۶ ص ۱۹۶ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۱۵ ۲۱۳ شرح الصدور ص ۳۵ ۴۰ ترمذی حدیث نمبر ۹۸۰ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۶ حلیۃ الاولیاء جلد ۵ ص ۵۹۔

فرمائیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے موت کی تکلیف کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

هُوَ قَدْرُ ثَلَاثِمِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۝ یہ تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے موت کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: اَذْنَى جُبْدَاتِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۝ ۲ موت

کی تکلیف تلوار کی ایک سو ضربوں سے زیادہ ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سے موت کی سختیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ

ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَهْوَنَ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ حَسَكَةٍ كَانَتْ فِي صُوفٍ

فَهَلْ تَخْرُجُ الْحَسَكَةُ الصُّوفَ مِنَ الصُّوفِ اِلَّا وَمَعَهَا صُوفٌ ۝ ۳

”موت کی کم تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اُون میں ڈالے

اور پھر اُسے کھینچے تو اُس شاخ کے ساتھ اُون بھی نکل آئے گی۔“

(۴) حضرت امام قشیری علیہ الرحمہ نے ”رسالہ قشیریہ“ میں اور حضرت الفضل

طوسی علیہ الرحمہ نے ”عیون الاخبار“ میں اور دیلمی نے اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ

سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ لِيُعَالَجَ

كُرْبَ الْمَوْتِ وَ سَكْرَاتِ الْمَوْتِ وَ اِنَّ مَفَاصِلَهُ لَيُسَلِّمُ بَعْضُهَا

عَلَى بَعْضٍ تَقُولُ ”جب بندے پر سکراتِ موت کا عالم طاری ہوتا ہے اور موت

کی بے چینی ہوتی ہے تو اُس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں السَّلَامُ

عَلَيْكَ تَفَارِقُنِي وَ اَفَارِقُكَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ ۴ ”یعنی تم پر سلام ہو تم

مجھ سے جدا ہو رہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہا ہوں۔“

(۵) حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت عبداللہ

بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے (اُمّ المؤمنین

حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہنگامی موت کے

۱۵۱ شرح الصدور ص ۳۹-۵۲ شرح الصدور ص ۳۹ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۰۸-۵۳ شرح

الصدور ص ۳۱ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۷۴-۵۳ شرح الصدور ص ۳۳ جمع الجوامع حدیث

نمبر ۵۷۱-

بارے میں سوال کیا کہ آیا یہ بڑی ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیسے بڑی

ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: اَحَدَةٌ لِّلْمُؤْمِنِ وَ اَخْدُ اسْفٍ لِّلْفَاجِرِ ۝ ۵ ”مومن کے لئے راحت

ہے اور فاجر کے لئے افسوس ناک گرفت ہے۔“

مقام عبرت:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں وہ رسول اللہ

ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے۔ ایک آنے والا آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس

میں حاضر ہوا اور عرض کیا ایک جوان لڑکا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے۔ اُس

سے کہا جاتا ہے کہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو لیکن وہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اَلَيْسَ كَانَ يَقُولُهَا فِي حَيَاتِهِ؟ قَالُوا بَلَىٰ، قَالَ:

لَمَّا مَنَعَهُ مِنْهَا عِنْدَ مَوْتِهِ؟ فَهَضَّ النَّبِيُّ ﷺ وَ نَهَضْنَا مَعَهُ حَتَّى

اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ: يَا غُلَامُ اَقُلْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَا اَسْتَطِيعُ اَنْ

اَقُولُهَا، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ لِعَقُوقِ وَالِدَتِي قَالَ: اَحْيَاهُ؟ قَالَ:

نَعَمْ، قَالَ اَرْسِلُوا اِلَيْهَا فَبَجَاءَتْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ

هِيَ؟ قَالَتْ نَعَمْ، قَالَ: اَرَأَيْتَ لَوْ اَنْ نَارًا اُجِجَتْ فَقِيلَ لَكَ اِنْ

لَمْ تَشْفَعْ بِيْ فِيْهِ دَفَنَاهُ فِيْ هَذِهِ النَّارِ فَقَالَتْ: اِذَا اَكُنْتُ اَشْفَعُ لَهُ

قَالَ: فَاَشْهَدُ بِاللّٰهِ وَ اَشْهَدُ بِاَنَّكَ قَدْ رَضِيتَ عَنْهُ فَقَالَتْ:

لَا رَضِيْتُ عَنْ ابْنِيْ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ اَقُلْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: لَا

اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهُ بَنِي

مَنْ النَّارِ ۝ ۶ کیا وہ (زندگی میں کلمہ طیبہ) پڑھتا تھا؟ عرض کیا جی ہاں! تو حضور نبی

کریم رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے

۵۵۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۹ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۱۸ شرح

الصدور ص ۳۵-۵۶ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۲۸ شرح الصدور ص ۳۶ بحوالہ دلائل النبوة للطبرانی و

فی مسند احمد جلد ۳ ص ۳۸۲ (مختصراً)۔

ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: کہو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اُس نے عرض کیا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا: کیوں؟ عرض کیا: میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اُسے بلاؤ۔ چنانچہ اُس کی والدہ کو آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک بڑی آگ جلائی جائے اور تجھے کہا جائے کہ اس لڑکے کو معاف کر دے یا پھر ہم اس کو اس آگ میں جلا دیتے ہیں تو کیا تم اس کو معاف کر دو گی؟ وہ کہنے لگی جی ہاں! تو فرمایا: تو پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو اور ہمیں گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس سے راضی ہوں۔ چنانچہ اُس عورت نے عرض کیا: اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھے اور تیرے (پیارے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: اے لڑکے کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ چنانچہ وہ پڑھنے لگا "تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَنْقَذَهُ بِنِي مِنَ النَّارِ" یعنی "تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں جس ذات نے میرے وسیلہ سے اس کو جہنم کی آگ سے نجات دی"۔ اس سے عبرت حاصل ہوئی کہ ماں باپ کے گستاخ کو آخری وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اُسے معاف نہ کریں۔ لہذا ماں باپ کا ادب و احترام کرنا چاہئے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ آپ ﷺ کا وسیلہ جائز ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: میرے وسیلہ سے اُس کو جہنم کی آگ سے نجات حاصل ہوئی۔

مقامِ غور:

ابنِ عساکر علیہ الرحمہ نے عبد الرحمن بخاری علیہ الرحمہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں: "حَضَرْتُ رَجُلًا بِالْوَقَاةِ فَقِيلَ لَهُ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: لَا أَقْدِرُ كُنْتُ أَصْحَبُ قَوْمًا يَأْمُرُونَنِي لَنَسْتَمَّ أَبِي بَكْرٍ وَ

حَسَرْتُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۝" ایک شخص کی وفات کا وقت قریب تھا تو اس سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو اُس نے کہا میں اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ پوچھا گیا کیوں؟ تو کہنے لگا میں: اُن لوگوں کی ساتھ بیٹھا تھا جو مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالیاں دینے کی تلقین کرتے تھے۔

اللہ اکبر! ان بزرگوں کا کتنا عظیم مقام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کس قدر ان کی شان کو ظاہر فرماتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو ایسے لوگوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے جو ان بزرگوں کو گالیاں نکالتے ہیں اُسے مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا تو جو گالیاں دیتے ہیں اُن بد بختوں اور مردودوں کا کیا حال ہوگا؟ العیاذ باللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ ان ہستیوں کی بے ادبی کرنے والوں سے مسلمانوں کو پناہ عطا فرمائے۔

آگ نہیں کھائے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَنْ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا تَطْعَمُهُ النَّارُ أَبَدًا ۝۸ "جو مسلمان مرتے وقت یہ کلمات پڑھے گا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اُسے (جہنم کی) آگ بھی نہیں کھائے گی۔"

اسمِ اعظم:

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اسمِ اعظم بتاؤں؟ وہ (اسمِ اعظم) دُعائے (حضرت) یونس (علیہ السلام) ہے یعنی "لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

۵۰ شرح الصدور ص ۴۷-۵۸ تلخیص المحیر جلد ۲ ص ۱۰۳ شرح الصدور ص ۴۷ المعجم الصغیر للعلامة ابن جلد ۱ ص ۸۶

الْظَّالِمِينَ ۝ (الانبیاء: ۸۷) ”کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا“۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خاص حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کے لئے ہے یا عام ایمان والوں کے لئے بھی ہے تو رسول کریم روف و رحیم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ارشاد مبارک نہیں سنا؟ وَنَجِّنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الانبیاء: ۸۸) ”اور ہم نے اُسے غم سے نجات دی اور ایسے ہی نجات دیں گے ایمان والوں کو“۔ اَيْمًا مُسْلِمًا دَعَا بِهَا فِي مَرَضِهِ اَرْبَعِينَ مَرَّةً فَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَلِكُ اُعْطِيَ اَجْرَ شَهِيدٍ وَاِنْ بَرًّا بَرًّا وَاَوْ قَدْ غُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ ۵۹

”جس مسلمان نے اس دعا کو اپنی بیماری میں ۴۰ مرتبہ پڑھ لیا اور پھر اسی مرض میں فوت ہو گیا تو وہ اللہ (ﷻ) کی طرف سے ”شہید“ جیسا اجر پائے گا اور اگر تندرست ہو گیا تو اللہ (ﷻ) کی مہربانی اور فضل و کرم سے) اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے“۔

مقام شہادت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ وَهُوَ عَلَى وُضُوءٍ اُعْطِيَ الشَّهَادَةَ ۶۰

”جس شخص کے پاس ملک الموت اس حالت میں آئے کہ وہ بحالت وضو ہو تو وہ قیامت میں شہادت کا مرتبہ پائے گا“۔

وقت وفات:

حضرت بکر بن عبد اللہ مرثی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب تم کسی مردہ کی آنکھیں بند کرو تو کہو: بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (اللہ تبارک و تعالیٰ) کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر“۔

☆☆☆

۵۹ درمنثور جلد ۵ ص ۶۶۹ مستدرک حاکم جلد ۶ ص ۶۷۱ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۲۳
۶۰ شرح الصدور ص ۳۹ بحوالہ طبرانی - ۶۱ شرح الصدور ص ۴۹

کسی عزیز کے مرنے پر رونا

کسی عزیز خصوصاً ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں، پیر و مرشد اور استاد یا است میں سے کسی کے فوت ہونے پر دلی تعلق کی بنا پر بے اختیار رونا ناقابل گرفت عمل ہے۔ لیکن سر یا سینہ کوٹنا، پیٹنا، منہ پر تھپھر مارنا، بال نوچنا، مرنے والے کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا، ہائے اوئے فلانا تو مہر گیا، ساڈا بیڑہ غرق ہو گیا، اسیں اجڑ گئے، ہمارا ہو گئے وغیرہ۔ یہ سب حرام ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔ صبر شکر کے الفاظ کہنا یا بہت کواچھے الفاظ سے مختصر طور پر مخاطب کر کے کلام کرنا جائز ہے۔ آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ چونکہ بندے کے بس میں نہیں اس لئے اس پر عذاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ عذاب اختیاری گناہ پر ہوتا ہے۔ آنسو نہ اختیاری ہیں اور نہ ہی ان کے بننے پر گناہ ہے۔ بعض صورتوں میں رب ذوالجلال والا کرام نے رونے کی اجازت دی ہے بلکہ ثواب خدا اور گناہوں پر ندامت سے رونا، بخشش کا ذریعہ ہے۔ اُطباء کہتے ہیں میت پر بالکل نہ رونے سے سخت بیماری پیدا ہو سکتی ہے آنسو بہنے سے دل کی گرمی نکل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے موقعوں پر رونے سے منع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ایسے مواقع پر نہ رونا سنت دلی کی نشانی ہے۔ یہ بات رسول کریم روف و رحیم ﷺ کے عظیم فرامین میں سے ہے کہ ”جسے بندوں پر رحم نہیں آتا اللہ تبارک و تعالیٰ اُس پر رحم نہیں فرماتا“۔

تعزیت کے لئے بیٹھنا سنت ہے نیز تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھنا بھی جائز ہے۔ تعزیت کی حد تین دن ہے۔ کسی کے فوت ہو جانے پر میت والے گھر میں تین دن تک چٹائی یا دریاں بچھاتے ہیں لوگ تعزیت اور فاتحہ کے لئے آتے رہتے ہیں۔

رونے کی ممانعت نہیں:

(۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَا تَنَّبَ رَنَّبُ بَنَتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عَمْرُؤُ سَاسِرٌ بَيْنَهُنَّ يَسُوْطُهُ فَاَخْرَجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْدِيهِ وَقَالَ مَهْلًا يَا

عُمَرُ ثُمَّ قَالَ يَا كُنَّ وَنَعِيقُ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ
الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ
الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ ۱

” (حضرت سیدہ) نہ نب (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ (ﷺ) فوت
ہوئیں تو عورتیں روئیں (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) اُن کو کڑے سے
مارنا چاہتے تھے تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) چھوڑو! ہٹ جاؤ۔ پھر
(عورتوں سے) فرمایا: شیطانی آواز سے پرہیز کرنا اور فرمایا جو کچھ آنکھ اور دل سے ہو
تو وہ اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ
شیطان کی طرف سے ہے۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
كَانَ فِي جَنَازَةِ قَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ
دَعَهَا يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالنَّفْسُ مَصَابَةٌ وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ ۲
”نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے (امیر
المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک عورت کو دیکھا وہ رو رہی تھی تو آپ (یعنی
امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے ڈانٹا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے
(امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) اسے رونے دو
اس لئے کہ اس کی آنکھ رونے والی ہے اس کی جان کو تکلیف پہنچی ہے اور زمانہ قریب
ہے۔ یعنی ابھی صدمہ ہوا ہے اور ایسے وقت میں دل پر اثر ہوتا ہے اور رونا بہت آتا
ہے تو انسان مجبور ہو جاتا ہے۔“

آنسو اور دل کا غم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں:

۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۵ ۲۳۵ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۸۹۔ ۲۔ ابن ماجہ
ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۲ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۷۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲
ص ۷۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳۔

حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کچھ بیمار ہوئے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت
عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے
ساتھ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو انہیں غشی میں پایا۔
فَقَالَ قَدْ قَضَى؟ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ
لَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ
لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَآشَارَ
إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَوْحَمُ وَأَنَّ الْمَيِّتَ لِيُعَذِّبَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ ۳

”پوچھا! کیا وصال کر گئے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) پھر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ روئے۔ جب قوم نے نبی کریم
رؤف ورحیم ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ نبی کریم رؤف ورحیم
ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) آنکھ کے آنسوؤں اور دل
کے غم سے عذاب نہیں دیتا؟ پھر اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس
سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور میت کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا
ہے۔“ (اس رونے سے مراد وہ رونا ہے جس میں چیخا، چلانا، نوحہ اور بین ہو)۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ رونا اُن کی موت کے خوف سے نہ تھا
بلکہ اُن کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بنا پر تھا اور یہ کلام حکیمانہ مبلغانہ تھا کہ کسی کی بیماری یا
موت پر بے صبری یا نوحہ نہیں کرنا چاہئے۔ مطلب یہ کہ جو مصیبت پر حمد الہی کرتا ہے
اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم فرماتا ہے جو غلط باتیں کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔

آسمان کے دو دروازوں کا رونا:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ بَابٌ يُّصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ
مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا مَاتَ بَكَى عَلَيْهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَمَا بَكَتْ
مَنْعَقُوهُ ص ۱۵۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۶۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۳ بخاری جلد ۱
ص ۱۶۴ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱۔

عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هُنَّ مَرْمُوسَاتُ لَيْلٍ (آسمان) میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ وہ ہے جس سے اُس کے اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے جس سے اُس کی روزی اُترتی ہے۔ جب بندہ مومن مر جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں۔ یہی رب العزت کا فرمان ہے۔ (یعنی آسمان و زمین کافر کے لئے نہیں روتے بلکہ مومن کے لئے روتے ہیں)۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا انتقال:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: أُرْسِلْتُ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ إِنْ ابْنَا لِي قُبُضَ فَأَتَانَا فَارْسَلْ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأُرْسِلْتُ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنِيهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقْقَعُ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ فَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ ۝

”رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی کریم ﷺ کو بلا بھیجا کہ میرا بیٹا (جس کا نام علی بن عاص بن ریح رضی اللہ عنہ تھا) فوت ہو گیا ہے تو آپ ﷺ تشریف لائیں (آپ ﷺ نے سلام اور پیغام بھیجا) آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ہی ہے جو اُس نے لیا اور اُسی کا ہے جو اُس نے دیا۔ اُس کے پاس ہر چیز کی میعاد معین ہے۔“ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں تشریف آوری کا دوبارہ پیغام بھیجا۔ (حضرت اُسامہ بن زید

مع مشکوٰۃ ص ۱۵۱ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۶۱-۳۲۷۱۸ ترمذی جلد ۳ ص ۱۶۱ شرح الصدوق ص ۱۰۱ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۵۳۔ ۵۵ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ نسائی جلد ۳ ص ۲۶۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۶۷ مسند ابی نعیم جلد ۲ ص ۲۵۰ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱ نسائی جلد ۳ ص ۲۶۱ ابن ماجہ ص ۱۱۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۳ مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۶۶۷۔

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ اٹھے میں بھی اٹھا اور حضرت سعد بن عبادہ معاذ بن ابی الی بن کعب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب مکان پر پہنچے تو لوگ بچے کو رسول کریم ﷺ و روف و رحیم ﷺ کے پاس لائے اُس کی روح سینہ میں لے رہی تھی (یعنی روح نکلنے کے قریب تھی) جیسے مشک میں پانی ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ روئے۔ تو (حضرت) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیا معاملہ ہے؟ (یعنی آپ ﷺ روئے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی رحمت ہے جو اُس نے (حضرت سیدنا) آدم ﷺ کی اولاد میں رکھی ہے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) اپنے ان بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں۔ (رونا اور رنج کا اظہار کرنا خلاف شرع نہیں بلکہ رقت قلب اور نرم دلی کی نشانی ہے اور جسے ایسے مقبول پر رنج نہ ہو وہ سخت دل انسان ہے)۔

بچپن میں مار کر رونا منع ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جَاءَ يَعْقُودُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غَلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يَجِبْهُ فَاِسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ غَلَبْنَا عَلَيْكَ ابْنُ الرَّبِيعِ فَصَحْنِ النِّسَاءَ وَبَكَيْنٍ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيبٍ يَسْكُتُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعِهِنَّ فَاِذَا وَجِبَتْ فَلَا تَبْكِينَ بَاكِئَةً قَالُوا وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمَوْتُ قَالَتْ ابْنَةُ ابْنِ كُنْتُ لَا رَجُوءَ أَنْ لَكُنْ شَهِيدًا قَدْ كُنْتُ قَضَيْتُ جَهَازَكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَيْهِ عَلَى قَدَرِ نَبْتِهِ ۝

”(رسول اللہ ﷺ حضرت) عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی

لئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ بیماری اُن پر غالب ہے۔ آپ ﷺ نے اُن کو زور سے پکارا انہوں نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ اور فرمایا ”اے ابوالرجل تم ہم پر مغلوب ہو گئے۔“ (یعنی قضائے الہی ہم پر غالب آگئی۔ ہم تمہاری زندگی چاہتے تھے مگر تقدیر میں موت ہے)۔ یہ سن کر عورتوں نے چیخیں ماریں اور رونے لگیں (حضرت) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اُن کو چپ کرانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِن کو چھوڑ دو مگر جب اُن پر واجب ہو جائے تو کوئی (چیخیں مار کر) نہ روئے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) واجب ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”مر جانا“۔ اُن کی بیٹی نے (اُن کے فوت ہونے کے بعد) کہا مجھے اُمید تھی کہ آپ شہید ہوں گے۔ اس لئے کہ آپ جہاد کے لئے سب سامان تیار کر چکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اِن کو اُن کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرمایا ہے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ وَ اَبْكِي وَالنَّاسُ يَنْهَوْنِي وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَنْهَانِي وَ جَعَلْتُ عَمِّي تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَبْكِيهِ مَا رَاَتِ الْمَلَائِكَةُ نَظْلَهُ بِاُجْنِحَتِهَا حَتّٰی رَفَعَتْهُ عَنِّي ”میرے والد (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) اُحد کے غزوہ میں شہید ہو گئے تو میں اُن کے منہ سے کپڑا ہٹاتا اور روتا۔ لوگ مجھے منع کرتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع نہ فرمایا۔ پھر میری چچی رونے لگی۔ اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر مت رو۔ اس پر برابر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تم نے اُس کو اٹھایا۔“

شہزادہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَخَذَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِهِ اِلَى اَبِيهِ فِي الْهَدْيَةِ وَالتَّهْنِئَةِ جُلْدًا مِّنْ ۲۴ كَنْزِ اَمَمَالِ حَدِيثِ نِسْبَةٍ ۲۹۸۸ نَسَائِي جُلْدًا مِّنْ ۲۶۱۔

اِبْرَاهِيْمَ فَوَجَدَهُ يَجُوْذُ بِنَفْسِهِ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعَهُ فِيْ خُجْرِهِ فَبَكَى فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اَتَبْكِيْ اَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ فَاجْرَيْنِ صَوْتٍ عِنْدَ مُصْنِيَةِ وَخُمْشٍ وَجُوْهِ وَ شَقِيْ جُبُوْبٍ ذَرْنَةُ شَيْطَانٍ ۱

”نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے پیارے بیٹے (حضرت) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ اُس وقت اُن پر نزع کا عالم طاری تھا۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں لیا اور رونے لگے۔ (حضرت) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رونے سے منع فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں رونے سے منع نہیں کرتا تھا بلکہ میں تو دو احمق فاجر آوازوں سے منع کرتا تھا۔ ایک کسی مصیبت کے وقت رونے کی آواز جس میں منہ کا کوچنا پیٹنا اور گریبان کا چیرنا پھارنا ہو۔ دوسرے شیطان کا لوحہ کرنا اور چیخنا چلانا۔“

(۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: لَمَّا تَوَفَّيْ اَبْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِبْرَاهِيْمَ بَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهُ الْمَعْرِيْ اَمَّا اَبُو بَكْرٍ وَّ اَمَّا عُمَرُوْا اَنْتَ اَحَقُّ مِنْ عَظِيْمِ اللّٰهِ حَقُّهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَذْمُعُ الْعَيْنِ وَ يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا تَقُوْلُ مَا يَسْخَطُ الرَّبُّ لَوْلَا اَنَّهُ وَغَدٌ صَادِقٌ وَ مَوْعُوْدٌ جَامِعٌ فَاِنَّ الْاٰخِرَ تَابِعٌ لِلْاَوَّلِ لَوْ جَدْنَا عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ اَفْضَلَ مِمَّا وَجَدْنَا وَ اَنَابَكَ الْمَحْزُوْنُوْنَ وَ اَنَا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ الْمَحْزُوْنُوْنَ ۹

”رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے (حضرت سیدنا) ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم روئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعزیت دے رہے تھے انہوں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ ۸ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۶۔ ۹ ابن ماجہ ص ۱۱۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۹ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۴ مسلم جلد ۱ ص ۲۵۹۔

(تبارک وتعالیٰ) کے حق کو جاننے والے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے۔ ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے پروردگار ناخوش ہو۔ اگر قیامت کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اس وعدے میں سب ملنے والے نہ ہوتے پھر فرمایا: بعد میں فوت ہونے والا پہلے فوت ہونے والے کے پیچھے جانے والا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ ”اے ابراہیم (علیہ السلام) ہم تجھ پر زیادہ رنج کرتے ہیں اس رنج سے جتنا ہم نے کیا اور ہم تیری وجہ سے ممکن ہیں۔“ (یعنی تیری جدائی کی وجہ سے)۔

کسی بچے کے مرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةً فَوَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَع فَيَقُولُ اللَّهُ اَبْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ ۝ ”جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں ہاں! تو (اللہ تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟ فرشتے پھر عرض کرتے ہیں ہاں۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ) پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اُس نے تیری حمد بیان کی اور (اَسْأَلُكَ) پڑھا پھر اللہ (ﷻ) فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور گھر کا نام بیت الحمد رکھو۔“

فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی:

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف رحیم ﷺ: ۱۵۱ مشکوٰۃ ص ۱۹۸ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۸ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۷ اور مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۵۷۔

ورجیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ عَزَى لِكُلِّ كَيْسِي بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ ۱۱ ”جو فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی دے اُس کو جنت میں جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی۔“ (اور اعزاز سے نوازا جائے گا)۔

رونا اور نوحہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول کریم رؤف رحیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ أَنْهَيْتُ عَنِ الْكَأَمِ أَلَمَّا نَهَيْتُ عَنِ النَّوْحِ ۱۲ ”میں تمہیں رونا سے منع نہیں کرتا بلکہ میں تمہیں نوحہ (اور بین) سے منع کرتا ہوں۔“

نوحہ منع ہے:

حضرت حکیم بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اِنْ قَيْسَ ابْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَا تَنُوحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ مُخْتَصِرًا ۱۳ ”حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے (اپنے احباب اور گھروالوں سے) کہا مجھ پر نوحہ مت کرنا کہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں ہوا۔“

بین کرنے کی ممانعت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف رحیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أَلَمَيْتُ يُعَذِّبُ بِكَأَمِ الْحَيِّ إِذَا قَالُوا وَاعْضَدَاهُ وَانْكَاسِيَاهُ وَانَا صِرَاهُ وَاجْبَلَاهُ وَنَحُوْهُ هَذَا يُتَغَنَّعُ ۱۴ ”زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ جب لوگ (نوحہ اور بین کے انداز میں روتے ہوئے)

۱۱ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ تلخیص الکبیر جلد ۲ ص ۱۳۸ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۷۶-۱۲ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۹ بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۶-۱۳ نسائی جلد ۳ ص ۲۶۲-۱۴ ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۲ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۶۲ (مختصر) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۷۱ ترمذی جلد ۳ ص ۱۹۵ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۱۲ حدیث نمبر ۲۲۳۳۲ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۱۶ جلد ۱۲ ص ۲۳۷ (مختصر)۔

کہتے ہیں۔ اے میرے بازو! اے میرے کپڑے پہنانے والے! ہائے میری مدد کرنے والے! ہائے پہاڑ کی طرح قوت اور طاقت والے! یا اس کے مانند دوسرے کلمات کہتے ہیں تو (فرشتے) میت کو جھڑکتے ہیں ڈانٹتے ہیں۔ (جبکہ مرنے والے نے مرنے سے پہلے نوحہ و بین کرنے کی وصیت کی ہو)۔

گال پیٹنے اور گر بیان پھاڑنے کی ممانعت:

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجَهَهَا وَالشَّافَةَ جَبِيهَا وَالْدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالْتُمُورِ ۱۵ "رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ نوچنے اور گر بیان پھاڑنے والی عورت پر لعنت کی ہے (اور اُس پر بھی) جو خرابی، بربادی اور ہلاکت پکارتے" (یعنی یوں کہے ہائے تباہ ہوگئی ہلاک ہوگئی برباد ہوگئی)۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ أَوْ شَقِّ الْجُبُوبِ وَ حَسْرَةِ السُّخْرُوْدِ وَ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۱۶ "جو شخص گر بیان پھاڑے رخسار پیٹے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(۳) حضرت عبدالرحمن بن یزید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں جب (حضرت) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور بے ہوش ہوئے اُن کی بیوی چلا چلا کر رورہی تھی۔ جب اُنہیں ہوش آیا تو انہوں نے اُس سے کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میں اس سے بیزار ہوں؟ جس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّا بَرِيٌّ مِمَّنْ خَلَقَ (آئی شجرہ او راسہ) وَ سَلَقَ وَ خَرِقَ (آئی رَفَعَ صَوْتَهَا عَنِ الْمُصِيبَةِ) ۱۷ " (جو کسی کے مرنے پر) سر منڈوا

۱۵ ابن ماجہ ص ۱۱۳۔ ۱۱۶ ابن ماجہ ص ۱۱۳ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۵۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۴۷ شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۸۸۔ ۱۹۱ ابن ماجہ ص ۱۱۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ ابوداؤد جلد ۵ ص ۹۰ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۷۴ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۹ حدیث نمبر ۳۲۲۱۔

اے! جو چلا چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (جیسے ہالوں کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کے فوت ہونے پر منہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اللہ عزوجل و تعالیٰ کی ذات سے شکایت کرنے اور بے صبری کے کلمات اور باتیں کرنے والا) ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں میں سے نہیں یہ کام حرام ہیں۔ ایسا کرنے والا سخت مجرم ہے۔ اس سے روافض عبرت پکڑیں جن کے ہاں سیدہ کوئی اور حرام چیز ہے پڑھنا عبادت ہے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ) دور جاہلیت میں عرب میں بھی کسی کی موت پر سر منڈوانے کا رواج تھا جیسے ہندو لوگ سر داڑھی اور انگوٹھیں سب کچھ منڈوا دیتے ہیں (جسے "بھدرا" کہتے ہیں)۔

نوحہ کی وجہ سے عذاب:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ قَالَهُ يُعَذَّبُ بِمَا لَيْسَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۸ "جس پر نوحہ کیا جائے اُسے قیامت کے دن نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوگا۔" (یہ اس صورت میں ہے جبکہ میت نے نوحہ اور پیٹنے کی وصیت کی ہو۔) امامہ جاہلیت میں مرنے والے وصیت کرتے تھے کہ مجھ پر نوحہ کرنا تاکہ مشہوری ہو جائے۔ اُس دور جاہلیت میں نوحہ پر فخر ہوتا تھا۔ شہداء کربلا پر رافضی لوگ "نوحہ" اور "پاکوئی" کرتے ہیں۔ یہ اُن کی اپنی اختراع ہے نہ تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوئی وصیت کی اور نہ ہی دیگر شہداء کربلا نے اور نہ وہ اس سے راضی ہیں۔

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ و روف و رحیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلْعَبِيْثُ يُعَذَّبُ بِمَا لَيْسَ عَلَيْهِ ۱۹ "میت کو اُس نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے جو اُس پر کیا جاتا ہے۔" (جبکہ مرنے والا نوحہ کی وصیت کر جائے۔ ہاں البتہ خود ہی سے نوحہ کرنے والے بھی قیامت کے دن

۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۶۱ جلد ۳ ص ۲۴۵ بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۱ مسلم حدیث نمبر ۹۳۲ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ مرتبہ جلد ۳ ص ۱۹۳۔ ۱۹۹ ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۱۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۱ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۵ مسلم جلد ۳ ص ۳۰۳۔

پکڑے جائیں گے۔

نوحہ کرنے پر لعنت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَعْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ ۖ ”رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔“

ایک عورت کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّي قَالَتْ لَمْ تُصَبِّ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِبِنِ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُولَى ۲۱ ”نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ (ایک دفعہ) ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی (اُس کے رونے میں چیخ و پکار اور نوحہ تھا) آپ ﷺ نے (اُس عورت سے) فرمایا: اللہ ﷻ سے ڈر اور صبر کر۔ (وہ عورت بے خبری اور شدت غم میں) بولی میرے پاس سے ہٹ جائیے آپ ﷺ کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی۔ اُس عورت نے رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کو پہچانا نہیں۔ (جب حضور نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کچھ آگے چلے گئے تو) اُس عورت کو بتایا گیا وہ تو نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ تھے۔ پھر وہ عورت رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کے آستانہ مقدس پر حاضر ہوئی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر شروع صدے سے ہی ہوتا ہے۔“ (چونکہ شروع

۲۰ ابوداؤد جلد ۱ ص ۹۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۱-۱۵۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۲۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۹۶ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۰ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۸۴۔

صدے پر دل میں جوش ہوتا ہے اُس وقت اُس جوش کو روکنا بڑے بہادروں کا کام ہے)

اشتوں کا جھنجھوڑنا:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: مَا مِنْ مِّمْتٍ يُمُوتُ فَيَقُومُ بِمَا كَانَتْ تَقُولُ وَاجْتِلَاهُ وَاسِيْدَاهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ اِلَّا وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ مَلَكَ يَنْهَاهُ عَنْهُ ۲۲ ”جب کوئی (بندہ) فوت ہو جائے اور اُس کے رونے والا اٹھ کر کہے ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار اور اسی طرح کی دوسری باتیں کہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس (فوت شدہ) پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اُسے جھنجھوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟

جہالت کی چار باتیں:

حضرت ابوبالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَرْبَعٌ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَنْتَرُكُوْنَ هُنَّ (۱) الْفَخْرُ فِي الْاِخْسَابِ (۲) وَالطُّغْنُ فِي الْاَنْسَابِ (۳) وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالسُّجُومِ (۴) وَالْبِيْحَاةُ ۲۳ ”میری امت میں چار باتیں جہالت کی ہیں: (۱) انہیں دو نہ چھوڑیں گے۔ (۱) قومی فخر (۲) نسب میں طعنے (۳) ستاروں سے بارش مانگنی اور (۴) نوحہ اور فرمایا: اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اُس پر ”رال“ کا لباس اور ”جرب“ کی قمیض ہوگی۔“ (جرب وہ کپڑا ہے جو نوحہ کرنے والے کو قیامت کے دن پہنایا جائے گا اور نوحہ کرنے والی عورت پر اُس دن خارش کا عذاب مسلط کیا جائے گا)۔

نوحہ نہ کرنے پر بیعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۲۱ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۳-۳۲۲۴ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۳۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَا يَنْحُنَّ فَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدَ نَفَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتُسْعِدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ ۲۳۔ ”جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی اور نوحہ نہ کرنے کا اقرار کرایا تو عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دور جاہلیت میں بعض عورتوں نے رونے پینے میں ہماری مدد کی تو کیا ہم بھی اُن کی مدد کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں یہ چیز جائز نہیں۔“ (دور جاہلیت میں پینے کا عام رواج تھا اور اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ اُس دور میں رونے پینے کا بھی قرض ہوتا تھا۔ ایک عورت دوسرے کے ہاں موت پر پیٹ آتی تھی تو دوسری اُس کے ہاں موت کے وقت پینے ضرور جاتی تھی)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عَجِبَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ أَوْ حَمْدُ اللَّهِ وَشُكْرُ وَ أَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمْدُ اللَّهِ وَ صَبَرَ فَأَلْهَمُوهُنَّ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ أَمْرٍ حَتَّى يُؤْجَرَ فِي اللَّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِيهِ أَمْرًا ۲۵۔ ”مومن کے لئے عجب (معاملہ ہے) اگر اُسے بھلائی پہنچے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی حمد و ثناء اور شکر کرتا ہے اور اگر مصیبت پہنچے تو اللہ (جل جلالہ) کی حمد و ثناء اور صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر کام پر ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اگر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو اس پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔“

فوت شدہ کے گھر والوں کے لئے کھانا پکانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر آئی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اصْنَعُوا لِأَلٍ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْفَلُهُمْ ۲۶۔ ۲۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲ مستدرج جلد ۳ ص ۱۹۷ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۶۰ کنز العمال جلد ۱ ص ۶۱۵ (مختصر) حدیث نمبر ۳۳۳۳-۳۵ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۳ مستدرج جلد ۱ ص ۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶ ابن ماجہ ص ۱۱۶ الترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ مشکوٰۃ ص ۱۵۱۔

”(حضرت) جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ اُن کے پاس وہ آئی ہے جو (اُن کو) کھانے سے باز رکھے گی۔“

آپ ﷺ نے کھانا پکانے کا حکم اپنے اہل بیت کو فرمایا یہ کھانا بھیجنا سنت ہے۔ کھانا پکانے والے کو خود میت والوں کے گھر کھانا لے کر جانا چاہئے اور اُن کو کھانے کی مجبور کرنا چاہئے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھائے اور اُن کی ڈھارس بندھائے۔
رواج:

ہمارے معاشرے میں تین دن تک کھانا بھیجنے کا رواج ہے۔ جب کہ حدیث شریف کے مطابق جس گھر میں فوتہیگی ہو اُس گھر میں صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے گا۔ (جس دن فوتہیگی ہو یا فوتہیگی کی خبر آئے)۔ یہ کھانا وہ لوگ کھائیں جو علم کی وجہ سے کھانا پکانہ سکیں یا میت کے گھر والوں کے باہر سے آئے ہوئے مہمان اور جو غیر متعلقین کے لئے آئے ہوں۔ اگر بطور محبت اور ہمدردی کسی ریکی یا رواجی قید کے بغیر دوست احباب یا رشتے دار مسلسل تین دن کھانا دیں تو اس پر فتویٰ نہیں۔

نوحہ والے جنازہ سے پرہیز:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَلْهَلْیَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَتَّبِعَ جَنَازَةً مَعَهَا رَأَتْهُ ۲۷۔ ”رسول اللہ ﷺ نے اُس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا: جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔“

فیصلہ کن ارشادِ حنیف چلائے بغیر رونا:

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن علیہ الرحمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے خبر دی کہ میں نے (اُمّ المؤمنین) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا اُن سے کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ: اِنْ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُولُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَا اِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۲۸۔ ۲۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸۳ مستدرج جلد ۲ ص ۹۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ مرتقا جلد ۳ ص ۲۰۷۔

عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَكْبَى عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَكُونَنَّ عَلَيْهَا وَانْهَى لَتُعَذَّبَ فِي قَبْرِهَا ۚ ۲۸ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو (اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا کہ اللہ (ﷻ) حضرت ابو عبد الرحمن (رضی اللہ عنہ) کو بخشے (یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کنیت ہے) بے شک انہوں نے اپنی طرف سے کچھ جھوٹ نہیں بنایا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا اُن سے خطا ہو گئی ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: یہ لوگ تورو رہے ہیں اور اُس پر عذاب قبر ہو رہا ہے۔ (یعنی سرکار کائنات ﷺ کا یہ فرمانا اس لئے نہیں تھا کہ جب زندہ لوگ روتے ہیں تو اُن کی میت پر عذاب ہوتا ہے۔ ہاں اگر فوت شدہ شخص وصیت کر جائے کہ میرے مرنے پر رونا اور رونے والیاں بلانا اور چیخنا چلنا تو اس پر بالاتفاق عذاب ہوگا۔ حضرت امام ابو یوسفی ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور صحیح ہے)۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ (ﷺ) نے یہ نہیں فرمایا کہ میت کو اُس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ (ﷻ) کا فرکا عذاب اہل خانہ کے رونے سے بڑھا دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کیا تمہیں قرآن مجید کافی نہیں ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“

آسمان اور زمین کا رونا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: فَاسْأَلُوا بَعْدَ دِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُسْتَعُونَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا إِنَّهُمْ جُشَّدُ مُغْرَقُونَ ۝ (الدخان: ۲۳-۲۴) ”ہم نے موسیٰ (ﷺ) کو حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا اور (جب دریا سے پار نکل جاؤ) تو دریا کو یونہی جگہ جگہ کھلا چھوڑ دینا (یعنی اُس کو چلنا نہیں) بے شک وہ (فرعون) لشکر ڈبو دیا جائے گا۔“ جب فرعون اُس کے پیروکار اور لشکر دریا میں ڈبو دیے گئے تو ارشاد ہوا فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ

۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ شرح التبیان جلد ۳ ص ۲۹۲ نسائی حدیث نمبر ۱۸۶۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۳۹ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۰۶ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۲ حدیث نمبر ۱۸۸۹ مسلم جلد ۶ ص ۳۰۳ حدیث نمبر ۹۳۲ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۷۔

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۝ (الدخان: ۲۹) ”تو اُن (کے) (۱) پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔“ اس آیت مبارک میں کافروں کی موت پر زمین و آسمان کے نہ رونے کا ذکر ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ زمین کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں اس لئے کہ اگر کسی کے لئے بھی زمین و آسمان نہ روتے ہوتے تو رب کائنات یہ نہ فرماتا کہ جب فرعون اور اُس کے لشکر والے اوپ گئے تو نہ آسمان رونے نہ زمین روئی۔ اس آیت مبارک اور اس کی شان نزول کے سمجھنے کے بعد رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ مومن کی فوسیدگی کے موقع پر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ (مومن کے لئے زمین و آسمان روتے ہیں)۔ کیونکہ ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“ کافروں کے لئے فرمایا گیا ہے۔

(۲) حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُن سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد مبارک فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ کے بارے پوچھا گیا کہ کسی پر آسمان اور زمین روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ہر انسان کے لئے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عمل اُپر جاتا ہے دوسرا وہ جس سے اُس کا رزق اُترتا ہے۔ جب بندہ مومن فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس کے لئے روتے ہیں کہ یہ بندہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وَإِذَا فَقَدَهُ مُضِلًّا مِنَ الْأَرْضِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا بَكَتْ عَلَيْهِ ”وہ زمین (کا گھڑا) جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ذکر کرتا تھا روتی ہے۔“ لیکن چونکہ فرعون کی قوم کے لئے زمین میں اچھے نشانات نہ تھے اور نہ ہی اُس کا کوئی عمل اچھا تھا۔ پس اُس کے مرنے پر نہ آسمان رویا نہ زمین (یعنی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد مبارک کے کہ ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

مومن کی گزرگاہ روتی ہے:

حضرت ابن جریر ابن ابی الدنیا اور ترمذی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ”شعب الایمان“

میں حضرت شریح بن عبید حضرت علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مَاتَ مُؤْمِنٌ فِي غُرْبَةٍ غَابَتْ عَنْهُ فِيهَا بَوَالِيهِ إِلَّا بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ ثُمَّ قُرَأَ: (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ) ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُمَا لَا يَبْكِيَانِ عَلَيَّ كَافِرٍ۔۔۔ جو مومن بھی مسافر میں مرتا ہے اور اُس پر رونے والیاں نہیں روتیں تو اُس پر آسمان اور زمین روتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی: "فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ" اور فرمایا: "یہ کافروں پر نہیں روتے۔" (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

چالیس دن تک زمین کا رونا:

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت ابو نعیم علیہ الرحمہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوتُ إِلَّا تَبْكِي عَلَيْهِ الْأَرْضُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا جب بھی کوئی مومن مرتا ہے تو زمین چالیس روز تک صبح کے وقت روتی ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

سجدہ کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عطاء خراسانی علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے: مَا مِنْ عَبْدٍ يُسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً فِي بَقْعَةٍ مِنَ بَقَاعِ الْأَرْضِ إِلَّا شَهِدَتْ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَكَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ يَمُوتُ جو بندہ مومن زمین کے گوشوں میں سے کسی گوشہ میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے حضور سر سجود ہوتا ہے وہ گوشہ اُس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے دن اُس کے حق میں گواہی دے گا۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت ابو عبیدہ سلیمان بن عبد الملك علیہ الرحمہ کے صاحب سے روایت کی ہے کہ: جب بندہ مومن فوت ہوتا ہے تو زمین کا گوشہ گوشہ پکار کر کہتا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ کا مومن بندہ فوت ہو گیا ہے تو زمین و آسمان دونوں اُس پر روتے ہیں تو رحمن سبحانہ و تعالیٰ پوچھتا ہے تم دونوں میرے بندے پر کیوں روتے ہو؟ تو وہ دونوں کہتے ہیں: اے ہمارے رب وہ جس گوشے

کے گزرتا تھا تیرا ذکر کرتا تھا۔ (تجھے یاد کرتا تھا) (شرح الصدور ص ۱۰۲)

زمین و آسمان کیوں روتے ہیں؟

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ آسمان اور زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے: مَا زَالَ يَصْغَدُ إِلَيَّ مِنْهُ خَيْرٌ وَتَقُولُ الْأَرْضُ مَا زَالَ يَفْعَلُ عَلَيَّ خَيْرًا کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت خضاک علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ تَبْكِي عَلَيَّ الْمُؤْمِنُ الصَّالِحُ مَعَالِمَةً مِنَ الْأَرْضِ وَ مَصْرِجَ عَمَلِهِ مِنَ السَّمَاءِ "بندہ مومن (کی موت) پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر اُس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے اُس کا عمل خیر اُپر جاتا ہے۔" (شرح الصدور ص ۱۰۳)

نماز کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ اور حضرت تہافتی علیہ الرحمہ نے "شعب الایمان" میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا مَاتَ بَكَى عَلَيْهِ مُصَلَّةٌ مِنَ الْأَرْضِ وَ يَصْغَدُ عَمَلُهُ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ "جب بندہ مومن مرتا ہے تو اُس کی نماز کی جگہ اُس پر روتی ہے اور آسمان کی وہ جگہ روتی ہے جہاں سے اُس کے نیک اعمال اُپر چڑھتے تھے۔ پھر یہ آیت مبارک پڑھی: "فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ"۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

آسمان کے فرشتے روتے ہیں:

حضرت حسن علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ إِذَا تَوَفَّى الْمُؤْمِنَ بِلَادٍ غُرْبَةٍ لَمْ يَعْذِبْهُ رَحْمَةً لِغُرْبَتِهِ وَأَمْرًا مَلَأَ نِكَّةً فَتَبْكِيهِ

لَغِيْبَةٍ بِوَاكِئِهِ عَنْهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ” کوئی بندہ مومن (مسافر کی حالت میں) اجنبی شہر میں فوت ہوتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس پر عذاب نہیں کرتا بلکہ غریب الوطنی کی وجہ سے رحمت فرماتا ہے اور اُس کے رونے والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے فرشتوں کو اُس کے لئے رونے کا حکم فرماتا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

یہ خدائی نظام ہے کہ بندہ مومن کے لئے زمین و آسمان بھی روتے ہیں بلکہ مومن کی موت پر درود یار بھی روتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمان و زمین کو بندہ مومن اور غیر مومن غیر صالح کو پہچاننے کا اور اک عطا فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے یہ جان پہچان اور علم رکھتے ہیں تسبیح پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

سورہ ہود میں حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا میں ظالموں بت پرستوں کو ڈبودوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا تو تنور سے پانی اُٹھنے لگے گا۔ حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام نے حکم خداوندی کے تحت ایمان والوں کو کشتی میں سوار کیا آسمان پانی برسانے لگا زمین اپنا پانی اُگلنے لگی جب تمام لوگ سوائے کشتی میں بیٹھنے والوں کے ڈوب گئے تو زب ذوالجلال والاکرام نے زمین و آسمان کو بایں انداز پکارا۔ وَقِيلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسْمَاءُ اَقْلَعِي.... (ہود: ۴۳) ”اور فرمایا: اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا۔“

جو نبی حکم خداوندی ہوا تو حکم کی بجا آوری کے لئے زمین نے پانی جذب کر لیا اور آسمان پانی برسانے سے رُک گیا۔

کتنی شان ہے اُس مومن کی جس کی محبت میں اُس کے فوت ہونے پر زمین و آسمان اور فرشتے روتے ہیں۔ کتنا پھر دل ہے وہ شخص جس کی آنکھوں سے اُس کے والدین یا بیوی بچوں کے فوت ہونے پر آنسو نہیں بہتے۔ جہاں درد و محبت کا قلبی اور روحانی تعلق ہوتا ہے وہاں موت کی وجہ سے رونا بے اختیار آ جاتا ہے۔ درد مند انسان تو انسان نیک آدمی کی محبت اور یاد میں آسمان اور زمین بھی روتے ہیں۔

غسل میت

میت کا غسل:

”تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ مومن میت کا غسل فرض کفایہ ہے۔ یہ غسل، غسل نجات نہیں بلکہ غسل جنابت کی طرح ہے۔ جس طرح حدیث اکبر ہے جنی جنابت اور احکام کی وجہ سے غسل ہے۔ مومن کی نیند وضو توڑتی ہے اور اس کی موت غسل توڑتی ہے جبکہ شہید کی موت اُس میں حدیث بھی پیدا نہیں کرتی۔ شہید کی موت غسل نہیں توڑتی اور نبی کریم ﷺ کی نیند وضو نہیں توڑتی۔“

پھٹے یا تختے پر لٹانے کا طریقہ:

جس پھٹے یا تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ مرتبہ ایسی چیز سے دھوئی دیں یعنی اُس تختے کے گرد پھیرائیں، جس میں خوشبو سلگتی ہو۔ اس تختے پر مرد کی میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک اور عورت کی میت کو کندھوں سے لے کر پاؤں تک کسی کپڑے سے ڈھانپ دیں۔

پانی:

میت کو غسل دینے کے لئے پانی اور صابن کا انتظام کر لیں۔ پانی میں ہیری کے پتے ڈال کر اسے ابال لیں۔

میت کو استنجاء کروانے کا طریقہ:

میت کو استنجاء کروانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو پھٹے یا تختے پر لٹا کر غسل دینے والا مرد یا عورت میت کی بائیں طرف بیٹھے پھر دائیں ہاتھ سے پیٹ پر اوپر سے نیچے ناف کی طرف دبا کر لیکن بڑی نرمی کے ساتھ ہاتھ پھیرنے اگر پیٹ سے کوئی چیز

لکھے تو بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر دھو ڈالے۔ استنجاء کرواتے وقت ہاتھوں پر لپیٹنے کے لئے عام طور پر تین تھیلیاں بنائی جاتی ہیں۔ ایک تھیلی ہاتھ پر چڑھا کر استنجاء کروا کے اس کو اتار دیا جاتا ہے پھر دوسری اور اسی طرح تیسری تھیلی استعمال کی جاتی ہے۔ تھیلیاں نہ ہوں تو ویسے ہی کوئی کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر استنجاء کروایا جاتا ہے۔ چاہے پیٹ سے کچھ خارج ہو یا نہ ہو پھر بھی چھوٹا بڑا استنجاء کروائے۔ استنجاء کروانے کے بعد نماز جیسا وضو کروائے پھر بائیں کروٹ لٹا کر سر سے پاؤں تک ”پیری“ کے پتوں والا پانی بہائے کہ پانی ٹختے تک پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائے۔ صابن وغیرہ سے ملے ہو سکے تو سر اور داڑھی کے بالوں کو ”گل خیر“ سے دھوئے۔ تین مرتبہ غسل کرائے۔ تین میں سے آخری مرتبہ سر سے پاؤں تک وہ پانی بہائے جس میں کافور ملا ہو پھر میت کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دے۔

غسل دینے میں تا بالغ اور بالغ میں کوئی فرق نہیں۔ بچہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے یا کچھ دن کچھ ماہ بعد فوت ہو اس کو بھی مکمل غسل دیا جائے۔ جو بچہ مردہ پیدا ہو اس کو غسل نہیں دیا جاتا۔

ستر کو چھپانا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْرُزْ فِجْذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فِجْذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ ۚ ”اپنی ران مت کھولو اور زندہ اور میت کی ران کی طرف مت دیکھو“۔

غسل دینے والا شخص کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لِيُغْتَسَلَ مَوْتَاكُمْ الْمَأْمُونُونَ ۚ ۱ ابن ماجہ ص ۱۰۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۳۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۸ مشرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۱۸۰۔ ۲ ابن ماجہ ص ۶۰۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۱۸۔

”تمہارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو ایمن اور قاطبی اعتبار ہوں“۔ تاکہ مردے کے بدن سے اگر کوئی عیب یا نقص ظاہر ہو تو اسے ظاہر نہ کریں اور اگر کوئی خوبی یعنی شکر اہٹ چہرے کا چمکنا، خوشبو کا ظاہر ہونا پائیں تو لوگوں میں اس کی تشبیہ کریں۔

وصال شدہ کا ذکر بھلائی سے کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اذْكُرُوا مَحَابِرَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْهُمْ ۚ ”اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی ایسا بیان کرنے سے باز رہو“۔ بے دینوں، خدا را برا ملت، دشمنان اسلام، رسول کریم ﷺ کے گستاخوں اور مرزائیوں وغیرہ کی بڑائی بیان کرنا اس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے راویان احادیث مبارکہ میں دروغ گورادویوں کے خلاف کتابیں لکھی ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَذْكُرُوا هَلَكَاكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ ۚ ”اپنے فوت شدہ لوگوں کا ذکر بھلائی سے کرو“۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: لَا تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَيَّ ۚ ”اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دوڑو وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے“۔

۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۷ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۳۳۸ جلد ۳ ص ۱۳۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۰۰ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۶۲ ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۶۔ ۲ نسائی باب النہی عن ذکر الہلکی الا بخیر جلد ۱ ص ۲۵۰۔ ۳ نسائی جلد ۳ ص ۲۷۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷ تبصیر المبارکی جلد ۲ ص ۳۴۰ عمدة القاری جلد ۲ ص ۸۲ فتح المبارکی جلد ۳ ص ۳۳۰ جلد ۳ ص ۱۳۳ دارمی جلد ۳ ص ۲۳۹ ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۵ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۸ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۶۳ مشرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳۸۵۔

گرم پانی سے غسل:

حضرت ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا تو میں اس پر رونے لگی، (جب میرے بیٹے کو غسل دیا جانے لگا) تو میں نے اس شخص سے جو غسل دے رہا تھا کہا کہ لَا تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ "میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دے پس مت مار اس کو" (مراد یہ کہ اس کو گرم پانی سے غسل دے) یہ سن کر (حضرت) عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور (حضرت) ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قول بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: مَا قَالَتْ طَالَتْ عُمُرُهَا فَلَا تَعْلَمُ امْرَأَةً عَمِرَتْ مَا عَمِرَتْ كَيْ "ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دراز ہو پھر ہم نہیں جانتے کہ کسی عورت کی عمر اتنی لمبی ہوئی جتنی (حضرت) ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر لمبی ہوئی"۔ (یہ برکت تھی رسول کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی)۔

غسل دائیں طرف سے شروع کرنا:

حضرت ام عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْنَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ: "رسول کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی (حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے غسل میں فرمایا: دائیں طرف کے اعضاء اور وضو کے مقامات سے شروع کرو"۔

غسل کتنی بار؟

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب تشریف لائے جبکہ ہم (پردہ میں) آپ کے نساۓ جلد ۱ ص ۲۶۶، الادب المفرد حدیث نمبر ۶۵۲ مختصر اچھا بیروت الادب المفرد ص ۱۶۹، چھاپہ سائنکس، ۸ نساۓ جلد ۱ ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدَّ بَرَثٌ مَا غَسَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرَ نِسَائِهِ ۱۱ "اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد میں آیا تو حضور نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔" کیونکہ بیوی محرم راز ہوتی ہے اور اُس سے پردہ بھی نہیں ہوتا۔ لہذا وہ اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی (حضرت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا اور کسی صحابی نے اس کا انکار بھی نہیں کیا۔

رسول کریم ﷺ کی خصوصیت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ جنت البقیع (قبرستان) سے واپس آئے۔ تو مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَرَأْسُهُ ۱۲ "بلکہ اے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں کہتا ہوں ہائے سر (یعنی میرے سر میں درد ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَاصَرُوكَ لَوْ مُثِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكَ فَفَسَلْتُكَ وَكَفَفْتُكَ وَصَلَيْتُ عَلَيْكَ وَذَفَلْتُكَ ۱۳ "تیرا کیا نقصان ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تیرا کام کروں گا تجھ کو غسل دوں گا اور کفن پہناؤں گا اور نماز پڑھوں گا اور دفن کروں گا۔" اپنی زوجہ مطہرہ کو غسل دینا یہ نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کی خاصیت میں شامل ہے۔

مُحْرَمٌ کا غسل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھا (وہ اونٹنی ۱۱ ابن ماجہ ص ۷۰، طبری جلد ۲ ص ۶۱۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۶۵، دارقطنی جلد ۲ ص ۷۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۹۶، تلخیص الخیر جلد ۲ ص ۷۰، انصیب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۱۔

کرا) اور اُس کی اونٹنی نے اُس کو چل دیا وہ (احرام کی حالت میں فوت ہو گیا)۔ رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ نے فرمایا: اغْسِلُوا الْمَيِّتَ فِي ثَوْبَيْهِ الْيَدَيْنِ اِحْرَمَ فِيهِمَا وَاغْسِلُوهُ بَمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمْسُوهُ بَطْنًا وَلَا تَحْمِرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًا (مُحْرَمًا) ۱۴ "ایسی میت جس نے احرام باندھا ہو اُسے اُس کے دو کپڑوں میں ہی غسل دو اور اُسے پانی اور "پیری" کے پتوں سے غسل دو اور اُس کے دو کپڑوں ہی میں اُسے کفن دو، نہ اُسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اُس کا سر ڈھانپو۔ قیامت کے دن یہ "ملبئ" کہتا ہوا اُٹھے گا۔" (اور احرام کی حالت میں اُٹھے گا)۔

مسئلہ: حالت احرام میں فوت ہونے والے کو نہ تو کافور کی خوشبو لگائی جائے اور نہ ہی لونی اور اور نہ ہی اُس کے سر کو ڈھانپا جائے۔

کیا شان ہے سرکار کائنات ﷺ کی کہ قیامت کے دن کی خبریں بتائی ہیں۔ مُحْرَمٌ کی قیامت کے دن کی کیفیت بتلا رہے ہیں۔ کہ وہ شخص جو احرام کی حالت میں فوت ہوا قیامت کے دن "ملبئ" پڑھتا ہوا اُٹھے گا۔ سبحان اللہ! غسل دینے والے کی بخشش:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ نے مجھے فرمایا: مَنْ سَلَّ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يَفْشِ عَلَيْهِ مَا زَاى خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ مَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ۱۵

"جو شخص میت کو غسل دے اُس کو کفن پہنائے خوشبو لگائے اور اُس پر نماز کرے اور اُس کا جو حال دیکھے (اگر وہ بڑا ہو تو) اُس کو ظاہر نہ کرے تو وہ گناہ سے اس کی نکل جائے گا جیسے اُسی دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنم دیا۔"

مسئلہ: منقولہ ص ۱۳۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۶۹ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۸، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱

شہید کو غسل نہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے شہدائے اُحد کے متعلق حکم فرمایا: اَنْ يُنَوَّعَ عَنْهُمْ الْخَدِيدُ وَالْجُلُودُ وَاَنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَيَبَاهِمُ ۱۵ "اُن کے لوہے کے ہتھیار (خودزہ اور پوشتین) وغیرہ اتار لئے جائیں اور یہ انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیئے جائیں"۔ آج کل فوجی جوانوں کو اُن کی وردی میں دفن کیا جائے۔

مسئلہ: شہید کا یہی حکم ہے کہ اس سے ہتھیار خودزہ اور پوشتین وغیرہ اتار لی جائیں اور اسے یونہی پہنے ہوئے کپڑوں میں بغیر غسل مع خاک و خون دفن کیا جائے۔ ہاں کفن کی پوری کی جاتی ہے۔ مثلاً شہید اگر صرف کرتہ یا پانچامہ پہنے ہوئے ہے تو اسے چادر اوڑھا دی جائے گی۔ شہید کی میت کو غسل نہ دینے کی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنْ شَهِدَا اَءْ اُحُدَ لَمْ يُغْسَلُوا وَدْفِنُوا بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ ۱۶ "کہ شہدائے اُحد کو غسل نہ دیا گیا اور انہیں اُن کے خون (آلود کپڑوں) سمیت دفنایا گیا اور اُن کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی گئی"۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ اَوْ فِي خَلْقِهِ فَمَاتَ فَادْرَجَ فِي ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ قَالَ وَلَحْنٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ۱۷ "ایک شخص کے سینے میں یا حلق میں تیرگ گیا وہ مر گیا تو اسی طرح اپنے کپڑوں میں لپٹا گیا جیسا وہ تھا اُس وقت ہم نبی کریم ﷺ کو غسل دے کر ساتھ تھے"۔

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَلَاثَةِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ فِي قُوبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ اَيْتُهُمْ اَكْثَرُ اُحُدًا لِّلْقُرْآنِ ۱۸ "فَإِذَا

اُخْرِلَهُ اِلَى اَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيدٌ عَلٰی هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغْسَلُوا ۱۸ "رسول کریم ﷺ دو اور تین آدمیوں کو اُحد کے شہیدوں میں سے ایک کپڑے میں لپیٹتے پھر فرماتے، ان میں سے قرآن مجید کس کو زیادہ یاد ہے؟ جب لوگ عرض کر دیتے تو آپ ﷺ اُس کو قبر میں آگے کرتے (قبلہ رو پھر اُس کے ہاتھیں طرف دوسرے یا تیسرے شہید کو لٹاتے) اور فرماتے، میں گواہ ہوں ان لوگوں پر اور ان کو خون لگے کپڑوں سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا اُن پر نماز پڑھی اور نہ ہی وہ غسل دیئے گئے۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی۔ ۱۹

رسول کریم ﷺ کے غسل مبارک کی شان:

(۱) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ماتی میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کو غسل دینا چاہا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کیا ہم دوسرے وصال شدہ لوگوں کے کپڑوں کی طرح آپ ﷺ کے کپڑے شریف بھی اتاریں یا رہنے دیں اور کپڑوں سمیت ہی غسل دیں؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بارے میں اختلاف رائے ہوا تو اللہ ﷻ نے اُن پر نیند بھیجی (اور کیفیت یہ ہو گئی) کہ تمام آدمیوں کی ٹھوڑیاں اُن کے سینوں پر تھیں۔ (یعنی ہر آدمی اُوٹھ رہا تھا یا سو رہا تھا) ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُّكَلِّمٌ مِنْ مَّاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَذَرُونَ مِنْ هُوَ اَنْ اغْسَلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَاَمَوْا اِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصَةٌ يُصْبُونَ الْمَاءَ فِي الْقَمِيصِ وَيَذَرُونَهُ لِقَمِيصِ ذُوْن اَيْدِيْهِمْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ الْقَوْلَ لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِئٍ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ اِلَّا نِسَاءٌ ۲۰ "پھر اُس وقت ایک بات کرنے والے کی آواز آئی کسی کو معلوم نہ ہوا یہ کس کی

۱۸۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲۔ ۱۹۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۰۱ ابن ماجہ ص ۱۱۹ الترمذی جلد ۲ ص ۱۱۹ دارقطنی جلد ۳ ص ۱۱۔ ۲۰۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲۔

آواز قی۔ آواز یہ آئی کہ رسول کریم ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دو۔ یہ سن کر لوگ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے ہی غسل دیا۔ لوگ پانی ڈالتے تھے اور جسم مبارک کو اپنے ہاتھوں کی بجائے کپڑوں سے ہی ملتے تھے۔ (ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، اگر پہلے سے مجھے بات یاد آتی تو آپ ﷺ کی ازواج پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہی آپ ﷺ کو غسل دیتیں۔

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں لَمَّا أَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاعِلِ لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَمِيصَهُ ۚ ”جب لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے (تو متردد ہوئے کہ آپ ﷺ کے کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں سمیت) تو کسی آواز دینے والے نے اندر سے آواز دی (بعض کہتے ہیں وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے) رسول اللہ ﷺ کے بدن مبارک سے آپ ﷺ کا کرتہ شریف نہ اتارو۔“

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کو غسل دیا گیا تو غسل دینے والے ڈھونڈنے لگے وہ جو میت میں ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن کچھ نہ پایا تو فرمانے لگے: يَا بَنِي الطَّيِّبِ طُبِّتْ حَيًّا طُبِّتْ مَيِّتًا ۚ ”آپ ﷺ پر میرا باپ قربان ہو آپ ﷺ پاک اور صاف ہیں (نقاہری) زندگی میں بھی پاک اور وصال مبارک کے بعد بھی پاک ہیں۔“

آپ ﷺ کے مزاج مبارک میں رب ذوالجلال نے نہایت نفاست لطافت اور طہارت رکھی تھی۔ آپ ﷺ خوشبو استعمال فرماتے تھے تاہم آپ ﷺ کے جسم مبارک سے بغیر خوشبو لگائے بھی خوشبو آتی تھی۔ آپ ﷺ جس گلی کو چہرے تشریف لے جاتے تھے تو وہ گلی کو چہرے خوشبو سے معطر ہو جاتا تھا اور لوگ پہچان جاتے تھے کہ آپ ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ تو آپ ﷺ آپ ﷺ سے جس چیز کا تعلق ہو جاتا وہ بھی خوشبو سے مہک اُٹھتی۔

۱۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۶۹ ابن ماجہ مترجم وحید الزماں (غیر مقلد) جلد ۱ ص ۷۳۱ چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار۔ ۱۲ ابن ماجہ ص ۱۰۷۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ عبد اللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین سے ملنے گئے وہ مرد و بڑا دنیا دار مغرور اور ناپاک ذہنیت رکھتا تھا۔ اُس نے آپ ﷺ کو زبان درازی کرتے ہوئے کہا ”آپ ﷺ اپنے دراز گوش کو مجھ سے دُور رکھئے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے دراز گوش کی خوشبو تیرے بدن کی بو سے اعلیٰ ترین ہے۔

آپ ﷺ سر انور سے لے کر نورانی پاؤں مبارک تک لطافت طہارت اور خوشبو ہی خوشبو ہیں۔ رب ذوالجلال نے آپ ﷺ کو وصال کے بعد بھی پاک اور صاف رکھا۔ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا ۚ

متفرق مسائل

مسئلہ: ستر کو چھپانے کے متعلق صفحہ نمبر ۷۳ پر بیان کی گئی حدیث پاک میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ میت کو غسل دینے میں نہ تو اُس کی ران کھولیں اور نہ ہی ستر بلکہ مرد کو ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کو کندھوں سے لے کر پاؤں تک کپڑا ڈال کر ڈھانپ دینا چاہیے کیونکہ زندہ اور میت کا ستر یکساں ہے۔

مسئلہ: عورتوں کے بارے میں سُنت یہ ہے کہ بالوں کے دو حصے کئے جائیں پھر ایک حصہ دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف سینہ پر رکھ دیا جائے۔ سارے بالوں کا پیچھے رہنا مسنون نہیں۔

مسئلہ: غسل کتنی بار کے عنوان سے صفحہ نمبر ۷۵ پر بیان کی گئی حدیث مبارک میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو عمل ہے وہ اُن کی اپنی رائے سے ہوگا کہ عموماً عورتیں بالوں کے تین حصے کر کے چوٹی بناتی ہیں۔

مسئلہ: ایک مرتبہ سارے جسم پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سُنت ہے۔ سات بار تک جائز ہے اور بلا وجہ اس سے زیادہ مکروہ۔

مسئلہ: جہاں غسل کروائیں وہاں پردہ کرنا مستحب ہے۔ تاکہ نہلانے والوں اور مددگاروں کے سوا کوئی نہ دیکھے۔

مسئلہ: غسل کروانے والا باطہارت ہونا چاہیے۔ جنسی مرد یا جانکھ عورت کا غسل ۱۱ ابن ماجہ مترجم وحید الزماں غیر مقلد جلد ۱ ص ۷۳۱۔ ۱۲ ابن ماجہ ص ۷۳۲۔

دینا مکروہ ہے۔ اگرچہ غسل ہو جائے گا۔ بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نہلانا والا میت کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو کسی امانت دار اور پرہیزگار کے ذریعے میت کو غسل دلوانا چاہئے۔

مسئلہ: سردیوں گرمیوں دونوں موسموں میں میت کو نیم گرم پانی سے غسل دینا چاہئے۔

مسئلہ: نہلانے والے کے قریب خوشبو سلگانا مستحب ہے۔

مسئلہ: جنسی آدمی یا حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہو تو ایک ہی غسل کافی ہے، خواہ غسل واجب کے کتنے ہی اسباب کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ: مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غسل دے۔ چھوٹے بچوں کو مرد یا عورت جو چاہے غسل دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: میت کو غسل دینے کے لیے ”بیری“ کے پتوں کو پانی میں جوش دے لینا چاہیے کیونکہ ”بیری“ کے پتوں سے میل خوب کٹتا ہے جو کین وغیرہ صاف ہو جاتی ہیں اور اس سے میت کا بدن جلد بگڑتا نہیں۔

مسئلہ: ”بیری“ کا استعمال پہلی بار میں سنت ہے باقی میں مستحب۔

مسئلہ: میت کو غسل دیتے وقت منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کی بجائے کپڑا یا روئی وغیرہ کو بھگو کر پہلے منہ میں پھیرنا چاہیے اور پھر ناک میں دائیں اور بائیں شخصوں میں (بالترتیب) ہر بار نئے پانی سے کپڑے کو بھگو لینا چاہیے۔ (مرآۃ)

مسئلہ: آخری بار میت پر جو پانی بہایا جائے اس میں ”کافور“ ملا لینا چاہیے کیونکہ یہ بہترین خوشبو ہے۔ اس سے کپڑے مکڑے جسم کے قریب نہیں آتے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”کافور“ آخری پانی میں ملایا جائے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ ”کافور“ خوشبوؤں میں شامل کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ استعمال کیا جائے۔

مسائل ماخوذ از بہار شریعت

مسئلہ: میت کو پہلے وضو کرانا چاہیے پھر اس طرح غسل دینا چاہیے کہ اولاً دایاں

دھونا چاہیے پھر بائیں حصہ۔

مسئلہ: جس مرد کا عضو تناسل یا انٹین کاٹ لئے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے اسے مرد ہی غسل دیں ناکہ اس کی عورت۔

مسئلہ: عورت مر جائے تو اس کا شوہر نہ تو اسے غسل دے سکتا ہے اور نہ ہی چھو سکتا ہے۔ مگر دیکھئے کدھا دیئے قبر میں اتارنے اور نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے کی ممانعت نہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ شوہر اپنی فوت شدہ بیوی کا نہ تو منہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی جنازہ کو کدھا دے سکتا اور نہ ہی قبر میں اتار سکتا ہے یہ سب غلط اور من گھڑت باتیں ہیں۔

مسئلہ: مسلمان آدمی کا انتقال ہوا اور اگر اس کا باپ کافر یا مرزائی ہے تو اس کو مسلمان ہی غسل دیں، اس کے باپ کے قابو میں نہ دیں۔

مسئلہ: میت کا بدن ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگائیں تو کھال اکھڑنے کا خطرہ ہے تو اس کو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہا دیں۔

مسئلہ: کسی عذر کی بنا پر نہلانے کے بعد ناک، کان، منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو کوئی حرج نہیں مگر عام حالت میں بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔

مسئلہ: میت کے دونوں ہاتھوں کو کروٹ میں رکھیں، سینہ پر نہ رکھیں کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ: مرنے والے مرد یا عورت نے زندگی میں جو کپڑے وغیرہ استعمال کئے ہوتے ہیں ہمارے معاشرے کے لوگ ان کپڑوں سے بھی خوف زدہ ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے استعمال میں لانا مناسب نہیں سمجھتے جبکہ زیور اور دیگر چیزوں کے بارے میں ایسا نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ فوت ہونے پر اس کے بچے، بھائی اور باپ وغیرہ ان کپڑوں کو استعمال کر سکتے ہیں اور فوت شدہ عورت کے کپڑے اس کی گھریلو خواتین اپنے استعمال میں لاتی ہیں۔ مرنے والے کے کپڑوں میں کوئی جن، بھوت داخل نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ: ایصال ثواب کی نیت سے فوت شدہ مرد یا عورت کے کپڑے مساکین کو بھی دیئے جاسکتے ہیں، لیکن ناپاک اور حرام سمجھ کر نہیں۔

مسئلہ: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کروانے والا حرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہوا اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو نکالیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (در مختار عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اس کی بی بی تو جو عورت وہاں ہے اسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اس کی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یونہی اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلاوے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں پانی نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔ (عالمگیری در مختار)

مسئلہ: خنثی مشکل کا انتقال ہوا تو (اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت) بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرنے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور نکالیوں پر نظر نہ کرے یونہی خنثی کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) خنثی مشکل چھوٹا بچہ بھی ہو تو اسے مرد بھی نہلا سکتا ہے اور عورت بھی۔

مسئلہ: مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دیں تو واجب ادا ہو گیا مگر سنت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر ثواب نہیں ملے گا۔

مسئلہ: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ہو تو غسل و کفن دیں گے اور جنازہ

کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد جسم کا باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہیں پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے پھر بھی یہی حکم ہے اگر سر نہ ہو یا لولہ سے سر سے پاؤں تک دایاں یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں غسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہ)

مسئلہ: مردہ ملا اور نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر اگر تو اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہو یا مسلمانوں کے محلہ میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں اور نہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کافر مردے کے لئے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک جیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دیں۔ یہ بھی تب کریں کہ اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اسے لے نہ جائے ورنہ مسلمان نہ ہاتھ لگائے نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قربت شریک ہو تو دور دور رہے اور اگر مسلمان ہی اس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قربت غسل و کفن و دفن تو جائز ہے مگر کسی امر میں نشت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اس پر پانی بہائے اور جیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اسے غسل دے نہ کفن بلکہ اسے کئے کی طرح گھسیٹ کر کسی تنگ گڑھے میں لپیٹ کر مٹی میں دبا دے۔ (در مختار المختار)

مسئلہ: غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا ناقص غسل اور ناقص وضو نہیں۔ اس لئے غسل دینے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے کے لئے غسل اور وضو کی حاجت نہیں ہاں البتہ غسل میت اور جنازہ اٹھانے اور قبرستان جانے تک طبیعت بوجھل ہو جائے تو اس بوجھل پن کو دور کرنے اور لطافت حاصل کرنے کے لئے غسل و وضو کرنے میں کوئی حرج اور گناہ نہیں بہر حال یہ مسئلہ یاد رہے کہ غسل میت کروانے سے یا نماز جنازہ پڑھنے سے غسل یا وضو واجب نہیں ہوتا جب تک غسل یا وضو توڑنے والی کوئی چیز واقع نہیں ہوتی تو غسل اور وضو برقرار ہے۔

مسئلہ: میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال و لدھنا یا کترنا یا اکھاڑنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ میت جس حالت

میں ہے اسی حالت میں دفن کر دیں۔ ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو اس کو کاٹ سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ فقہائے احناف نے لکھا ہے کہ زیر ناف بال جب موٹھ دیئے جائیں تو ان بالوں کو دفن کر دینا چاہیے کیونکہ زیر ناف بال جسم سے الگ ہو جانے کے بعد بھی ستر ہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۲۸ حاشیہ)

غیر ضروری کام:

بعض جگہ کورے گھرے اور لوٹے غسل دینے کے لئے لائے جاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ گھر میں استعمال ہونے والے لوٹے، گھرے، ڈول، بالٹی، ڈونگے اور گلاس وغیرہ سے بھی غسل دے سکتے ہیں۔ بعض جگہ یہ جہالت دیکھی گئی ہے کہ لوگ غسل دینے کے بعد لوٹے یا گھرے وغیرہ توڑ دیتے ہیں۔ یہ ناجائز حرام اور مال کو ضائع کر دینا ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے ہیں تو یہ بات بھی فضول ہے۔ کئی جگہ لوگ لوٹے یا گھرے مسجد میں رکھ دیتے ہیں اگر یہ میت ہو کہ نمازیوں کا فائدہ ہوگا، گھرے سے پانی پیئیں گے اور لوٹے سے استنجایا وضو کریں گے اور اس کا ثواب میت کو ہوگا تو یہ اچھی میت ہے۔ لہذا اس میت سے رکھنا بہتر ہے اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا محسوس ہے تو یہ حماقت ہے اور بعض لوگ اس گھرے کا پانی پینا حرام سمجھتے ہیں۔ یہ سوچ بھی حرام ہے۔

نوٹ: آج کل زیادہ تر پلاسٹک کے برتن استعمال ہو رہے ہیں۔ لہذا غسل وغیرہ میں بھی ان کا استعمال جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف سے چند مسائل

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت زندگی میں خاوند اپنی بیوی کا ولی ہوتا ہے مانند ماں باپ کے یا نہیں۔ جو ہوتا ہے تو بعد موت کے ولایت قائم رہتی ہے یا نہیں اگر رہتی ہے تو ہاتھ لگانا منہ دیکھنا نماز کی اجازت دینا جائز ہے یا نہیں اور نکاح رہتا ہے یا نہیں اور ایک صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بنی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وفات کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی علیہ السلام نے

اپنے ہاتھ سے غسل دیا اگر یہ بات حق ہے تو ہم لوگ بھی اپنی عورتوں کو غسل دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوا قَوْلُ جَوَؤَا۔

جواب: شوہر ولی نہیں۔ نہ حیات میں نہ بعد موت۔ نہ موت زوجہ سے نکاح قائم رہے اور یہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور بالفرض ہو بھی تو رسول اللہ ﷺ کے علاقے موت سے قطع نہیں ہوتے اور سب کے علاقے قطع ہو جاتے ہیں۔ یہ مضمون خود حدیث میں وارد ہے تو اور دوس کو ان پر قیاس جائز نہیں۔ مرد اپنی مردہ عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے نو مسلم عورت سے عقد کیا تھا۔ دو برس کے بعد ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ کو دنیائے فانی سے ملک عدم کو رخصت ہوئی۔ اس مسلمان کا یہاں کوئی اور نہ تھا اس نے مسلمانوں کو اطلاع دی۔ انہوں نے جواب دیا ہم تمہاری عورت کا جنازہ نہیں اٹھائیں گے نہ قبرستان میں جگہ دیں گے کیونکہ تم نماز نہیں پڑھتے ہو اور مسجد کمیٹی و خلافت کمیٹی وغیرہ میں چندہ بھی نہیں دیتے۔ کبھی ہماری کمیٹیوں میں شرکت نہیں کرتے۔ لہذا تم کوئی اور انتظام کرو۔ اس شخص نے جواب دیا اگر میرا عذر قابل اعتماد ہو تو مجھ کو معافی دیجئے جو سزا میرے لئے آپ لوگ قرار دیں میں قبول کرتا ہوں۔ اگر میرا قصور ہے تو مجھ کو سزا دیں اور معافی دے کر میت کو اٹھائیں۔ ان لوگوں نے مطلق انکار کر دیا۔ جو خلافت کمیٹی کے ممبران و سیکرٹری و صدر ہیں۔ تب اس نے ہندوؤں سے التجا کی۔ اس کی بے بسی دیکھ کر ہندو اس محلہ میں آئے۔ اور مسلمانوں کو سمجھایا۔ بمشکل تمام راضی ہوئے۔ مگر غسل دینے والی عورت کو روک دیا۔ مجبوراً اس نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ بعد اس کے چار پانچ مسلمان آئے۔ انہوں نے کہا ہم تم پر آٹھ روپیہ جرمانہ کرتے ہیں۔ اگر منظور ہو تو ہم میت اٹھائیں۔ ورنہ ہم اپنے اپنے گھر جاتے ہیں۔ وہ چونکہ مصیبت زدہ تھا راضی ہوا۔ غرض صبح آٹھ بجے کی میت رات ۱۲ بجے اٹھائی گئی۔ اب عرض ہے کہ آیا حدیث شریف میں یہی فرمان ہے اور خدا (جل جلالہ) اور اس کے

رسول کریم (ﷺ) کا یہی حکم ہے تو مجھے مطلع فرمائیں اور اگر یہ حرکت مطابق شرع نہ ہو تو ان کی کیا سزا ہے؟ شرعاً و قانوناً۔ **بَيِّنُوا تَوَجُّوْا**

جواب: ان لوگوں نے سخت ظلم کیا اور شدید جرم کیا اگر سلطنت اسلام ہوتی، حاکم اسلام ان میں ایک ایک کو کوڑے لگاتا۔ قید کرتا اور وہ آخرت میں عذاب جہنم کے مستحق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے گناہ کبیرہ کئے ہوں۔“ خصوصاً جس مسلمان نے ماہ رمضان المبارک میں انتقال کیا ہو تو وہ حکم حدیث شہید ہے۔ خلافت کمیٹی میں چندہ نہ دینا یا اس میں شریک نہ

ہونا کوئی جرم نہیں۔ بلکہ مسجد میں بھی چندہ نہ دینا گناہ نہیں۔ نہ کہ جہاں امر باعکس ہو نماز نہ پڑھنا ضرور کبیرہ شدیدہ ہے مگر اس کا گناہ اس کی نبی کے سر باندھنا کوئی شریعت ہے

اللہ ﷻ فرماتا ہے: **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَةَ أُخْرَىٰ**۔ آٹھ روپے جو انہوں نے لئے سخت حرام اور ان کے حق میں مثل سور کے ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ اسے واپس دیں

اور اس شخص نے عورت کو غسل دیا اسے جائز نہ تھا۔ شوہر عورت کے بدن کو بعد انتقال ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اسے چاہئے تھا کہ کسی سمجھ والی لڑکی یا لڑکے کو نہلانے کا طریقہ بتاتا جاتا

اور اپنے سامنے اس سے بھلواتا یا کوئی اور عورت اگرچہ اجرت پر ملتی اس سے غسل دلاتا اور اگر کچھ ممکن نہ ہوتا تو اپنے ہاتھوں پر کپڑے کی تھیلیاں چڑھا کر اس کے چہرے اور

کہنوں تک ہاتھوں کا تیمم کرا دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو نہلانے کے لئے جو تختے پر لٹائیں تو شرفاً غریباً لٹائیں کہ پاؤں قبلہ کو ہوں یا جنوباً مثلاً کہ دائیں کروٹ

قبلہ کو ہو۔ **بَيِّنُوا تَوَجُّوْا**

جواب: سب درست ہے۔ مذہب اصح میں اس باب میں کوئی تعین و قید نہیں جو صورت میسر ہو اس پر عمل کریں۔ اسی طرح بحر الرائق و در مختار وغیرہا میں ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب نے روبڑیہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر کسی شخص کی عورت یا عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو شوہر

عورت کو اور عورت شوہر کو غسل نہیں دے سکتی۔ غسل کیا معنی بلکہ چھون نہیں سکتے ہیں خواہ غسل دینے والے موجود ہوں یا نہ ہوں۔ کیونکہ نکاح دنیا تک ہے جب دو میں سے

کسی کا انتقال ہو گیا نکاح فسخ ہو گیا۔ جب نکاح فسخ ہو گیا تو عورت مرد کو اور مرد عورت کو نہیں چھو سکتا ہے۔ اس پر چھونا حرام ہو گیا۔ آیا ایسا ہو سکتا ہے؟ **بَيِّنُوا تَوَجُّوْا**

جواب: یہ مسئلہ مرد کے بارہ میں صحیح ہے کہ وہ عورت (بیوی) کی وفات کے بعد اسے غسل نہیں دے سکتا اور نہ اس کے بدن کو ہاتھ لگا سکتا ہے کہ موت سے عورت اصلاً محل

نکاح نہ رہی۔ چھونے کا جواز صرف بر بنائے نکاح تھا ورنہ زن و شوہر اصل میں اجنبی محض ہوتے ہیں۔ اب کہ نکاح زائل ہو گیا چھونے کا جواز بھی جاتا رہا اور عورت کے

بارے میں بھی صحیح ہے اس حالت میں کہ وقت غسل عورت زوجیت زوج میں نہ ہو۔ مثلاً مرد نے طلاق بائن دیدی تھی یا بعد وفات شوہر عدت گزر گئی مثلاً عورت حاملہ

تھی شوہر کے انتقال ہوتے ہی بچہ پیدا ہو گیا کہ اب عدت نہ رہی اور زوجیت سے یکسر نکل گئی۔ اس طرح اگر عورت معاذ اللہ وفات شوہر پر مرتد ہو گئی۔ پھر اسلام لے

آئی یا شوہر کے بیٹے کو شہوت کے ساتھ چھو لیا کہ ان سب صورتوں میں نکاح زائل ہو گیا۔ بخلاف اس کے شوہر مر گیا۔ اور عورت عدت وفات میں ہے یا شوہر نے طلاق

رجعی دی تھی اور هنوز عدت باقی تھی کہ اس کا انتقال ہوا۔ ان صورتوں میں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کہ هنوز حکم زوجیت باقی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۵) مدرسہ دیوبند سے ایک رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں یہ مسئلہ تحریر ہے کہ اگر مرد حالت جنابت میں یا عورت حیض کی حالت میں مر جائے تو اس کے حلق میں

کوئی کپڑا تر کر کے تین مرتبہ حلق صاف کیا جائے اور اس کی ناک میں پانی ڈالا جائے آیا یہ مسئلہ درست ہے یا نادرست؟

جواب: یہ مسئلہ غلط و خلاف متون و شروح و فتاویٰ و عامہ کتب مذہب ہے۔ ناک میں پانی ڈالنا تو اس رسالہ والے کی اپنی گڑبخت ہے اور تر کپڑے سے بھی صاف کرنا

مذہب کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲ ص ۱۳ تا ۱۴) چھاپہ سنی دارالاشاعت

مدنیہ رضویہ ذکوت روڈ فیصل آباد۔

کفن میت

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔

کفن کی اقسام:

کفن تین قسم کے ہیں۔ (۱) کفن سنت (۲) کفن کفایت اور (۳) کفن ضرورت۔

۱۔ کفن سنت:

- (۱) مرد کے لئے تین کپڑے (۱) قمیض (۲) ازار اور (۳) لفافہ
- (۲) عورت کے لئے پانچ کپڑے (۱) قمیض (۲) ازار (۳) لفافہ (۴) اڈھنی اور (۵) سینہ بند۔

۲۔ کفن کفایت:

- (۱) مرد کے لئے دو کپڑے (۱) لفافہ اور (۲) ازار۔
- (۲) عورت کے لئے تین کپڑے (۱) لفافہ (۲) ازار یا قمیض اور (۳) اڈھنی۔

۳۔ کفن ضرورت:

مرد اور عورت دونوں کے لئے ایک ایک کپڑا جو میسر آئے اور جو کم از کم اتنا ہو کہ سارے بدن ڈھک جائے۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۱۲۶، بحوالہ درمختار، عالمگیری وغیرہ۔ چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور)

کفن کی لمبائی:

- (۱) لفافہ: یعنی چادر اس کی لمبائی میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں اطراف (یعنی سر اور پاؤں کی طرف) سے باندھ سکیں۔
- (۲) ازار: یعنی تہبند سر کی چوٹی سے قدموں تک۔

(۳) قمیض: جسے کفنی کہتے ہیں یہ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو اور آگے پیچھے دونوں جانب سے برابر ہو۔ یہ جو لوگوں میں رواج ہے کہ کفنی کے اوپر والا حصہ لمبا اور نیچے والا حصہ کم رکھتے ہیں یہ غلط ہے۔

(۴) اڈھنی: ڈیڑھ گز ہونی چاہئے۔

(۵) سینہ بند: چھاتی سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

اچھا کفن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ

(شریف) پڑھا: **فَلْيَكْفُرْ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقَبْرَ لَيْلًا وَكُفِّنَ فِيْ**

كُفْنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَرَجَوْا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ

يُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ

فَلْيُحَسِّنْ كُفْنَهُ۔ ”تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، جو فوت ہو گیا تھا اور رات ہی کر

ایک ناقص کفن پہنا کر دفن کیا گیا۔ آپ ﷺ نے رات کو دفن کرنے سے منع

فرمایا اس لئے کہ کم لوگ آئیں گے مگر جب ضرورت ہو تو حرج نہیں۔ تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا وارث ہو تو اس کو اچھا کفن دے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: **إِذَا كُفِّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كُفْنَهُ**۔ ”جب تم میں سے کوئی

اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔“ یہاں اچھے سے مراد بیش قیمت کفن نہیں بلکہ

جیسے کپڑے مرنے والا جمعۃ المبارک کو پہنتا تھا۔ ایسی (قیمت والے) کپڑے میں کفن

ایا جائے نہ کہ عید اور شادی جیسے کپڑوں کی مثل، بلکہ درمیانہ۔ (مرآۃ جلد ۲ ص ۳۶۲)

نسائی جلد ۱ ص ۲۶۷ ابن ماجہ ص ۱۰۷ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ مختصر السنن

الکبریٰ جلد ۳ ص ۳۰۳ جلد ۴ ص ۳۰۶ مستدرک جلد ۳ ص ۳۳۹ السنن الکبریٰ

الکبریٰ جلد ۳ ص ۳۰۳ جلد ۴ ص ۳۰۶ مستدرک جلد ۳ ص ۳۳۹ شرح السنن جلد ۳ ص ۲۲۷ نصب

الدریہ جلد ۲ ص ۳۰۵ تلخیص الحبیبر جلد ۲ ص ۱۰۹ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ مرآۃ

جلد ۲ ص ۱۰۵ ترمذی حدیث نمبر ۹۹۵ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۳ نسائی حدیث نمبر ۱۸۹۵۔

سفید کپڑے کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَنَا كُمْ سَلِّ سَفِيدَ كِطْرٍ پھرنا کرو یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

حبرہ (عمدہ قسم کے کپڑے کا کفن):

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: إِذَا تُوفِّيَ أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيَكْفِنْ فِي ثَوْبٍ جَبْرَةٍ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور اُس کے وارث مال دار ہوں تو حبرہ کے کپڑے کا کفن دیں۔ (حبرہ یمن کا عمدہ قسم کا کپڑا تھا)۔

بہت مہنگے کفن سے گریز:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم روف ورجیم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تُغَالُوا فِي الْكَفْنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا بہت قیمتی کفن نہ دو کیونکہ یہ بہت جلد گل جائے گا۔

بہترین کفن:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَنَا كُمْ سَلِّ سَفِيدَ كِطْرٍ پھرنا کرو یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

ﷺ نے فرمایا: اَلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَنَا كُمْ سَلِّ سَفِيدَ كِطْرٍ پھرنا کرو یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

عورت کا کفن:

(حضرت) لیلیٰ بنت حائف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كَلْثُومَ ابْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلُ قَائِلٍ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقَاءَ، ثُمَّ السِّدْرُ ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمَلْحَفَةُ، ثُمَّ أَدْرَجَتْ فِي الثَّوْبِ الْأَخْرَجِي "میں بھی اُن عورتوں میں تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت) اُم کلثوم (رضی اللہ عنہا) کے انتقال کے بعد اُن کو غسل دیا۔ (جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو کفن پہنایا جانے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے کفن کے کپڑوں میں سے پہلے ہم کو "ازار" دی پھر "کرتہ" دیا پھر "اور حنی" پھر "چادر" پھر ایک اور "کپڑا" دیا جو اوپر سے لپیٹ دیا گیا۔ (حضرت) لیلیٰ بنت حائف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر دروازے پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس کفن کے کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک کپڑا اُن میں سے ہم کو دیتے جاتے تھے۔

میت کی تجہیز و تکفین:

(حضرت) حصین بن دحوح (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضٌ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَّثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَأَذْنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا فَإِنَّهُ لَا

۱ ابن ماجہ ص ۱۰۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۰۳ جلد ۹ ص ۲۷۳
۲ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۱۰ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۷۳
۳ ترمذی جلد نمبر ۱۵۱۸ (عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ)۔ بحی ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۶
۴ سنن احمد جلد ۶ ص ۳۸۰

يَسْتَبْغِي لِجَنَافَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ ۝ (حضرت)
طلحہ بن البراء (رضی اللہ عنہ) بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اُن کی عیادت کے لئے تشریف
لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) فوت
ہو گئے ہوں گے تو مجھے اُن کے وصال کی اطلاع دو اور اُن کی تجھیز و تکفین میں جلدی
کرو۔ کیونکہ میت گھر والوں کے درمیان زیادہ دیر نہیں رہنی چاہئے۔ (البتہ اگر عذر کی
وجہ سے دیر ہو جائے تو لا چاری اور مجبوری ہے)۔

ایک چادر سے کفن:

(حضرت) خباب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ مُصْعَبَ
بْنِ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ثَمَرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا
رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَيَّ رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخَرِ ۝
”(حضرت) مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) غزوہٗ) أُحُد کے دن شہید ہوئے تو سوائے ایک
چادر کے اور کچھ میسر نہ آیا اور وہ چادر ایسی چھوٹی تھی کہ جب ہم اُن کے سر پر ڈالتے
تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: اُن کے سر کو چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس رکھو۔

شہید کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: يَنْدُ فَنُؤَا بِلَمَّا يَهُمُ وَيُنَا بِهِمُ ۝ (شہیدوں کو
اُنہی خون آلود کپڑوں میں کفن دو)۔ (جن میں وہ شہید ہوئے ہیں اور اُنہی کپڑوں
۱۱۱۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳۔ بخاری جلد ۱ ص ۷۰۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۱۲
المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۷۹۔ تلخیص الحبیبر جلد ۲ ص ۱۰۸۔ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۳
نسائی جلد ۱ ص ۲۶۹۔ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۹۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ ابن ماجہ
ص ۱۱۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔

میت دفنارو)۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے
ہیں اَرَمِي رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ أَوْ فِي خَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُذِرْجَ فِي
سَاهِهِ كَمَا هُوَ قَالَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۝ (ایک شخص کے سینے
یا حلق میں تیر لگا اور وہ فوت ہو گیا۔ (یعنی شہید ہو گیا) تو اُسی طرح اپنے کپڑوں میں
پیٹا کیا جیسا وہ تھا۔ راوی کہتے ہیں اُس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے)۔

محرم کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ
ی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: جو شخص احرام کی حالت میں فوت ہو جائے
کَفَنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمْسُوهُ بِطَيِّبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ
يُغْفَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْكِيًا ۝ (اُس کو اُنہی دو کپڑوں میں کفن دو جو اُس نے
احرام کے لئے باندھ رکھے ہیں، اُس کو نہ تو خوشبو لگاؤ اور نہ ہی سر ڈھانپو۔ وہ قیامت
کے دن احرام کی حالت میں تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھے گا)۔

کفن کی تیاری قرض کی ادائیگی سے پہلے:

حضرت امام بخاری غفرلہ نے ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا
ہے ”میت کے سارے مال سے کفن دینا“۔ قَالَ عَطَاءُ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو
بْنُ دِينَارٍ وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ،
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالَّذِينَ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيَانُ
أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْمَغْسِلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ ۝ (حضرت عطاء زہری، عمرو بن
دینار اور قتادہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا خوشبو کا خرچ
۱۱۰۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔ نسائی جلد ۲ ص ۲۶۹۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۲۹۹۔ کنز العمال حدیث نمبر
۱۱۹۶ بخاری جلد ۱ ص ۱۰۹۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۰۔ مسلم کتاب الحج باب ما یفعل
بالمحرم اذا مات۔ حدیث نمبر ۱۲۰۶ جلد ۱ ص ۲۸۶۔ ۱۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۰۔

بھی سارے مال میں سے کیا جائے اور حضرت ابراہیم خلی علیہ الرحمہ نے کہا میت کے مال میں سے پہلے کفن کی تیاری کریں پھر قرض ادا کریں پھر وصیت پوری کریں اور حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا قبر اور غسل کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے۔

گور و کفن وغیرہ کا سامان قرض پر مقدم ہے۔ میت نے جو مال چھوڑا اُس میں سے قبر (کی جگہ) اور کفن خریدا جائے اگر کوئی دوست، بھائی، عزیز وغیرہ اُن چیزوں کا اہتمام کریں تو کوئی حرج نہیں۔ بہر حال یہ کسی عزیز پر لازمی نہیں۔ اس خرچ کے بعد قرض ادا کیا جائے پھر ایک تہائی میں سے وصیت پوری کی جائے۔ باقی جو بچے وہ وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

مسئلہ: میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اُس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں (اُس کا) نان و نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا ہے جس پر نفقہ واجب تھا مگر وہ نادار ہے تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے۔

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے تین سفید کپڑے:

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: کَفَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضَ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أَمَّا الْحُلَّةُ فَأَنَا شَبَّهَ عَلَي النَّاسِ فِيهَا إِنَّهَا اشْتَرَيْتُ لَهُ لِيَكْفَنَ فِيهَا فُتْرَكَتِ الْحُلَّةُ وَكَفَّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضَ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَا خَيْسَنَهَا حَتَّى أَكْفَنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوِ رَضِيَهَا اللَّهُ لَنَبِيَّهِ لَكَفْنِي فِيهَا فَبَا عَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا ۱۲۔ ”رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ وہ روئی کے تھے اور ”سحول“ (یعنی کے ایک مقام) کے بنے ہوئے تھے۔ اُن میں گرنا تھا نہ عمامہ۔ اور لوگوں کو حلہ یعنی جبہ کا شبہ ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حلہ آپ ﷺ کے لئے خریدا گیا تھا کہ آپ ﷺ کو اُس میں کفن مبارک دیں مگر نہ دیا گیا اور ”سحول“ کی بنی ہوئی تین چادروں میں کفن مبارک دیا گیا اور حلہ کو حضرت ۱۳۔ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵۔

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے لے لیا اور کہا میں اسے رکھ چھوڑوں گا اور میں اپنا کفن اسی سے بناؤں گا۔ پھر کہا اگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو پسند ہوتا تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کام آتا تو اُس کو بیچ دیا اور اُس کی قیمت خیرات کر دی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: کَفَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةِ الْحُلَّةِ ثَوْبَانِ وَقَمِيصُهُ الْبَدَنِيُّ مَاثَ فِيهِ ۱۵۔ رسول اللہ ﷺ نجران کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیے گئے۔ اُن میں ایک چادر، ایک تہبند اور ایک وہ قمیض تھی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کَفَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بَيْضَ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ ۱۶۔ ”رسول اللہ ﷺ کو تین سوئی یعنی سوئی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیض اور عمامہ نہ تھا۔“

”سحول“ یعنی میں ایک گاؤں ہے جس میں سوئی کپڑے بنے جاتے ہیں اُس کی طرف منسوب کپڑوں کو تحویلہ کہا جاتا ہے۔ کرسف روئی کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کو تین یعنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا قمیض اُڑا اور لفافہ۔ دو کپڑوں میں کفن دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ اپنی سواری سے اچانک گر گیا۔ سواری نے اُس کی گردن توڑ دی۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبَسْتَرُوا وَكَفِّنُوهُ ۱۷۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳۔ ۱۶۔ شرح المسند جلد ۳ ص ۲۲۵۔ مؤطا امام مالک ص ۲۰۴ بخاری حدیث نمبر ۶۳۶ جلد ۱ ص ۲۹۹۔ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵۔ حدیث نمبر ۹۶۱۔ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۰۴۔ ترمذی حدیث نمبر ۹۹۶۔ ابی حدیث نمبر ۱۸۹۸۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۷۲۔ مسند احمد جلد ۱ ص ۹۳۔

فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُعْتَبَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُسْلِيًّا بِمَا" اسے پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ شخص قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ موت سے احرام ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نماز روزہ کی طرح عبادت ہے۔ جو موت سے باطل ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع دینے والا علم اور (۳) نیک صالح اولاد جو دعا کرتی ہے۔ لہذا احرام بھی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی عمل ہے۔ اگر یہ حکم ہر محرم کا ہوتا تو حضور سرور انبیاء ﷺ فرماتے کہ ہر محرم قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

اگر میت کے پاس ایک کپڑا نکلے:

حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عبد الرحمن بن عوف رحمہ اللہ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا وہ روزہ سے تھے۔ انہوں نے فرمایا حضرت مصعب بن عمیر رحمہ اللہ شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ اُن کو ایک چادر کا کفن ملا۔ اُن کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا حضرت حمزہ رحمہ اللہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر اُن کے بعد ہمارے لئے دنیا فراع کر دی گئی یا فرمایا ہمیں دنیا

۱۷ بخاری جلد ۱ ص ۱۶۹ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۵۰ تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۲۷ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۲-۳۲۸-۲۱۹ داری جلد ۲ ص ۵۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۹۱-۳۹۰-۳۹۳ دارقطنی جلد ۳ ص ۲۹۶ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۷۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۸۳ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۰۶ مسلم حدیث نمبر ۱۲۰۶ ترمذی حدیث نمبر ۹۵۱ نسائی حدیث نمبر ۱۹۰-۱۸۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۷۸ شرح السنہ جلد ۲ ص ۲۳۷ مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲ حدیث نمبر ۳۳۶۵ ابوداؤد جلد ۳ ص ۴۲ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱ مشکوٰۃ ص ۳۲۱ مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۸۸۔

دی گئی اور ہمیں ڈر ہوا ہمارے نیکیاں جلا دی گئی ہیں۔ پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف رحمہ اللہ نے (افطار کے وقت) کھانا چھوڑ دیا۔ ۱۹

کفن پہنانے کے بعد آخری دیدار:

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم رحمہ اللہ کے شہزادے حضرت سیدنا ابراہیم رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے (غسل دینے والوں کو) فرمایا: لَا تَذَرُ جُوهَهُ فِيْ اَكْفَانِهِ حَتَّى يَنْظُرَ اِلَيْهِ فَاَتَاهُ فَاَنْكَبَ عَلَيْهِ وَبَكَى ۝ "اس کو کفن میں مت لپیٹنا یہاں تک کہ میں اس کو دیکھ لوں پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور اُن پر جھکے اور روئے۔" (معلوم ہوا یہ فعل سنت مبارک ہے۔ میت پر رونا جائز ہے نوہ کرنا اور بڑی باتیں کرنا درست نہیں)۔

کفن اور متبرک کپڑا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میرے پاس (میرے والد گرامی) امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رحمہ اللہ تشریف لائے اور فرمایا تم نے نبی کریم رؤف و رحیم رحمہ اللہ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے اُن سے کہا تین سحلی کپڑوں میں۔ جن میں نہ تو قمیض تھی اور نہ ہی عمامہ (شریف)۔ (امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر رحمہ اللہ) نے اُن سے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کس روز وفات پائی تھی؟ (اُمّ المؤمنین حضرت) سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا ہجر کے دن۔ حضرت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رحمہ اللہ نے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج ہجر کا دن ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رحمہ اللہ نے کہا میں اس وقت سے لے کر رات تک اُمید کرتا ہوں کہ وفات پا جاؤں گا۔ پھر انہوں نے اپنے کپڑے کی طرف دیکھا جس میں وہ بیمار ہوئے تھے اُس

۱۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۰-۱۷۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۷۵۔

میں زعفران کا ایک نشان تھا۔ فرمایا: میرا یہ کپڑا دھوڑا اور اس میں دو کپڑوں کا اضافہ کرو اور ان میں مجھے کفن دینا۔ (ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے کہا یہ پرانا کپڑا ہے تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زندہ وصال شدہ کے مقابلہ میں نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے اور (انتہائی عاجزی اور انکساری سے فرمانے لگے) کفن تو صرف پیپ کے لئے ہے، پھر اس روز وفات نہ پائی۔ حتیٰ کہ منگل کی رات آگئی تو آپ نے وصال فرمایا اور صبح سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ ۲۱

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصد سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں موافقت کی آرزو تھی اور وہ زندگی میں مکمل اتباع کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے تھے کہ موت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کروں۔ ان کا ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھنے کا یہی مقصد تھا۔ حالانکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو زیادہ جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے وقت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز ”سفینہ بنی ساعدہ“ میں مشورہ اور گفتگو کے بعد بدھ کے روز عام بیعت کا معاملہ مکمل ہو گیا تھا اور تجہیز و تکفین بدھ کی رات ہوئی۔ اُس وقت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ الحاصل مذکورہ سوال و جواب صرف امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرض موت میں تھے اور ان کا مقصد حیات و ممات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت اور اتباع تھا۔

نوٹ: اگر یہ کہا جائے کہ امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی اس کی روایت کی ہے حالانکہ یہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی روایت سے متعارض ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کپڑے کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوقیت دی

وہ ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔ اس لئے بطور تبرک اُس کپڑے کو پسند کیا اور حق بھی یہی تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ اس کے ساتھ دو کپڑوں کا اضافہ کرلو۔ (تقسیم البخاری جلد ۲ ص ۴۴۴)

اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے:

حضرت اہل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنْ اَصْرَعَةُ جَاءَتْ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِبُرْدَةٍ مِّنْسُوجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا اَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا السُّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجَنُثُ لَا كُسُوْكُمْهَا لَمَّا خَذَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَانْهَآ اِذَا رَءُوْا لِحْسَنَهَا فَلَا تَقَالَ اَكْسَيْنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنَتْ لِنَبِيِّهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ وَعَلِمْتُ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ لَا لِنَبِيِّهَا وَانَّمَا سَأَلْتُهُ لِيَكُوْنَ كَفْنِيْ قَالَ سَهْلٌ لِّكَ اَنْتَ كَفَنَهُ ۲۲ ”کہ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (ہاتھ سے) بنی ہوئی عاشرہ دار چادر تھم لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو بردہ کیا ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا شملہ (چادر)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست ہے۔ اُس عورت نے عرض کیا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنانے کے لئے آئی ہوں۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے لے لیا اور اُسے تہہ بند کے طور پر باندھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب (حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا، کیا ہی عمدہ چادر ہے؟ مجھے عنایت فرما دیجئے۔ لوگوں نے انہیں کہا تم نے اچھا نہیں کیا۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کا استعمال کیا اور تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر کا سوال کر دیا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رو نہیں لیتے۔ اُس نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ چادر پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ میں نے یہ صرف اس لئے مانگی تاکہ (فوت ہونے کے بعد) یہ میرا کفن ہو جائے۔ حضرت اہل

ﷺ فرماتے ہیں پھر وہ چادر اُن (حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کا کفن بنی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اپنے فوت ہونے سے پہلے کفن کا انتظام کرنا جائز ہے۔ ہندو ناچیز منیر احمد یوسفی عفی عنہ نے بھی اپنا کفن تیار کر رکھا ہے۔ ناچیز کے پیر بھائی جبر طریقت حاجی محمد رحمت اللہ یوسفی مرحوم، ۱۹۷۴ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیت اللہ شریف گئے تو ناچیز نے اُن کے ذریعے وہاں سے کفن کے لئے کپڑا منگوایا اور اُن سے گزارش کی تھی کہ آپ اُسے آپ زم زم سے دھو کر لائیں۔ انہوں نے کمال مہربانی فرمائی کہ تین مرتبہ آپ زم زم میں اُسے دھویا اور ایک دن مکہ مکرمہ میں خوب بارش ہوئی اور بیت اللہ شریف کی چھت سے (میزاب رحمت) کے ذریعے پانی برسنا اور وہ کفن اُس پانی سے بھی دھویا گیا۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہوا تو مقدس پانیوں سے دھویا ہوا وہ کپڑا ہندو ناچیز کا کفن بنے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

برکت کے لئے تہبند عطا فرمایا:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ روف ورجیم ﷺ ہمارے قریب تشریف لائے جبکہ ہم (پردہ میں) آپ کی بیٹی (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتِنَّ ذَلِكَ بَمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِوَةِ سَكَ فَوْرًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ سَكَ فَوْرٍ فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذْنِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَةً فَقَالَ اشْعُرْنَهَا أَيَّاهُ ۲۳

”انہیں تین، پانچ اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ آخر میں کچھ کافور ڈال دو۔ جب فارغ ہو جاؤ مجھے اطلاع دینا۔ (فرماتی ہیں) جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو اطلاع دی۔

۲۳ مشکوٰۃ ص ۸۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۲۶ ابن ماجہ ص ۱۰۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲ مسند احمد جلد ۵ ص ۸۳ تلخیص الخیر جلد ۲ ص ۱۷۷ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۲۱ نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴ سنن ابی نعیم جلد ۳ ص ۲۸۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۰۲

آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا۔ اور فرمایا: اُسے اُن کے کفن کے نیچے رکھ دو۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم روف ورجیم ﷺ نے فرمایا: اغْسِلْنَهَا وَتَرَا وَكَانَ فِيهِ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَكَانَ فِيهِ ابْدَاءُ وَابْيَاضَاتُهَا وَ مَوَاضِعُ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ إِنْ أُمَّ عَطِيَّةً قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةً قُرُونٍ ۲۴ انہیں طاق تین، پانچ، سات بار غسل دو اور دائیں طرف سے اعضاء وضو سے ابتدا کرو۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) اُمّ عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، ہم نے اُن کے بالوں کے تین حصے کئے جنہیں اُن کے پیچھے ڈالا۔

تہبند شریف برکت کے لئے رکھا گیا، یہ کفن میں شامل نہ تھا۔ احادیث مبارکہ میں یہ ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ عمرو بن العاص سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم روف ورجیم ﷺ کے ناخن مبارک، بال مبارک اور تہبند شریف کو اپنی قبر میں لے جانے کے لئے محفوظ رکھا۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن میں صالحین کے کپڑے شامل کرنا باعث برکت اور باعث مغفرت ہے۔

میت کو کفن کے ساتھ قمیض پہنانا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتُهُ فَأَمَرَهُ فَأَخْرَجَ قَوْضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَسَ فِيهِ مِنْ رِقَبِهِ وَالْبَسَهُ قَمِيصَهُ قَالَ وَكَانَ كَسَاعَبًا سَامِيًا ۲۵

۲۴ ابن ماجہ ص ۱۰۶ بخاری حدیث نمبر ۵۷۵۵ کتاب اللباس (باب لبس القميص) مسلم حدیث نمبر ۷۷۳ سنن نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۱ مستدرک جلد ۳ ص ۲۸۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۲۵ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۱۳ مظہری جلد ۲ ص ۲۷۷ فتح القدیر جلد ۲ ص ۲۸۲ (مختصر) قرطبی جلد ۲ ص ۸۷۸ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۰۲ طبری جلد ۲ ص ۲۴۰

” (ریئس المنافقین) عبد اللہ بن ابی کوگزھے (قبر) میں داخل کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لائے اور اُس کو باہر نکالنے کا حکم فرمایا۔ اُسے نکالا گیا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دونوں (نورانی) گھٹنوں (مبارک) پر رکھا گیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالا اور اُس کو اپنی قمیض (مبارک) پہنائی۔ راوی کہتے ہیں عبد اللہ بن ابی نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو قمیض پہنائی تھی۔“

حضرت سفیان اور ابو ہارون نے کہا اُس وقت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اوپر تلے دو کرتے (مبارک) پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو ریئس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کا بیٹا تھا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ کو اپنی وہ قمیض (مبارک) پہنایے جو آپ ﷺ کے (نورانی) جسم (اطہر) کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ حضرت سفیان نے فرمایا: لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو قمیض اُس کا بدلہ چکانے کے لئے پہنائی تھی جو اُس نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو پہنائی تھی۔ ۲۶

عبد اللہ بن ابی نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن اپنی قمیض پہنائی تھی جبکہ وہ مدینہ منورہ میں آئے تھے اور اُن کے جسم پر کپڑا نہ تھا۔ چونکہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت تھے اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی قمیض اُن کو پوری نہ آتی تھی۔ عبد اللہ بن ابی بھی لہبا تھا۔ (حضرت اُس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اُس کے جنازہ میں موجود تھا اُس کا قد لہبا ہونے کے باعث اُس کے دونوں پاؤں چار پائی سے باہر نکلے ہوئے تھے) ۲۷

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الجنائز باب غسل المیت وتکفینہ میں حدیث نمبر ۵۴۱ کی شرح میں حاشیہ میں لکھا ہے۔

”جب ریئس المنافقین عبد اللہ بن ابی بیمار ہوا تو اُس نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَهِلْكَ حُبُّ الْيَهُودِ أَمْ حُبُّ

۲۶ بخاری حدیث نمبر ۱۳۵ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۵۵ ومنتہی جلد ۳ ص ۲۵۸۔ ۲۷ التہذیب البخاری جلد ۳ ص ۲۰۴ فتح القدیر جلد ۳ ص ۲۷۶ مظہری جلد ۳ ص ۲۷۷۔

الْجَنَاءِ عِنْدَهُمْ“ ”تجھے یہود کی محبت اور اُن کے ہاں عہدہ و قرب نے ہلاک کر دیا ہے۔“ (توریکس المنافقین) بولا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ ﷺ کو ان باتوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے نہیں بلایا بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کو دُعا کے لئے بلایا ہے۔ پھر اُس نے آپ ﷺ سے گزارش کی اَنْ يُكْفِنَهُ فِی قَبْرِهِ وَأَنْ يُصَلِّيَ عَلَیْهِ ”یہ کہ آپ ﷺ مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیں اور میری نماز جنازہ پڑھائیں۔“ ۲۸

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں جب (ریئس المنافقین) عبد اللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا سچا عاشق رسول ﷺ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قمیض عنایت فرمائیے اور اُس پر (یعنی عبد اللہ بن ابی) نماز پڑھئے اُس کے لئے دُعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اپنی نورانی قمیض اُس کو عطا فرمادی۔ نیز فرمایا: جنازہ تیار ہو تو مجھے خبر کرنا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کی نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ ”(اللہ تبارک و تعالیٰ نے) مجھے دو باتوں کا اختیار دیا ہے۔“ اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ“ ”ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت کی دُعا فرمائیں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اس لئے کہ یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے منکر ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ بعد ازیں وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہ ۳۰... (التوبہ: ۸۴) ۲۹ کا حکم نازل ہوا ”اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ان (منافقین) میں سے جو مر جائے اُس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا۔“

۲۸ مراقاة جلد ۳ ص ۱۱۳ طبری جلد ۶ ص ۴۳۶ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۲۸ ومنتہی جلد ۳ ص ۲۵۹۔ ۲۹ بخاری جلد ۳ ص ۲۷۳ تیسیر الباری جلد ۶ ص ۱۵۸۔

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دعا قبول نہیں ہوئی تو عام آدمی کا کیا مقام ہے؟ ۱۹ھ ہجرت کے عالم وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ ”جب سرور عالم اشرف انبیاء کی دعا وہ بھی ستر وعدہ اور کافروں اور منافقوں کے لئے مؤثر نہ ہو تو کسی ولی یا درویش کی بساط ہے کہ اُس کی سفارش سے کسی کافر یا مشرک یا منافق کی مغفرت ہو جائے۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو عقل اور فہم عطا فرمائے۔“ ۳۰

اس آیت مبارک کے نفس مضمون کو پڑھنے کی ضرورت ہے کہ دعا کیوں قبول نہ ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ذَلِكْ بِاَنَّهْمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ”یہ اس لئے کہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے منکر ہوئے۔“ یہاں بات نامقبولیت کی نہیں بلکہ بات منافقین کے کفر کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی آپ ﷺ سے محبت کی ہے۔ آپ ﷺ اپنی رحمت اور اختیار کی وجہ سے استغفار کرتے رہے جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) چونکہ یہ میرے اور آپ ﷺ کے منکر ہیں اس لئے ان کی معافی نہیں۔“ جبکہ آپ ﷺ کی رحمت دنیا کو دکھا دی کہ کلمہ پڑھنے والے منافقوں پر بھی مہربان ہیں۔ پھر آیت مبارک نازل ہوئی۔ وَلَا تَنْصَلْ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تْ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط

عبداللہ بن ابی کا واقعہ یوں بھی بیان ہے کہ جب وہ بیس روز بیمار رہنے کے بعد نو ہجری میں مر گیا۔ جس روز وہ مرنے والا تھا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیے گا اور میری تدفین میں شرکت فرمائیے گا اور میری نماز جنازہ بھی پڑھئے گا۔ آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا۔ جب کہ اُس وقت تک آپ ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱) حضور نبی کریم رؤف

ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قمیض (مبارک) دی۔ (۲) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ ﷺ اُس کو قمیض دیں گے۔ ان میں اختلاف نہیں جب وعدہ بھی بیان ہے۔ اور عطا بھی ہے تو اختلاف کی گنجائش نہیں۔

جب عبداللہ بن ابی مرا تو اُس کے بیٹے نے آپ ﷺ کو اُس کی موت کی خبر دی، تب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے اس عمل مبارک میں عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی اور ولداری تھی اور تبلیغ تھی چنانچہ اس واقعہ کو دیکھ کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ ۳۱

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہاس باب ثبسی القميص میں حدیث شریف نمبر ۵۷۹۶ میں اس طرح لکھا ہے۔ ”کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) جو سچا مومن تھا (رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیے اُس میں میں اپنے باپ کو کفن دوں گا۔“

حضرت علامہ بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد اُس سے جو سلوک کیا (یعنی اُس کو قمیض پہنائی اور اُس کی نماز جنازہ پڑھی اُس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مؤدبانہ گزارش کی کہ یہ شخص آپ ﷺ کا گستاخ اور بے ادب تھا اور دیدہ و بین (منہ پست) تھا جبکہ آپ ﷺ نے اس کو کرتا بھی پہنایا اور نماز بھی پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَا يُغْنِي عَنْهُ قَمِيصِيْ وَصَلَاتِيْ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اِنِّیْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يُسَلِّمَ بِہٖ اَلْفَ مِنْ قَوْمِہٖ ۳۲ ”میرا کرتہ (مبارک) اور میری نماز اس کو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے عذاب سے نہیں بچائے گی۔ اللہ کی قسم میری خواہش تو یہ تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔“

گرتے مبارک عطا فرمانے کے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ میت کو برکت کے لئے بزرگان دین کا لعاب و الن اور کفن میں اُسے بزرگوں کا کپڑا یا شست ہے اگرچہ کافر و منافق اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔ رحمت کا بادل تو ہر جگہ اچھی اور بڑی پاک اور گندی زمین پر برستا ہے۔ آگے زمین کی تقدیر فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے۔

کفن میں رُقْعہ رکھنا:

ایک آتش پرست شمعون نامی حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اُس کی موت کا وقت جب قریب پہنچا تو لوگوں نے آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا آپ کا ہمسایہ ہے اُس کی خبر لیں۔ یہ سن کر آپ اُس کے پاس گئے۔ دیکھا کہ آگ کے دھوئیں سے اُس کا رنگ سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، تمام عمر تم نے آگ اور دھوئیں میں برباد کر دی۔ اب آخر وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو تا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت تجھ پر نازل ہو۔ اُس نے کہا، تین باتیں مجھے اسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں۔ پہلے یہ کہ تم دن رات دنیا کی بڑائی کرتے رہتے ہو مگر پھر بھی دن رات دنیا ہی کی طلب میں لگے رہتے ہو۔ دوسرے یہ کہ موت کو برحق سمجھنے کے باوجود تم اس کا کوئی سامان نہیں کرتے اور تیسرے یہ کہ باوجودیکہ تم سمجھتے ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر اُس کی رضا کے خلاف کام کرتے رہتے ہو۔ آپ نے سنا فرمایا: یہ آشنائوں کی نشانی ہے۔ اگر مومن لوگ ایسا کرتے ہیں تو تم کیا کرتے ہو؟ تم نے ساری عمر آگ کی پوجا میں گزار دی۔ پھر فرمایا، سنو! میں آگ کی پوجا نہیں کرتا۔ اگر میں اور تم تھوڑی دیر بھی آگ میں ہاتھ ڈالیں تو وہ تمہاری ستر سالہ عبادت کی قدر اور لحاظ کے بغیر ہم دونوں کو جلا دے گی لیکن میرا خالق و مالک حقیقی چاہے تو آگ کی کیا مجال کہ میرا بال بھی جلائے۔ آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت تم پر ظاہر ہو جائے اتنا کہہ کر آپ نے ہاتھ ڈالا اور کافی دیر تک آگ میں رکھنے کے باوجود آپ پر مطلق اثر نہ ہوا۔ شمعون نے یہ دیکھ کر آہ بھری اور کہنے لگا میری تو تمام عمر آتش پرستی میں بسر ہوئی، اب کیا کر سکتا ہوں؟ صرف چند سانس باقی ہیں۔ فرمایا: مسلمان ہو جاؤ۔ اُس نے کہا کہ مجھے عہد نامہ لکھ دیں کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھ پر اللہ

تبارک و تعالیٰ عذاب نہ کرے گا۔ یہ سن کر آپ نے رُقْعہ لکھ دیا اور معززین شہر کی گواہی بھی نیچے درج کر دی۔ شمعون نے رُقْعہ دیکھا اور ایمان لے آیا اور روتے ہوئے وصیت کی کہ مرنے کے بعد میرے ہاتھ میں یہ رُقْعہ دے دینا۔ (تا کہ کفن میں محفوظ ہو جائے) اس کے بعد کلمہ پڑھا اور جان ویدی۔ اُس کی وصیت پوری کی گئی۔ آپ نے اُسے اپنے ہاتھ سے غسل دے کر (اور نماز جنازہ پڑھ کر) قبر میں اتارا اور وصیت کے مطابق اُس کے ہاتھ میں رُقْعہ دے دیا۔ (اور کفن میں محفوظ کر دیا)۔ تمام رات اسی فکر میں گذر گئی کہ میں نے یہ کیا کیا؟ مجھے تو اپنا بھی انجام معلوم نہیں تو دوسروں کو عہد نامہ کیوں لکھ دیا؟ اسی فکر اور سوچ بچار میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون سنہری تاج پہنے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا، کیا حال ہے؟ اُس نے جواب دیا، مجھے حق تبارک و تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ اب اپنا رُقْعہ لے لیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں رہی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو وہ رُقْعہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے رُقْعہ دیکھ کر کہا یا الہی تیرے کام فضل و کرم سے ہیں کسی علت سے نہیں۔ تو مومن کو کیونکر محروم رکھے گا جبکہ ستر سال آتش پرست کو ایک کلمے کے عوض بخش دیا۔ ۳۳

کفن پہنانے کا طریقہ:

میت کو غسل دینے کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں تاکہ پانی لگنے سے کفن تر نہ ہو۔ کفن کو ایک تین پانچ یا سات بار دھونی دے لیں۔ اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں، پہلے بڑی چادر جسے "لغافہ" کہتے ہیں پھر "ازار" جسے "تہبند" کہتے ہیں پھر "قمیض" جسے "کفنی" کہتے ہیں، کفنی کا نیچے والا حصہ پہلے بچھائیں پھر میت کو لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔ باشرع مرد ہو تو داڑھی اور عورت اور بچہ ہونے کی صورت میں تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور پاؤں پر کافور لگائیں۔ پھر "ازار" یعنی تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں جانب سے تہہ کریں پھر دائیں جانب سے لپیٹیں بعد ازیں "لغافہ" یعنی بڑی چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ دایاں پلو اوپر آئے اور سر اور پاؤں کی طرف سے ہاتھ دیں۔

عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں تاکہ سینہ پر رہے۔ اس کا طول نصف پشت سے سینہ تک رہے اور عرض ایک کان کی نو سے دوسرے کان کی نو تک رہے۔ پھر حسب دستور ”ازار“ اور ”لغافہ“ لپیٹیں پھر سب سے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ (بہار شریعت ج ۳ ص ۱۲۸)

متفرق مسائل:

- مسئلہ:** کفنی میں چاک اور آستین نہیں ہوتی۔
- مسئلہ:** مرد اور عورت کی کفنی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ مرد کی کفنی کندھے پر سے چیری جاتی ہے اور عورت کے لئے سینہ کی طرف سے۔
- مسئلہ:** چھوٹے بچے اور بچیوں کو بھی پورا کفن دینا چاہئے۔
- مسئلہ:** پرانے کپڑے سے بھی کفن دے سکتے ہیں مگر ڈھلا ہوا ہونا چاہئے کہ کفن ستمرا ہونا پسندیدہ ہے۔
- مسئلہ:** کسی کی بیوی نے اگرچہ مال چھوڑا مگر اُس کا کفن اُس کے شوہر کے ذمہ ہے۔
- مسئلہ:** شوہر مرے اور اُس کی عورت مالدار ہے مگر عورت پر شوہر کا کفن واجب نہیں۔
- مسئلہ:** کفن کا کپڑا فی سبیل اللہ مانگ کر لائے اُس میں سے کچھ بچ گیا تو باقی کپڑا اُسے ہی واپس کیا جائے گا جس سے لائے ہوں۔ اگر وہ واپس نہ لے تو وہ جیسا کہے ویسے استعمال کریں یا صدقہ کریں یا کسی اور محتاج کے کفن میں استعمال کریں۔
- مسئلہ:** جو بچہ مرد پیدا ہو یا کچا گر گیا ہو تو اُسے ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے کفن نہ دیں۔ ۳۴

مسئلہ: پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصل حرج نہیں بلکہ نیت حسن سے حسن ہے۔ جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر رہتے ہیں تسبیح کرتے ہیں۔ اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اُترتی ہے۔ یوں ہی تبرک کے لئے غلاف کعبہ معظمہ کا قلیل ٹکڑا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ ۳۵

حدیث شریف میں ہے: ”مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں۔“ (بہار شریعت)

مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگ ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لئے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اُس کا کفن بھی ناجائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ: غلطی مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیئے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگ ہوا اور ریشم کا کفن اُسے ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو نابالغ حد شہوت کو پہنچ گیا ہو وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو جتنے کپڑے دیئے جائیں گے اُسے بھی دیئے جائیں گے اُس سے چھوٹے بڑے کو ایک کپڑا اور بھوئی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: میت نے اگر مال چھوڑا ہو تو کفن اُسی کے مال سے ہونا چاہئے۔

مسئلہ: میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اُس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا۔

مسئلہ: اگر مردہ کا کفن چوری ہو گیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر لاش پھٹ گئی ہو تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا ہی کافی ہے۔ (عالمگیری)

اہم اور ضروری مسئلہ

ہمارے ملک پاکستان میں عام رواج ہے کہ کفن مسنون کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اڑھاتے ہیں اور ایک چادر نماز ہوتی ہے۔ جس پر امام نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ انہیں بعد ازاں صدقہ کر دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے عام طور پر کفن کے لئے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں چیزیں ہوں۔

مسئلہ: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لئے جائز ہے۔ جس نے احرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا منہ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جنازہ لے چلنے کا بیان

(ماخوذ از بہار شریعت)

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہئے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ (جوہرہ)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ چار اشخاص جنازہ اٹھائیں ایک ایک شخص ایک ایک پایہ لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا ایک سرہانے اور ایک پانکتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر وٹنی پانکتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پانکتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث شریف میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے یا اٹھا کر چلے (تو اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ نیز حدیث شریف میں ہے جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اُس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔) (جوہرہ عالمگیری در مختار)

مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں چار پائی کو ہاتھ سے پکڑ کر کندھے پر رکھے۔ اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لا دنا مکروہ ہے۔ چوپایہ پر جنازہ لا دنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری نغیۃ در مختار) ٹھیلے پر لا دنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: بڑے بڑے شہروں میں قبرستان میت کے گھر سے بہت دور پڑتا ہے اور نمازیوں کا پیدل چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث میت کے لئے گاڑیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں میت اور مقتدی یا سانی قبرستان یا مقام جنازہ تک پہنچ

ہاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اُس سے کچھ بڑا اُس کو اگر ایک شخص ہاتھوں پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لئے ہو جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو اُس کو چار پائی پر لے جائیں۔ (نغیۃ عالمگیری وغیرہا)

مسئلہ: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اُسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہوں تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (عالمگیری صغیری)

مسئلہ: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی کا ساتھ نہ نا سخت منع ہے۔ اگر نہ مانے تو اُس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ سنت کیوں ترک کرے بلکہ دل سے اُسے بڑا جانے اور شریک ہو۔ (در مختار صغیری)

مسئلہ: اگر عورتیں جنازہ کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے سے عورتوں کو یہ اختلاط ہوگا یا اُن میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو ان صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہئے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و احوال قبر کو پیش نظر رکھیں۔ دنیا کی باتیں نہ کریں نہ فحش۔ حضرت عبداللہ بن

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنسنے دیکھا فرمایا: تو جنازہ میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں۔ بلحاظ حال زمانہ اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔ (صغیری در مختار وغیرہما)

مسئلہ: جنازہ جب تک رکھنا چاہئے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھیں ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھنا چاہئے کھڑے نہ ہوں۔ یوں ہی اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ شمالاً جنوہاً رکھیں کہ دائیں کروٹ قبلہ شریف کو ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ: میت اگر پڑوی یا رشتہ دار یا کسی نیک شخص کی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہوا اسے بغیر نماز پڑھنے واپس نہ ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے یا بغیر اجازت کے بھی کیونکہ اور دفن کے بعد اولیائے میت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ تیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمم کر کے پڑھے۔

مسئلہ: امام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب امام کی نماز نہ ہوئی تو کسی کی نہ ہوئی اور اگر امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اعادہ نہ کیا جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یونہی اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتداء کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اقتداء صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی وہ کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: نماز جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔ امام کا بالغ ہونا شرط ہے۔ خواہ امام مرد ہو یا عورت نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔ (ردمختار۔ عالمگیری)

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ بھی ایک نماز ہے مگر یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ کہلاتی ہے۔ اگر محلہ میں سے ایک آدمی بھی ادا کر لے تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی اور اس نے نماز جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہگار ہوں گے۔ نماز جنازہ کے فرض کفایہ ہونے کا انکار کرنا، قرآن مجید کے حکم مقدس کا انکار ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز جنازہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس ضمن میں پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ط
.... (التوبہ: ۸۴) ”اور ان میں کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا“۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارک میں روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ نماز جنازہ باقاعدہ ایک نماز ہے مگر اس آیت مبارک سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ اہل ایمان مسلمانوں کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور ان کی قبروں پر بھی جانا جائز ہے۔ البتہ منافق اور کافر کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہوا جائے گا۔

نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ سِرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ تَحَانَ لَهُ قَبْرًا طَانٌ قَبِيلٌ وَمَا الْبَقِيْرُ طَانٌ قَالَ مَثَلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ ط ”جو شخص (ایمان کے ساتھ

۱ بخاری جلد ۱ ص ۷۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۷ مشکوٰۃ ص ۱۴۳ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۱
۲ اندامہ جلد ۲ ص ۲۲ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۸ نسائی حدیث نمبر ۱۹۴۔

ثواب کی نیت سے مسلمان کے) جنازے کے ساتھ جائے (اور اُس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ) اُس پر نماز جنازہ پڑھے اُس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے اور وہ جو میت کی تدفین تک ساتھ رہے اُس کے ذمے کے بعد فارغ ہو تو وہ اجر و ثواب کے دو قیراط لے کر واپس لوٹے گا۔ (عرض کیا گیا دو قیراط کیا ہیں فرمایا وہ دو عظیم پہاڑوں کی مثل ہیں یعنی دو اُحد پہاڑ کی مثل سونا تقسیم کرنے جتنا ثواب لے کر لوٹا)۔

چالیس آدمیوں کی شرکت باعثِ نجات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اُن کا بیٹا قدید یا عصفان میں وفات پا گیا۔ آپ نے حضرت کریم ﷺ سے فرمایا، دیکھو کتنے لوگ جمع ہو گئے۔ فرماتے ہیں، میں نکلا تو دیکھا کچھ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا! کیا تم کہہ سکتے ہو، چالیس ہوں گے؟ عرض کیا ہاں! فرمایا، میت کو لاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَيَّ جَنَازَتُهُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يَشْرِكُونِ بِاللَّهِ إِلَّا شَفَعْتُهُمُ اللَّهُ فِيهِ ۚ جس مسلمان کی نماز جنازہ میں چالیس آدمی (صحیح العقیدہ توحید و رسالت کی شیع کے پروانے) ایسے ہوں، جنہوں نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے (یعنی میت کے) حق میں ضرور اُن کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

سو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنْ مُّسْلِمٍ جَلَدًا مِّنْ ۳۰۸ نَسَاكِي جَلَدًا مِّنْ ۲۸۲ نَسْنِ الْكِبْرَىٰ لِلْبَيْهَقِي جلد ۳ ص ۳۸۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۶۱ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ کنز العمال جلد ۵ ص ۵۸۲ ابن ماجہ ص ۱۰۸۱۔

مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَلْعَنُونَ مَائَةً كُلَّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ ۳ (جب کسی (صاحبِ ایمان) میت پر ایک سو (ایمان والے) آدمی نماز جنازہ پڑھتے ہیں (اور اُس کی بخشش کے لئے وہ تمام لوگ دعا کرتے ہیں) تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی بارگاہ میں ضرور اُس کی شفاعت ہوگی۔ یعنی مرنے کے بعد دعا و استغفار تو ایک طرف، جو بہت بڑا انعام ہے جو مرنے کے بعد کسی مسلمان کو ملے گا۔ جنازے میں ایک سو (۱۰۰) صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا بھی بخشش کا وسیلہ بنتا ہے۔

غیر مقلد حضرات کے استاذ وحید الزماں صاحب نے صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد ۲ ص ۳۸۶ میں لکھا ہے، ”میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے جنازے پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرمائے۔“ غیر مقلدین حضرات اپنے امام صاحب کی بات کا بغور مطالعہ کریں جو اپنے لئے شفاعت کی اُمید رکھتے ہیں اور شفاعت کے قائل ہیں۔ لہذا انکار شفاعت کے غلط نظریہ کی تقلید کی بجائے صحیح معنوں میں دین اسلام کی عنایات کو قبول کرنا چاہئے اور اُن پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ دنیا اور آخرت سنور جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّيَ عَلَيْهِ مِائَةً مِّنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ ۚ (جس (صحیح العقیدہ مسلمان) پر سو اہل ایمان نماز جنازہ پڑھیں تو اُس کی مغفرت ہو جائے گی)۔

نماز جنازہ میں صفوں کی تعداد:

نماز جنازہ پڑھنے سے قبل صفوں کو طاق اعداد میں ترتیب دے لینا چاہئے، صفوں کی تعداد تین سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ اگر چند آدمی ہی ہوں تب بھی تین صفیں بنانی چاہئیں۔

۱ بخاری حدیث نمبر ۶۳۶ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۱ مسلم جلد ۳ ص ۳۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۰۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۲ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰ ابن ماجہ ص ۱۰۸ کنز العمال جلد ۵ ص ۵۸۲۔

حضرت مالک بن مبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ صَفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أَوْجِبَ فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقْلَ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَأَهُمْ ثَلَاثَةَ صَفُوفٍ ۝ ”ایسا مسلمان جس کے مرنے کے بعد مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں تو اُس کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جنت واجب فرمادیتا ہے۔ حضرت مالک بن مبیر رحمہ اللہ جب نماز جنازہ پڑھنے والوں کو تھوڑا دیکھتے تو انہیں اسی حدیث شریف کی رو سے تین صفوں میں بانٹ دیتے تھے۔“

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ پہلی صف میں بوڑھے، دوسری صف میں درمیانی عمر کے لوگ اور تیسری صف میں نوجوان اور لڑکے (بچے) کھڑے ہوں۔ بعضوں نے کہا پہلی صف میں عام لوگ۔ ۱۔

نماز جنازہ سے قبل یا بعد وعظ:

كَانَ مَالِكُ بْنُ هَبِيرَةَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ صَفُوفٍ أَوْجِبَ ۝

”حضرت مالک بن مبیر رحمہ اللہ جب جنازے پر نماز پڑھتے اگر اُس میں لوگوں کی تعداد کم دیکھتے تو اُن کے تین حصے کر دیتے پھر اُس پر نماز (جنازہ) پڑھتے۔ پھر فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں، اُس کے لئے (جنت) واجب ہوگی۔“ (اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نماز جنازہ سے پہلے یا بعد، جنازے کے متعلق تھوڑا سا وعظ کروینا جائز ہے)۔

مردوں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ ۱۔ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰ ابن ماجہ ص ۱۰۸ حدیث نمبر ۶۶۸ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۴۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۶ ترمذی حدیث نمبر ۶۰۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۳۷۔ ۲۔ ابن ماجہ حاشیہ جلد ۱ ص ۷۴۱۔ ۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۷ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۴۹ ترمذی حدیث نمبر ۶۰۲۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۹۔

رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا أَذْ نَعْمُونِي قَالُوا دَفَنَاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤَقِّظَكَ فَقَامَ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ ۝ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں رات کے وقت میت کو دفن کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میت کب دفن کی گئی؟ لوگوں نے عرض کیا گزشتہ رات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا ہم نے اسے آندھیری رات میں دفن کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرنا مناسب نہ جانا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اُس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں بھی اُن لوگوں میں تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر نماز جنازہ پڑھی۔“

ف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع تک بالغ نہ ہوئے تھے انہوں نے اُس زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔
مسئلہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں بچے مردوں کے ساتھ صفوں میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔

جنازے پر نماز کا مشروع ہونا:

بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۹

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں مذکورہ بالا ایک باب باندھا ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی شخص جنازے پر نماز پڑھے“ (حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے صرف دُعا کی طرح نہیں۔ اسے ”صلاة“ کہا گیا ہے حالانکہ اس میں نہ رکوع نہ سجدہ اور اس میں بات چیت کی بھی اجازت نہیں۔ اس میں (شَاؤُرود شریف اور دُعا“ تکبیر اور سلام ہے)۔

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔ ۲۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔

کس وقت نماز جنازہ نہ پڑھی جائے؟

إِنَّ بَنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ ۚ وَلَا تُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا ۚ
 "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ وہ بغیر وضو کے نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھتے تھے۔
 نماز جنازہ کون پڑھائے؟

وَقَالَ الْحَسَنُ أَذَرَ كُتَّ النَّاسِ وَأَحَقُّهُمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ
 مَنْ رَضُوهُ لِفَرَائِضِهِمْ وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ
 يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتِمُّ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ
 يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ ۚ "حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا میں نے
 بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ نماز جنازہ میں اس کو
 امامت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے جس کو فرض نماز میں امامت کا حقدار جانتے اور جب
 کوئی عید کی نماز یا جنازہ کی نماز میں بے وضو ہو جائے، وہ پانی تلاش کرے اور تیمم نہ
 کرے اور جب جنازہ کے پاس جائے، جبکہ (وہ لوگ) نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں تو
 تکبیر کہہ کر ان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (اگر کچھ نماز رہ گئی ہو تو امام کے سلام
 پھیرنے کے بعد اس کو مکمل کر لے)۔

تین اوقات میں نماز جنازہ کی ممانعت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهَا وَأَنْ نَقْبُرَ فِيهَا
 مَوْتَانَا ۚ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ بَارِغَةٌ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمٌ

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۶۷ مؤطا امام مالک ص ۲۱۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۵۵ عمدة القاری جلد ۴ ص ۸
 ص ۱۳۳ ۲۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶ ۳۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶ عمدة القاری جلد ۴ ص ۸ ص ۱۳۳ فتح
 الباری جلد ۳ ص ۲۳۳ عمدة القاری جلد ۴ ص ۸ ص ۱۲۵ ۴۔ شرح السنہ جلد ۸ ص ۳۵۸۔

الظُّهْرَةُ حَتَّى تَمِيلَ وَإِذَا تَضَيَّقَتِ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ ۚ
 "تین اوقات میں رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھنے اور میتوں کو
 دفنانے سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس ارشاد
 سے کہ "مردوں کو دفن سے منع فرماتے" (أَنْ نَقْبُرَ فِيهَا مَوْتَانَا) کے معنی یہ ہیں کہ
 جنازہ کی نماز سے منع فرماتے تھے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ یہاں تک کہ
 بلند ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دو پہر ہو۔ جب تک زوال ختم نہ ہو جائے۔
 تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے۔ جب تک کہ پورا ذوب نہ جائے۔

مرد اور عورت کا اکٹھا جنازہ، نماز کے لئے کیسے رکھا جائے؟

حضرت حارث بن نوفل علیہ الرحمہ کے غلام حضرت غار علیہ الرحمہ سے
 روایت ہے فرماتے ہیں کہ: أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كُلْثُومٍ وَابْنِهَا فَجَعَلَ
 الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ
 أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالُوا هَذِهِ السَّنَةُ ۚ
 "میں (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) اور ان کے بیٹے کے جنازے میں
 حاضر ہوا تو لڑکے کا جنازہ امام کے پاس (مخاضی یعنی رویہ) رکھا گیا اور عورت کا جنازہ
 امام سے دُور رکھا گیا میں نے اس سے انکار کیا تو اُس وقت وہاں لوگوں میں حضرت
 عبداللہ بن عباس، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہم موجود
 تھے۔ ان سب نے کہا یہ سنت ہے۔ (یعنی دو اکٹھے جنازے ہوں تو نماز میں مرد کا جنازہ
 امام کے قریب اور عورت کا جنازہ مرد کے جنازے سے پرے (آگے) ہونا چاہئے۔

مسئلہ: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک ہی نماز
 میں سب کی نیت کر لیں اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں اور اس صورت
 میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھیں۔ (بہار شریعت)

۱۔ شرح السنہ جلد ۴ ص ۳۵۸، مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۸۹، مسند
 احمد جلد ۳ ص ۱۵۲، مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۳۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۳، ابن ماجہ ص ۱۱۰
 ابوداؤد جلد ۴ ص ۹۸، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۹۔

عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو؟

حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطُهَا ۱۸ "میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک عورت پر نماز جنازہ پڑھی، جو نفاس میں مری تھی تو آپ ﷺ اُس کی چار پائی کے درمیان کھڑے ہوئے۔"

امام نماز پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو؟

حضرت ابو غالب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں سکتہ المرید (ایک موضع کا نام ہے) میں تھا ایک جنازہ نکلا۔ اُس کے ساتھ بہت لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ ہے۔ یہ سن کر میں بھی اُن کے پیچھے ہو چلا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا بار یک قبل اُوڑھے ہوئے ایک چھوٹی راس کے گھوڑے پر سوار ہے اور اپنے سر پر دھوپ سے بچاؤ کے لئے ایک کپڑا ڈالے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون زمیندار ہے؟ لوگوں نے کہا یہ (حضرت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ (گھوڑے سے اترے اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے) کھڑے ہوئے۔

صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ رَجُلٍ فَقَامَ خِيَالُ رَأْسِهِ فَبِجَنَازَةٍ أُخْرَى بِامْرَأَةٍ فَقَالُوا يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ خِيَالُ وَسَطِ السَّرِيرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يَا أَبَا حَمْزَةَ هَكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مَقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ قَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ احْفَظُوا ۱۷

"ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی تو اُس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا جو عورت کا تھا۔ حضرت ابو غالب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھو۔ اس پر وہ تابوت کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔ حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۰ مکتوۃ ص ۱۴۵ بخاری حدیث نمبر ۱۳۳۱ مسلم حدیث نمبر ۹۶۳ ترمذی حدیث نمبر ۲۰۳۵ انسائی حدیث نمبر ۶۷۹۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۹۳ علی ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۹ ابن ماجہ ص ۱۰۸ ابن ماجہ مترجم جلد ۱ ص ۱۲۲ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔

رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ! کیا آپ نے نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کو اسی طرح دیکھا مرد اور عورت کے جنازے میں کھڑے ہوئے تھے جہاں تم کھڑے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں! پھر ہماری طرف منہ کیا اور کہا (اس مسئلہ کو) یاد رکھو۔

نماز جنازہ پڑھنے میں دیر نہ کی جائے:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَا تُؤَخِّرُوا الْجَنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ ۱۸ "جب میت تیار ہو جائے تو جنازے کی نماز میں دیر مت کرو۔" (مگر جب فرض نماز کے قضاء ہونے کا ذکر ہو تو پہلے فرض نماز ادا کی جائے، بعد ازیں نماز جنازہ اور تدفین میت)۔

بچے پر نماز جنازہ پڑھنا:

۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: الْطِفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ ۱۹ "بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔"

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا اسْتَهْلَ الصَّبِيُّ صَلَّيْ عَلَيْهِ وَوَرَّثَ ۲۰ "جب بچہ (پیدا ہوتے وقت) روئے تو اُس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا۔" (جو بچہ مردہ پیدا ہو اُس پر نماز جنازہ نہیں)۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "اپنے بچوں پر نماز جنازہ پڑھو، وہ تمہارے پیش خیمہ ہیں۔" (آخرت میں تمہارے لئے جنت میں مقام تیار کریں گے)۔

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: الْطِفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُورِثُ حَتَّى

۱۸ ابن ماجہ ص ۱۰۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۳۔ ۱۹ ابن ماجہ ص ۱۰۹ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔ ۲۰ ابن ماجہ ص ۱۰۹ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۸ نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۷۸۔ ۲۷۷ متدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۸۸۔

يَسْتَهْلُ ۲۱ "لڑکے (بچے) کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ وہ کسی کا وارث ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہوتا ہے جب تک وہ پیدا ہونے کے بعد روئے اور چلائے نہیں۔" بچے کا نام بھی رکھا جائے فوت شدہ پیدا ہو یا بعد ولادت مر جائے۔

غائبانہ نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۲۲ "نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے لوگوں کو شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے وفات پائی تو حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ تشریف لے گئے ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔"

شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سے بعض لوگوں نے غائبانہ نماز جنازہ کا مسئلہ اخذ کیا ہے۔ مگر ان کی یہ دلیل کمزور ہے اس لئے کہ نماز غائبانہ صرف حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے پڑھائی، جبکہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی نہیں پڑھائی۔ بارہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتوں اور اموات کی خبریں آتی تھیں مگر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی کی نماز جنازہ غائبانہ نہ پڑھاتے تھے، نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور نہ ہی کسی حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کا حکم مبارک ہے کہ لوگو! اپنے مرنے والوں کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھا کرو۔

جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاویہ بن معاویہ مزی (جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اُس وقت آپ ﷺ تبوک میں تھے) حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پڑ جو جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے، کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔ ان نمازوں کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبریل امین رضی اللہ عنہ نے ان کی میتوں کو حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ ۲۱ برذی جلد ۱ ص ۲۰۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۲۴۰ بخاری جلد ۷ ص ۷۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۰۰۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں: "كُشِفَ لِنَبِيِّ ﷺ عَنِ النَّجَاشِيِّ حَتَّى رَأَاهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ" ۲۳ لہذا یہ نماز حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کے خصوصی اختیار و اعجاز میں سے ہے، کیونکہ میت کا امام کے آگے ہونا کافی ہے مقتدی دیکھیں یا نہ دیکھیں اور نہ حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ جب کہ جو رات میں دفن کر دیئے جاتے ان کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھاتے۔ فقہ حنفی میں یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ جنازے کی نماز حاضر میت پر ہو سکتی ہے نہ کہ غائب پر۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلِّي وَالْمَسْجِدِ ۲۴

"باب عید گاہ اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَرْجُلُ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٌ زَنِيًا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرَجَمَا قَرِيبًا مِنْ مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ ۲۵ "یہ کہ یہودی، نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم فرمایا اور مسجد کے پاس جنازہ کی جگہ کے قریب ان کو سنگسار کیا۔"

(ف) ابن بطال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے مسجد کے قریب جنازوں کی نماز پڑھنے کے لئے جگہ معین کر رکھی تھی۔ اگر مسجد میں نماز جنازہ ہوتی تو مسجد کے باہر اس کے لئے جگہ متعین نہ فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ ۲۶ "یعنی ۲۳ مرآۃ جلد ۱ ص ۲۶۸ حاشیہ نمبر ۳-۲۳ بخاری جلد ۷ ص ۷۱ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۵۵ عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۱۳۱۔ ۲۵ بخاری جلد ۷ ص ۷۱ عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۷۸ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۵۶۔ ۲۶ ابن ماجہ ص ۱۱۰ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲۴ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۳۳ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۲۷۵۔

جو شخص مسجد میں جنازے پر نماز پڑھے اُس کے لئے اس میں کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت اس طرح ہے: مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ۚ ”جو شخص مسجد میں جنازہ پڑھے اُس پر کوئی چیز نہیں۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت سمیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔ ۲۸

دوسری سند سے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) بیضاء رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں سمیل اور اُس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صالح مولیٰ التومہ ہے:

جرح: حضرت ابن حبان علیہ الرحمہ نے (کتاب الضعفاء) میں ذکر کیا ہے کہ آخر عمر میں مولیٰ التومہ کو اختلاط ہو گیا تھا اور وہ نئی حدیث کا قدیم حدیث سے امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابن عدی علیہ الرحمہ نے کہا یہ حدیث صالح کی منکر احادیث میں سے ہے۔ اسی لئے آئمہ کرام نے اس حدیث میں طعن کی اور کہا صالح ضعیف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث شریف کے تمام راوی ثقہ ہیں ان کی حدیث قابلِ حجت ہے اس میں کسی کا نزاع (یعنی جھگڑا نہیں)۔ غلی نے صالح کو ثقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس کی حدیث قابلِ حجت ہے اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے ان سے سماع حدیث اُس وقت ترک کر دیا جب وہ بوڑھے ہو گئے اور ان کو اختلاط ہو گیا تھا اور اختلاط (آمیزش) سے پہلے جس نے اس سے حدیث بیان کی وہ قابلِ حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے کہا اختلاط سے پہلے ان سے مسموع (یعنی سنی گئی) احادیث حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے صالح سے سنی تھی۔ لہذا یہ صحیح ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۸-۹۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۸ ابن ماجہ ص ۱۱۰

حدیث قابلِ حجت ہے اور ”مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے کچھ ثواب نہیں ملتا۔“ اور اس حدیث سے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نبی کریم ﷺ اور جیمہ رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”حالِ اباحت“ (یعنی جب اجازت تھی) میں کیا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”نہی“ ہے جس سے پہلے اباحت (اجازت) تھی۔ لہذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی ناسخ ہے۔ ۲۹ اور جب اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا انکار کیا۔ ۳۰ اس سے مذکورہ نسخ کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں نہیں پڑھائی بلکہ عید گاہ میں پڑھائی تھی۔ اگر نماز جنازہ مسجد میں جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عید گاہ میں نہ لے جاتے۔ معلوم ہوا مسجد میں نماز جنازہ ممنوع ہے۔ احناف اور مالکیہ کا یہی فتویٰ حجت ہے۔ ۳۱

قبر پر نماز جنازہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں: اَتَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْرًا فَقَالُوا هَذَا ذَنْبٌ أَوْ ذُنُوبُ الْبَارِخَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَقْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا ۳۲ ”نبی کریم ﷺ رؤف ورہیم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جسے رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا۔ الف: اس قبر والے کو کب دفن کیا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا گزشتہ رات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ جب لوگوں نے عرض کیا ہم نے اسے رات کی تاریکی میں دفن کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

۳۰ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۱۱۸ تصحیح البخاری جلد ۲ ص ۲۸۵۔ ۳۱ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۸۹ ص ۱۱۹۔ ۳۲ ایضاً ۳۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ بخاری جلد ۱ ص ۷۷ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹۔

بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ سچ پھر آپ ﷺ نے اُس پر نماز پڑھی۔

الف: اس لئے پوچھا کہ پوچھنا سنت ہو جائے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ کسی کے مرنے پر لوگوں کو اطلاع کرنی چاہئے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ خود ہی تشریف لے آتے تو ہر ایک کے لئے خود ہی آنا سنت ہو جاتا جبکہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تو اپنے علم کی وجہ سے آجاتے تو عام لوگوں کے لئے مشکل ہو جاتا۔ پوچھنے میں بھی حکمت تھی۔ سچ معلوم ہوا قبر پر بھی باجماعت نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ قبر پر نماز پڑھنا ولی کا حق ہے اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ساری امت کے ولی ہیں۔

”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ“ اگر ولی کے علاوہ اور لوگ دوبارہ نماز پڑھ لیں تو ولی کو بھی دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ پڑھ لی تھی، مگر جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کی قبر پر نماز پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوبارہ نماز پڑھی۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو میت دفن کرنے میں حرج نہیں۔ چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم رات ہی کو دفن ہوئے، جناب سرکار کائنات ﷺ صبح صادق ہونے سے پہلے دفن کئے گئے۔ جن روایات میں رات کو دفن کی ممانعت ہے وہ اوائلی اسلام کی بات ہے اور وہ منسوخ ہے۔ ۳۳

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورُ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا، وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِنِيْ عَلَيْهِمْ ۳۴ ”بے شک یہ قبریں اپنی میتوں پر تاریکی سے بھری ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ میرے نماز جنازہ پڑھنے (کی

۳۳۔ تفسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۵ تنہیم البخاری جلد ۲ ص ۲۷۹ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲ ص ۸ ص ۱۲۰۔ ۳۴۔ مقلوۃ ص ۱۴۵ شرح الترمذی جلد ۳ ص ۲۵ بخاری جلد ۲ ص ۸۷ مسلم جلد ۲ ص ۳۱۰۔

رکت) سے انہیں نورانی کر دیتا ہے۔“

وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی:

مسئلہ: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کہاں ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں یعنی (۱) باغی جو امام برحق پر خروج کرے اور اسی بناوت میں مارا جائے (۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اس کو غسل دیا جائے نہ نماز جنازہ پڑھی جائے مگر جب کہ بادشاہ اسلام نے اُس پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑا گیا نہ مارا گیا ویسے ہی مر گیا تو بھی غسل و نماز ہے (۳) جو لوگ نہ حق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشا دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو اُن کی بھی نماز نہیں ہاں اُن کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے (۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے (۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز پڑھی نہ جائے (۶) جس نے اپنے ماں یا باپ کو مار ڈالا اُس کی بھی نماز نہیں (۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اُس حالت میں مارا گیا اُس کی بھی نماز نہیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہما)

نوٹ: آج کل دہشت گرد مسلمانوں کو خود کار اسلحہ سے نشانہ بنا رہے ہیں وہ خود مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: جس نے خودکشی کر لی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصد خودکشی کی ہو جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا اسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری در مختار وغیرہما)

نماز جنازہ کی چار تکبیریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ

ﷺ نے لوگوں کو شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر دی اور آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں نے صفیں بنائیں اور چار تکبیریں

کہیں۔ ۳۵

ف: آئمہ اربعہ کا چار تکبیر نماز جنازہ پر اتفاق ہے۔ علماء سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ روف ورجیم ﷺ سے سب سے آخر جو مروی و منقول ہے وہ چار تکبیریں ہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔ ۳۶

نماز جنازہ کس پر واجب ہے؟

نماز جنازہ واجب ہونے کے لئے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہیں یعنی (۱) قادر ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا اور (۴) مسلمان ہونا۔ نماز جنازہ میں ایک بات زیادہ ہے یعنی موت کی خبر ہونا۔ ۳۷

شرائط: نمازی کے لئے شرائط (۱) جسم، جگہ اور کپڑوں کا پاک ہونا (۲) ستر عورت (۳) قبلہ رو ہونا (۴) میت (۵) امام کا بالغ ہونا بھی شرط ہے۔ ۳۸

رکن: تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ ۳۹

مسئلہ: جوتا پہن کر یا جوتے کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اگر جوتا ناپاک تھا تو نماز نہ ہوگی۔ اس لئے نماز جنازہ پڑھتے وقت جوتا اتار کر آگے یا پیچھے کر لیا جائے اور جوتے کے اوپر بھی نہیں کھڑے ہونا چاہیے۔

نماز جنازہ میں میت سے تعلق رکھنے والی چند شرائط

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔

مسئلہ: میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اُس وقت زندہ تھا اور اکثر یا ہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے۔ اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

۳۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹ بخاری جلد ۱ ص ۶۶۶ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹ موطا امام مالک ص ۲۰۸ مشکوٰۃ ص ۱۴۳ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸۔ ۳۶ افیۃ الممعات مترجم جلد ۲ ص ۸۴۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۰ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸۔ ۳۷ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۳۲۔ ۳۸ ایضاً۔ ۳۹ ایضاً۔

مسئلہ: مسلمان کو دار الحرب میں چھوٹا بچہ تھا اور اُس نے اٹھالیا پھر مسلمان کے یہاں مرا تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔ (عائلیہ)

(۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔

مسئلہ: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کر لیا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُس کے بدن سے نجاست الکی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی اور دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی تو کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی میت کو غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی سے چپکے تو اب نہیں نکال سکتے لہذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل کروانا ناممکن ہے لہذا اب ہو جائے گی (رد المحتار وغیرہ)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا لہذا نائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر مگر قریب ہو اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

(۵) جنازہ مصلیٰ کے آگے قبلہ کو ہونا اگر مصلیٰ کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر قبلہ کے جانے میں غلطی ہوئی یعنی میت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقہ قبلہ کو نہیں تو موضع تحریر کی نماز ہوگی ورنہ نہیں۔ (در مختار)

(۶) میت کے جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا۔

(۷) میت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میت ہے تو اُس کا کوئی حصہ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصہ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے (رد المحتار)

نماز جنازہ کے ارکان:

مسئلہ: نماز جنازہ میں دو رکن ہیں چار بار اللہ اکبر کہنا اور قیام۔ بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی نہ ہوگی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوگی۔ (در مختار رد المحتار)

نماز جنازہ میں کتنی چیزیں سنت مؤکدہ ہیں؟

مسئلہ: نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں (۱) اللہ عزوجل کی حمد و ثناء (۲) نبی کریم روف و رحیم ﷺ پر دُرود شریف (۳) میت کے لئے دُعا۔

نماز جنازہ کا طریقہ:

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کی لوتک اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہے اور دُرود شریف پڑھے افضل ہے کہ وہ دُرود شریف پڑھے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھے جب بھی حرج نہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دُعائیں پڑھے جو احادیث مبارکہ میں وارد ہیں اور ماثورہ دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ امور آخرت سے متعلق ہو۔ (جوہر و نیر عالمگیر در مختار وغیرہ)۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ، جنازہ گاہ یا کھلی جگہ پر پڑھی جاتی ہے۔ میت کو سامنے رکھ کر اس کے وسط میں امام کھڑا ہو جاتا ہے اور پیچھے مقتدیوں کی تین، پانچ، سات طاق صفیں بنائی جاتی ہیں۔

میت: چار تکبیر نماز جنازہ، فرض کفایہ، ثناء اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے، دُرود

شریف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر، دُعا حاضریت کے لئے، پیچھے اس امام صاحب کے منہ طرف قبلہ شریف کے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

ثناء: سُبْحَنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَّاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ط

ثناء کے بعد امام صاحب اونچی آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں گے لیکن دونوں ہاتھ کانوں کی لوتک نہیں اٹھائیں گے۔ اسی طرح تمام مقتدی بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں گے مگر تکبیر آہستہ آواز سے کہیں گے بعد ازیں امام اور مقتدی بھی دُرود شریف پڑھیں گے۔

دُرود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ

دُرود شریف کے بعد تیسری تکبیر کہی جاتی ہے اور دُعا کی جاتی ہے۔

نماز جنازہ میں دُعا

مرد و عورت کے لئے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَآثَنَانَا اَللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْتَهُ بِمَا فَآخِيَهُ عَلٰی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰی الْاِيْمَانِ

”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غیر حاضر لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مُردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دے تو اُسے ایمان پر موت دے۔“

دُعا کے بعد چوتھی تکبیر **اللَّهُ أَكْبَرُ** کہہ کر دونوں ہاتھ گرا دیئے جائیں گے اور کھڑے کھڑے سلام پھیر لیا جائے گا۔ عام طور پر جس طرف سلام پھیرا جاتا ہے اسی طرف کا ہاتھ چھوڑا جاتا ہے یہ غلط ہے چوتھی تکبیر کے بعد دونوں ہاتھ دونوں طرف سلام پھیرنے سے پہلے گرانے چاہئیں۔

نماز جنازہ میں ہر مقتدی کو ثناء، دُرود شریف اور دُعا پڑھنا ہوتی ہے۔

تالیف لڑکے کے لئے دُعا **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا جَزَاءً وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا**

”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس بچے کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنائے۔“

تالیف لڑکی کیلئے دُعا **اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا جَزَاءً وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً**

”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس بچی کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش منظور کی ہوئی بنا۔“

والدین اور اولاد کے حقوق

ترتیب و اولاد

منیر احمد یوسفی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

پہلی ۱۵ روپے

تالیف

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہما، جامعہ طبرستان، قم، ایران

حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گنجیہ

مدرسہ اسلامیہ، لاہور

۱۱

پیشہ کا پتہ: جامع مسجد کیشہ - 977-B-III کمر لور (چاند) سکیم لاہور - 042-36846677

دفن مِیت

”دفن“ کے معنی ہیں ”چھپانا“ مگر یہاں مِیت کو قبرستان یا زمین میں گاڑنے (گاڑنے سے مراد سیدھا کھڑا کرنا نہیں بلکہ لٹا دینا ہے جیسے انسان سوتا ہے) یا دبا دینے کا نام دفن ہے۔ اسی لئے گڑھے ہوئے مال کو دفینہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہاتھ کو دفن کیا گیا۔

سب سے پہلا قتل اور دفن مِیت:

اس دنیا میں سب سے پہلا قتل قابیل نے کیا کہ اس نے اپنے بھائی حضرت اہیل کو قتل کر دیا۔ قتل (شہید کر دیا۔ قَطَوَعْتَ لَكَ نَفْسَهُ قَتَلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَاصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۱۰۔ ”تو اس (قابیل) کے نفس نے اُسے اپنے بھائی (حضرت ہاتھ کو قتل کر دیا تو اُسے قتل (شہید) کر دیا اور خسار پانے والوں میں ہوا۔“ (قتل چھڑکے مارے ہوئے، قتل کا کلمہ میں واقعہ ہوا۔ اُس وقت حضرت ہاتھ کی عمر تیس سال تھی۔ قتل کرنے کے بعد قاتل بچپن سے لگا کہ اب اپنے مقتول بھائی کی نعش کا کیا کروں؟ تو قَبِيعَتِ اللَّهُ عَرَابًا يَتَّبِعُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُؤَادِي سَوْءَ أَخِيهِ ۝ ”تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے ایک کو ابھیجا زمین کر دیتا کہ اُسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی نعش کو چھپائے۔“

قابیل کے سامنے دو کوئے لڑنے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوئے نے اپنی پونچھ اور پتھوں سے زمین کریدی اور ایک گڑھا بنا کر مرے ہوئے کوئے کو اس میں رکھا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ جب قابیل نے دیکھا کہ ایک کوئے نے دوسرے کو کس طرح دفن کیا ہے تو کہنے لگا یونہی اَعْبَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْعَرَابِ فَأُؤَادِي سَوْءَ أَخِي ۝ فَاصْبَحَ مِنَ التَّائِمِينَ ۝ ”ہائے خرابی

المائدہ: ۳۰۔ ع المائدہ: ۳۱۔

میں اس کو بے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی نعش کو چھپاتا تو بچھتا تا رو گیا۔
میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور
چاروں طرف دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔ (حاکمگیری) ۳

قبر کی قسمیں:

قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک بھٹی یعنی بھٹی دوسری شق یعنی صندوق۔
دونوں قسم کی قبریں جائز ہیں لیکن زمین مضبوط ہو تو بھٹی افضل ہے۔ "اس وجہ سے کہ
مردے پر مٹی گرنا اس میں نہیں ہوتا جو اکرام اور ادب کے خلاف ہے۔" ۵ یعنی
میت کے کفن پر مٹی گرنا درست نہیں۔

۱۔ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَخَذَهُمَا يَلْحَدُ
وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوْ لَا عَمَلٌ عَمَلَهُ فَجَاءَ الْاَلِدَى
يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۱

"مدینہ منورہ میں دو شخص تھے ایک بھٹی (قبر) کھودتا تھا دوسرا بھٹی نہیں
(بلکہ صندوق)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ان میں جو پہلے آئے، وہ اپنا کام کر لے تو بھٹی
کھودنے والا ہی (پہلے) آیا جس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بھٹی قبر کھودی۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صندوقی قبر منع نہیں اور نہ حضرت سیدنا
۳۔ قبر و دفن کا بیان بہار شریعت حصہ سوم۔ ۳ شق کے معنی یہ ہیں کہ اول مستطیل زیادہ چوڑائی
اور لمبائی کھودیں پھر اس کے درمیان میں دوسرا مستطیل لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زیادہ اور
چوڑائی میں میت کی جسمانی چوڑائی سے کچھ زیادہ کھودیں۔ گہرائی میں میت کے نصف قد یا پورے
قد کے مطابق کھودیں دوسرے مستطیل میں میت کو قبلہ رو رکھیں۔ پھر قبر کو تختوں وغیرہ سے بند کر کے
مٹی ڈالیں اور سطح زمین سے تقریباً ایک فٹ بلند رکھیں۔ یہی طریقہ شق ہے اور یہی پاکستان اور
برصغیر کا معمول ہے۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف: باب دفن میت)۔ ۵ حاشیہ ابن ماجہ از وحید
الزماں غیر مقلد جلد ۱ ص ۶۹۔ ۱۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۱۱۳ السنن الکبریٰ
للبیہقی جلد ۳ ص ۸۴۰۔

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے طویل القدر صحابی ایسی قبر نہ کھودا کرتے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم
ان دونوں کو پیغام نہ بھیجتے اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبر کھودنا جانتے تھے مگر وہ دونوں
حضرات قبریں کھودنے میں بہت مشاق تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول
کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُ لَنَا وَالشَّقُّ لِبَعِيْرِنَا ۱ یعنی بھٹی قبر
ہمارے لئے ہے، ہمارے سوا کے لئے صندوقی۔ (مطلب یہ کہ ہماری قبر انشاء
اللہ بھٹی ہوگی یعنی بھٹی۔ ہمارے علاوہ بعض امتوں کی قبریں صندوقی بھی ہوں گی۔
اگرچہ بھٹی قبر بہتر ہے لیکن صندوقی قبر ناجائز نہیں)۔

۳۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض وفات میں فرمایا: اَلْحَدُّوا لِيْ لِحْدًا
وَالنَّصْبُ عَلَيَّ اللَّيْنِ نَصْبًا كَمَا صَنَعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ۲ "میرے لئے بھٹی قبر
کھودنا اور مجھ پر بھٹی اینٹیں لکڑی کرنا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لئے کی گئیں۔"

بھٹی قبر یہ ہے کہ پہلے زمین کو سیدھا کھودا جائے پھر قبلہ کی جانب میت کے
جسم کے مطابق کھودائی کی جائے اور جو دروازہ سا بن جائے، اسے پکی اینٹوں یا پتھر
سے بند کیا جائے کیونکہ یہاں بلا وجہ پکی اینٹ لگانا لکڑی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے لئے خاص ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ
ہے مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ
مشیر ذی مختار)

مسئلہ: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو شنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور
انہیں بائیں کچی اینٹیں لگا دیں تو ہے کا تابوت مکروہ ہے۔ (بہار شریعت)

۱۔ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۲، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، ابن ماجہ ص ۱۱۲، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۵، السنن
الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۰۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، ابن ماجہ ص ۱۱۲، ۵۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص
۲۶۵، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔

مسئلہ: قبر کے اُس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہو کچی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ آمین! (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ)

دفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ ۙ ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے جنازے پر گئے، جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔“ ابن ماجہ میں وَزَادَ فِي إِخْرِهِ كَانَ عَلَى زَوْوَسِنَا الطَّيْرُ ۙ ”اس حدیث شریف کے آخر میں یہ زیادہ ہے (ہم ایسے بیٹھے کہ) گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے۔“

مسئلہ: میت کے دفن سے قبل بیٹھنا جائز ہے۔ ہاں اُس وقت ہر قسم کی دنیاوی گفتگو یا کھیل کود میں مشغول ہونا ہرگز نہیں جائز ہے۔ یا دالہی میں مشغول ہونا یا خوف قبر اور عذاب قبر کے خیال سے غور و فکر کے لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔

میت کو قبلہ شریف کی طرف سے قبر میں داخل کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأَسْرَجَ لَهُ بَسِيراً ۖ فَأَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَجِمَكَ اللَّهُ إِنَّ كُنْتَ لَا وَهَاتَا تَلَاةً لِلْقُرْآنِ ۙ ”نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ رات کے وقت قبرستان میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ جلا یا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے میت کو قبلہ کی طرف

۱۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، ابن ماجہ ص ۱۱۲، مشکوٰۃ ص ۱۳۹، نسائی حدیث نمبر ۲۰۰۱، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۷، مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۶۹۔ ۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۹۔ ۳۔ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۶۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۷، مشکوٰۃ ص ۱۳۸۔

سے لیا اور فرمایا، اللہ (تبارک و تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے تم بہت زاری کرنے اور تلاوت کرنے والے تھے۔“ (امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن فرمایا ہے)۔

مسئلہ: دُفِنَ مختار میں ہے، مستحب یہ ہے کہ میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کریں اس طرح کہ اُسی سمت سے اُتاریں۔ ۱۲

مسئلہ: عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اُتارنے میں مضائقہ نہیں (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثاء موجود نہ تھے ان ورثاء کو کھودنے کی اجازت ہے۔ کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا، منیٰ دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔ (بہار شریعت)

قبر میں کھیل ڈالنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جَعَلَ تَحْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُحَيْنٌ ذُفْنٌ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ ۙ ”جب رسول اللہ ﷺ کو قبر انور میں دفن کیا گیا تو آپ ﷺ کی قبر انور میں سرخ کھیل ڈالا گیا۔“

یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ کے غلام (شقران) بے تابانی میں قبر انور میں داخل ہوئے اور سرخ دھاری دار کھیل بستر کی طرح زمین پر بچھا دیا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اعتراض یا انکار نہیں کیا۔ لہذا یہ فعل شریف بالکل جائز ہوا۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ شہداء اور اولیاء اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے قبر میں کچھ چھانا درست نہیں، کیونکہ زمین نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ کا نہ تو جسم کھا سکتی ہے اور نہ ہی کفن و بستر، لہذا اس میں مال کا ضیاع نہیں۔

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندشیں کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ

۱۔ دُرِّ مَعْقَرِہ ص ۱۰۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۲۳، مطبع کتب خانہ رملوی (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔ ۲۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، حدیث نمبر ۲۰۱۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۳، مسلم حدیث نمبر ۹۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۴۸، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۵۵۔

کھولیں تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت، بحوالہ جوہرہ)

مسئلہ: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تحت لگانے تک قبر کو کپڑے سے چھپائے رکھیں نیز عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں۔ (بہار شریعت)

میت کو قبر میں اتارنے کے لئے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟

حضرت عامر شعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور انہوں نے ہی (حضور نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ کو) قبر انور میں رکھا۔ راوی کہتے ہیں: **مُرحَّبٌ أَوْ ابْنُ مُرحَّبٍ أَنَّهُمْ أَدْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عَلِيٌّ إِنَّمَا بَيَلَى الرَّجُلُ أَهْلَهُ ۝۱۴**

”مرحب یا ابن مرحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ جب فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر آدمی کے کام اُس کے گھر والے کیا کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں: **عَنْ أَبِي مُرَحَّبٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَانَ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُنَّا نَبْئُ الْبَيْتِ أَرْبَعَةً ۝۱۵**

”حضرت ابو مرحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ کی قبر انور میں اترے تھے۔ گویا میں اُن چاروں کو دیکھ رہا ہوں۔“ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ)۔

سرکار کائنات ﷺ کی قبر شریف پر سرخ بگری:

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **قُلْتُ: يَا أَمَاةَ اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَاحِبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَشَفْتُهُ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ، لَا مُشْرِفَةَ وَلَا لَا طِنَةَ مَبْطُوحَةٍ بِسَطْحَاءِ الْعَرَصَةِ الْحُمْرَاءِ ۝۱۶** میں نے (ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مومنینہ مفسرہ رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا: اناں جی! مجھے نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ کی قبر انور اور اُن کے ساتھیوں کی قبریں (کرہ کا دروازہ) کھول کر دکھائیں۔ آپ نے میرے سامنے تین (نورانی) قبروں کا دروازہ کھولا (تو میں نے دیکھا کہ مقدس) قبور نہ بہت اونچی تھیں اور نہ ہی زمین کے برابر تھیں۔ اُن پر میدان کی طرح سرخ بگری چھگی ہوئی تھی۔

اس سے معلوم ہوا قبر انور کی اوپر والی بیرونی سطح اول ہی سے محض کچی نہ تھی بلکہ اُس پر سرخ بگری چھگی ہوئی تھی۔

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ يُقَالُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُقَدَّمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۝۱۷ ”حضرت ابو علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آگے ہیں اور آپ ﷺ کے سر (مبارک) کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں (مبارک) کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) ہیں تو (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کا سر رسول اللہ ﷺ کے نورانی قدموں کے برابر ہے۔“

قبر میں اتار تے وقت کیا پڑھیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۱، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۶۹، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳ فتح الباری جلد ۲ ص ۳۲۸-۳۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳-

رواف ورجیم علیہ السلام جب میت کو قبر میں داخل فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ
وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸ دوسری روایت میں وَعَلٰی سُنَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ ۱۹ ابوداؤد میں اس طرح بھی ہے۔ بِسْمِ
اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ میت کو قبر میں اتارتے وقت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھتے تھے۔ حضور نبی کریم رواف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کو بے نفس نفیس قبر میں اتارا ہے اور یہ کلمات ہمیشہ پڑھتے تھے۔

قبر میں اتارتے وقت کا عمل:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اُن کی بیٹی کے جنازے میں شریک ہوا تو انہوں
نے اُس کو قبر میں اتارتے وقت کہا "بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ" اور جب قبر کے اوپر اینٹیں برابر کرنے لگے تو کہا "اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنْ
الشَّيْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنَبَيْهَا
وَ صَعِدِ رُوحَهَا وَ لَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا" اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کو
شیطان سے اور عذاب قبر سے بچا۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کی پسلیوں سے
زمین کو جدا رکھ (یعنی زمین مل کر اس کی پسلیاں نہ توڑے) اور اس کی روح کو (اعلیٰ
علیین میں) چڑھالے اور اپنی رضا مندی اس کو نصیب فرما۔ (راوی کہتے ہیں) میں
نے کہا اے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) یہ دُعا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی یا اپنی
رائے سے پڑھی۔ فرمایا: میں اپنی مرضی سے دُعا کرنے پر اختیار رکھتا ہوں کہ جو چاہوں
کہوں حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ میں نے اس دُعا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ ۲۱

۱۸ مسند احمد جلد ۵ ص ۵۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۲ ابن ماجہ ص ۱۱۲ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۰ مشکوٰۃ ص
۲۸۸ شرح الصدور ص ۱۰۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲ الفوائد المجموعۃ للشوکانی
حدیث نمبر ۲۶۷۷۷ السمعین الکبیر للطنطاوی جلد ۲ ص ۲۱۲ شرح الصدور ص ۱۰۸ ابن ماجہ ص ۱۱۲
اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۵۵۔

میت کو قبر میں کیسے رکھیں؟

میت کو قبر میں رکھنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ میت کو دائیں کروٹ لٹائیں اور
اُس کے پیچھے نرم مٹی یا ریت کا تکیہ سہنا دیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں۔ بدن کا
بوجھ ہاتھ پر نہ ہو اس سے میت کو ایذا ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے: اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَى مِنْمَا يَتَأَذَى بِهِ الْحَيُّ
"بے شک میت کو اُس سے ایذا ہوتی ہے جس سے زندہ کو ایذا ہوتی ہے"۔ اور اینٹ یا
پتھر کا تکیہ نہ چاہیے کہ بدن میں چھبیں گے۔ جہاں ایسا کرنے میں دقت ہو تو میت کو چھت
لٹا کر منہ قبلہ شریف کی طرف کر دیں۔ اب اکثر یہی معمول ہے۔ اگر معاذ اللہ کسی کے
مرنے والے کا منہ غیر قبلہ کی طرف رہا اور جسم سخت ہو گیا کہ پھر نہیں سکتا تو چھوڑ دیں اور
زیادہ تکلیف نہ دیں۔ قبر کا فرش سیدھا ہونا چاہیے اونچا نیچا نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی
اُصلوان کی صورت نہیں ہونی چاہیے ورنہ ختم میں ہے: وَيُسَوِّجُهُ اِلَيْهَا وَجُوبًا
وَيُسَبِّغِي كَوْنَهُ عَلٰی شِقَّةِ الْاَيْمَنِ ۲۲ واجب ہے کہ اُسے قبلہ رو کیا جائے اور
اُسے دائیں کروٹ پر ہونا چاہیے۔

سوال: قبر میں سے جس قدر مٹی نکلے وہ سب اُس پر ڈال دینا چاہیے یا قبر کو صرف
باشت یا سوا باشت اونچا کرنا چاہیے؟

جواب: صرف باشت بھر یعنی ایک فٹ یا کچھ زیادہ۔

کوہان نما قبر:

حضرت سفیان ثمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّهُ رَأَى قَبْرَ
النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسْتَحْصًا ۲۳ میں نے رسول کریم رواف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (انور)
دیکھی جو کوہان نما تھی۔ (اُصلوان نما جیسے اُونٹ کی کوہان)۔ اس حدیث شریف کی
بنام پر امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل
۲۲ ماخوذ از فتاویٰ رضویہ "باب دہن میت"۔ ۲۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲ مشکوٰۃ ص ۲۹ امرقاۃ جلد
۲ ص ۱۵۳ بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۰۔

رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبر و حلو ان نما بنانا بہتر ہے۔ غالب امکان ہے، حضرت سفیان رحمہم اللہ نے شروع زمانہ میں ہی قبر انور کی زیارت کی ہوگی۔ کیونکہ عہد صحابہ کرام رحمہم اللہ میں حجرہ مبارک کھلتا تھا اور قبر انور کی زیارت عموماً ہوتی تھی۔ ۲۴

قبر پر مٹی ڈالنا:

حضرت ابو ہریرہ رحمہم اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَحَنَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا ۖ ”رسول اللہ رحمہم اللہ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی، پھر قبر پر آئے تو اس پر سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی۔“

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دفن کے وقت قبر پر ہر مسلمان تین لپ مٹی ڈالے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمہم اللہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے مرسل راوی ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَفَا عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَفَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا ۖ ”نبی کریم رحمہم اللہ نے میت پر اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) سے تین لپ مٹی ڈالی۔“

قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟

مسند امام احمد میں ہے جب قبر پر مٹی ڈالی جاتی تو آپ رحمہم اللہ پہلے لپ پر (مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ) دوسرے پر (وَفِيْهَا نَعْبُدُكُمْ) اور تیسرے پر (وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى) پڑھتے۔ میت پر تین لپ مٹی دینا اور ان کلمات کو پڑھنا سنت ہے۔ ۲۵ باقی مٹی ہاتھ یا کھری یا پھاڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر پر ڈالیں البتہ جتنی مٹی قبر سے نکلی ہو وہ ساری مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، بحوالہ جوہرہ عالمگیری)

مسئلہ: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اسے جھاڑ دیں یا ہاتھ دھو ڈالیں اختیار ہے۔

۲۴ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۸-۳۹، ۲۵ ابن ماجہ ص ۱۱۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، ۲۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۹۴۔

مسئلہ: بحری جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل و کفن دے کر اور نماز پڑھ کر مسند میں ڈبویں۔ (بہار شریعت)

قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رَسَّ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الَّذِي رَسَّ الْمَاءَ فِي قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَاحٍ بِقُرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رِجْلَيْهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِالْمَاءِ إِلَى الْجِدَارِ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَنْ يَدُوْرَ مِنَ الْجِدَارِ ۖ ”نبی کریم رحمہم اللہ کی قبر انور پر پانی چھڑکا گیا۔ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح رحمہم اللہ تھے۔ آپ نے پانی چھڑکتے ہوئے سر ہانے کی طرف سے شروع کیا اور پاکی تک پہنچ گئے۔“

حضرت جعفر بن محمد رحمہم اللہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے مرسل راوی ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَسَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ اِبْرَاهِيْمَ ۖ ”نبی کریم رحمہم اللہ نے اپنے بیٹے (حضرت سیدنا) ابراہیم رحمہم اللہ کی قبر پر (پانی سے) پھڑکا دیا۔“

سوال: کیا عاشرہ کے دن پانی چھڑکنا بہتر ہے؟

جواب: عاشرہ کے دن پانی چھڑکنے کی تخصیص محض بے اصل و بے معنی ہے۔ اس کام کے لئے کوئی دن معین نہیں ہو سکتا۔ لیکن دفن کے بعد پانی چھڑکنا مستنون ہے۔ اگر وقت گزرنے کے ساتھ قبر کی مٹی کھر چکی ہو اور نئی مٹی ڈالی گئی اور کھرنے کا اندیشہ ہو تو اس غرض کے لئے قبر پر پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔ دُر مختار وغیرہ میں یہی علت بیان فرمائی گئی ہے تاکہ نشانی مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: اگر میت کو قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے کے بعد باران رحمت برے تو کیا پھر

۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۴۹، ۲۹ فتاویٰ دلائل النبوة جلد ۷ ص ۳۶۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱-۲۷۲، مشکوٰۃ ص ۱۴۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔

اور پانی ڈالنا چاہیے؟ کیا بارانِ رحمت سے فالِ حسن سمجھ سکتے ہیں کہ میت جلتی ہے؟
جواب: بارانِ رحمت فالِ حسن ہے۔ خصوصاً اگر خلافِ عادت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: انسان کے مرنے کے بعد سے دفن ہونے تک کون سے چالیس سوالات
میت سے ہوتے ہیں؟

جواب: میت سے تین سوالات دفن کے بعد ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے کوئی سوال
حدیث شریف میں نہیں آیا۔ (مفہوم فتاویٰ رضویہ شریف)

قبر پر تلاوتِ قرآن مجید:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے کہا
کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْضُرُوهُ
وَأَمْسِرُوا بِهِ إِلَى الْقَبْرِ وَلْيَقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقْرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ
بِخَاتِمَةِ الْبَقْرَةِ ۖ ج ۱ جب کوئی فوت ہو جائے تو اسے روکے نہ رکھو اس کو قبر تک
جلدی پہنچاؤ اور اس کے سر کے پاس کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ شریف کا شروع حصہ
پڑھو (اور تہنیتی کے لفظ ہیں اور قبر میں دفنانے کے بعد) قبر کے سر ہانے کھڑے ہو کر
سورۃ البقرہ کا شروع اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرہ کا آخری رکوع پڑھو۔

(یعنی سر کی جانب کھڑے ہو کر الم سے مُفْلِحُونَ تک اور پاؤں کی
جانب کھڑے ہو کر اَمِّنَ الرَّسُولُ سے آخر تک)۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے رجوع کا واقعہ:

ان (حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس
قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابو بکر رحمہ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایک جماعت نے نقل
کی ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

۱۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۳۹۰ المعجم الکبیر للطبرانی
جلد ۱۲ ص ۳۳۰ حدیث نمبر ۳۱۶۱۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ شرح الصدور ص ۷۰ امرقاۃ جلد ۲ ص ۱۷۱۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک
ایسا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن
مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جو ہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
ابو العبد اللہ (یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ
تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا وہ ثقہ (با اعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن
قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد حضرت
عبد الرحمن بن علاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ
جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی قبر کے پاس سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات مبارکہ
(الم سے ہم المفلحون تک) اور آخری حصہ (لله ما فی السموات سے
آخرت کے آخر تک) پڑھا جائے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
نے فرمایا: جاؤ اس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوطی حسن بن ہشیم بزاز نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد
علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا
وہ اس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔ اس
قبر کے ارد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا:

حضرت عمرو بن عاص رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: قَالَ لِأَيِّهِ
أَهْوَىٰ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ إِذَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَالِحَةً وَلَا نَارًا
فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشَنُّوا عَلَى التُّرَابِ شَنَاثِمَ أَقْبِمُوا حَوْلَ قَبْرِي
لَعْنًا مَا يُنْخَرُ جَزُورًا وَيَقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ
مَاذَا أَرَجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي ۖ ج ۲ انہوں نے بحالتِ موت یعنی فوت ہوتے
اپنے بیٹے سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ
کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ ہی آگ۔ اور جب تم مجھے دفناؤ تو مجھ پر آہستہ سے
۱۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ امرقاۃ جلد ۲ ص ۱۷۱۔ ۱۷۲۔

مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر (یعنی اتنی دیر) کھڑے رہنا جتنی در
اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بانٹ دیا جائے تاکہ تم سے مجھے انس ہو اور میں جان
لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟

اس سے معلوم ہوا میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے ارد گرد حلقہ باندھ کر
کھڑے ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر میں میت کو
حاضرین کی جان پہچان ہوتی ہے۔ ان کی موجودگی قبر کی وحشت کو دور کرتی ہے۔ قبر
پر کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنا، تسبیحات پڑھنا، میت کو تلقین کرنا کہ اس سے تکبیرین کے
سوالات کے جوابات دینے میں آسانی ہوتی ہے اور یہ سنت ہے۔ ۳۳

”بعد دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے“ مسنون ہے۔ جیسا کہ
محولہ بالا حدیث شریف میں ہے۔ اور زیادہ دیر یا زیادہ دنوں تک بیٹھنا ممنوع نہیں بلکہ
وہاں لغو بے ہودہ باتیں کرنے، ہنسنے، غفلت اور دل کو سخت کرنے والی باتیں اور حرکات
سے بچیں اور تلاوت، دُرودِ خوانی اور اعمالِ حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ امور موجب
نزولِ رحمت ہوتے ہیں اور زندہ لوگوں کے پاس ہونے سے مُردے کا دل بہلتا ہے۔
حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ
فَلْيَنْفَعْهُ ۚ ۳۴ ”تم میں جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو پہنچائے۔“

قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ہم رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے
ساتھ اُن کی طرف گئے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن پر نماز جنازہ پڑھ
لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور قبر بنا دی گئی تو: سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۳ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۹۷-۳۹۸ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۲۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷
۳۹۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۳۹-۳۳۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۹۳ (طی
قدیم) کنز العمال حدیث نمبر ۸۸۳۷۸-۸۸۳۷۹-۸۸۳۸۰-۸۸۳۸۱-۸۸۳۸۲

فَسَبَّحْنَا طَوْلًا لَمْ يَكُنْ فَاكْبَرْنَا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ
كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَائِقُ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَجَهُ
اللَّهُ عَنْهُ ۳۵ ”تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (بہت دفعہ) تسبیح پڑھی ہم نے
بھی طویل تسبیح پڑھی۔ پھر تکبیر کی تو ہم نے بھی تکبیر کی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) اولاً تسبیح پھر تکبیر کس لئے پڑھی گئی؟ فرمایا: اس نیک بندے پر قبر
نگھ ہو گئی تھی حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبر کشادہ فرمادی۔“

یہ تنگی قبر عذاب نہ تھا بلکہ قبر کا قانون اور پیار تھا۔ قبر مومن کو ایسے دباتی ہے
جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر دباتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت اور
تسبیح و تکبیر کے وسیلہ سے یہ تنگی دور ہو گئی۔

مسئلہ: قبر پر تکبیر و تسبیح پڑھنا میت کو مفید ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی
سنت ہے۔

مسئلہ: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ قبر کے اندر کا حال بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ
ﷺ کے لئے کوئی شے آؤ نہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نورانی قدموں کی
برکت سے قبر کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ یہ تکبیر و تسبیح ہماری تعلیم کے لئے تھی۔

ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرنا:

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ: أَخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَعْمِقُوا وَأَحْسِنُوا وَإِذْفِنُوا إِلَّا ثَلَاثِينَ
وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ وَقَدْ مَوُّوا أَكْثَرَهُمْ قُرْنَا ۳۶ نبی کریم رؤف ورحیم
ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا کہ چوڑی، گہری اور اچھی قبر کھودو، ایک قبر میں دو دو تین تین
دفن کرو۔ آج کل اجتماعی قبروں کا انکشاف کیا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ضرورت
کے وقت اجتماعی طور پر مُردوں کو دفن کرنا بھی سنت قرار پائے گا۔ فہموادئہ بروا۔

۳۵ نسائی جلد ۳ ص ۲۸۳ مشکوٰۃ ص ۲۶۱ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۶۰ مجمع الزوائد
جلد ۳ ص ۴۶ المسعوم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۳۱ حدیث نمبر ۵۳۳۶ مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۹۹-
۳۰۰ مشکوٰۃ ص ۲۸۸ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۱۵ ترمذی حدیث نمبر ۱۷۱۳

مسئلہ: میت کے لئے قبر خوب چوڑی ہونی چاہئے تاکہ اس میں جسم پھنسے نہیں اور قبر گہری بھی ہو۔ گہرائی مروے کے برابر یا کھڑے ہونے میں اس کے برابر ہو اور قبر کو اندر سے خوب صاف کر دیا جائے۔ اس میں کوئی کنکر، کاٹا وغیرہ نہ ہو۔ بعض عساق کہتے ہیں کہ قبر اتنی گہری ہونی چاہئے کہ قبر والا، قبر میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ السلام کی کھڑے ہو کر زیارت کر سکے۔

قبر کی پہچان کے لئے نشان رکھنا:

حضرت مطلب بن ابی وریقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ ابْنُ مَطْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَذُفِنَ أَمْرُ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمَلُهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعِيهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَعْلِمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَذْفِنُ إِلَيْهِ مِنْ مَّاءٍ مِنْ أَهْلِي ۚ ”جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور ان کی میت کو دفن کیا گیا تو نبی کریم رؤف ورحیم علیہ السلام نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم فرمایا۔ وہ پتھر کو (بھاری بھر کم ہونے کی وجہ سے) نہ اٹھا سکا تو رسول اللہ ﷺ ادھر تشریف لے گئے، اپنی (نورانی) آستینیں (مبارک) چڑھائیں حضرت مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے مجھے اس واقعہ کی خبر دی وہ کہتے تھے گویا اب رسول اللہ ﷺ کی (نورانی) کہنیاں (مبارک) دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے پتھر اٹھایا اور اسے قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اس لئے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگاتا ہوں کہ انہی کے پاس اپنے فوت ہونے والے گھر والوں کو دفن کروں گا۔“

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا نشان کے لئے قبور کو پتھر سے پختہ کر سکتے ہیں نیز سرہانے پر پہچان کے لئے پتھر گاڑ سکتے ہیں۔

۱۶۷ مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۳۹، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۱، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۲ (مختصر)، ابن ماجہ جلد ۱ ص ۱۱۳۔

قبر کو درست کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: انہوں نے فرمایا: جب ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکومت کے زمانے میں (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرہ مبارک کی دیوار لڑی تو جب اس کو بنانے لگے تو ایک پاؤں ظاہر ہوا (دکھائی دیا) فَقَفِرُوا وَظَنُوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ ۚ ”لوگ گھبرا گئے سمجھے کہ یہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ السلام کا نورانی قدم مبارک ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس قدم مبارک کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا ہرگز نہیں! اللہ (تعالیٰ) کی قسم یہ نبی کریم رؤف ورحیم علیہ السلام کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قدم پاک ہے۔“ بعد ازیں قبر مبارک کو درست کر دیا۔

سوال: قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کھل جائے یعنی اس کی مٹی الگ ہو جائے اور مردہ کی ہڈیاں ظاہر ہونے لگیں تو اس صورت میں قبر کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اس صورت میں اسے مٹی دینا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ستر مسلم ازم ہے۔

سوال: قبرستان میں بوجہ بہت ویرانہ کے میت کے ہڈیاں باہر نکل پڑیں تو ایسی حالت میں پختہ اینٹوں سے قبر از سر نو بنانی جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اُن ہڈیوں کو دفن کرنا واجب ہے اور میت کی قبر اوپر سے پکی کر سکتے ہیں۔

دفن کے لئے وصیت کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: وہ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کتاب المجازۃ حدیث نمبر ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷،

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہا اَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: لَا تَدْفِنِي مَعَهُمْ وَأَدْفِنِي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أَرَاكُمْ بِهِ أَبَدًا ۳۹ ”اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیت فرمائی کہ میرے فوت ہونے کے بعد مجھے ان کے ساتھ (یعنی حضور نبی کریم ﷺ ورفہ ورجیم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور حضرت عمر فاروق ﷺ کے ساتھ) نہ دفنانا بلکہ مجھے میری سوکنوں کے ساتھ (جنت البقیع) میں دفن کرنا میں نہیں چاہتی کہ آپ ﷺ کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے۔ یہ بات آپ نے تواضع کا اظہار کرتے ہوئے فرمائی۔

عَنْ عُمَرَو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، أَذْهَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ السَّلَامَ، ثُمَّ سَأَلَهَا أَنْ أَدْفِنَ مَعَ صَاحِبِي، قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَا وَثِرَتَهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ أَذِنْتُ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ الْمَضْجِعِ، فَإِذَا قَبِضْتُ فَأَحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِمُوا، ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنْتُ لِي فَأَدْفِنُونِي وَالْأُفْرُؤُنِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنْ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، فَسَمِيَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَبْشِرْ

۳۹ بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۱ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۷۷ عمدة القاری جلد ۲ ص ۸۲

جلد ۲ ص ۸۲

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ، كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتَخْلَفْتَ فَقَدَلْتَ، ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هَذَا كُلِّهِ، فَقَالَ: لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، أَوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأَوْصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ نَبَوْهُ وَالِدَارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئَتِهِمْ وَأُصِيبَ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوفَّى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَأَنْ لَا يَكْلَفُوا فَوْقَ طَائِفَتِهِمْ ۴۰

”حضرت عمرو بن ميمون ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے (امیر المؤمنین) حضرت (سیدنا) عمر ﷺ کو اُس وقت دیکھا (جب دوڑی ہوئے) انہوں نے فرمایا: اے عبداللہ ﷺ تو اُمّ المؤمنین حضرت (سیدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور عرض کر کہ (امیر المؤمنین حضرت) عمر ﷺ (آپ کو سلام کہتا ہے) پھر اُن سے عرض کر، کیا مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت ہے؟ حضرت عبداللہ ﷺ گئے اور ایسے ہی پیغام پہنچایا (اُمّ المؤمنین) حضرت (سیدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں اُن کو اپنے اوپر مقدم رکھوں گی۔ حضرت عبداللہ ﷺ لوٹ کر آئے تو حضرت سیدنا عمر ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر ﷺ نے فرمایا مجھ کو اس جگہ دفن ہونے کا بڑا خیال تھا، اتنا خیال کسی بات کا نہ تھا۔ جب میں مر جاؤں تو ایسا کرنا کہ میرا جنازہ اٹھا کر لے جانا اور اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور عرض کرنا کہ (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر ﷺ (آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں

۴۰ بخاری جلد ۲ ص ۱۸۲ کتاب الجنائز۔

دُفن کر دینا۔ دیکھو خلافت کا حقدار میں اُن چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول کریم رُوف و رحیم ﷺ وفات تک راضی رہے ہیں۔ پھر یہ لوگ جس کو خلیفہ بنائیں میرے بعد وہی خلیفہ ہے۔ اُس کی بات سننا اور اُس کا کہا ماننا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور ایک انصاری جو اُن کے پاس آیا وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی ہی خوشی ہے خوش ہو جائیں ایک تو اسلام میں آپ کا جیسا درجہ ہے وہ آپ جانتے ہیں پھر اس کے بعد خلیفہ ہونے تو انصاف کرتے رہے۔ پھر ان سب کے بعد شہادت ملی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے بیٹھے! میری تو یہ آرزو ہے کاش یہ خلافت برابر سر اتر جائے نہ کچھ مجھے ثواب ملے اور نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو۔ میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اُس کو وصیت کرتا ہوں کہ اگلے مہاجرین سے بھلائی کرتا رہے اُن کا حق پہچانے اور اُن کی عزت کا خیال رکھے اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرے جنہوں نے مدینہ منورہ میں جگہ لی اور ایمان پر ثابت قدم رہے یعنی اُن میں جو نیک ہے اُس کی نیکی کی قدر کرے اور جو اُن میں قصور کرے اُس کے قصور سے درگزر کرے میں خلیفہ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم رُوف و رحیم ﷺ کے ذمہ کا خیال رکھے اور (کافر) و مومن کا عہد پورا کرے اُن سے نہ لڑے، اُن کے سوا دوسرے کافروں سے لڑے اور طاقت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے نبی کریم رُوف و رحیم ﷺ سے عرض کیا: اِنْسِيْ لَا اَزَالِسِيْ اِلَّا سَاكُوْنَ بِعَدَاكَ فَتَاَدَنْ لِيْ اَنْ اُدْفَنَ اِلَى جَانِبِكَ قَالَ وَاِنِّيْ لَكَ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ مَا فِيْهِ الْاَقْبَرُ وَ الْقَبْرِ اَبَى بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ فِيْهِ

عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۝ ”میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے پاس رہنا چاہتی ہوں آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے قریب مدفون ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہاں صرف میری قبر اور (حضرت) ابو بکر اور (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ ہے؟ اسی لئے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے جب اُن سے لَمَّا طَلَبَ مِنْهَا اَنْ يُدْفَنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَعَهَا اَرَدَتْ لِنَفْسِيْ ۝ ”اس جگہ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دُفن کرنے کی اجازت چاہی گئی تو فرمایا: میرا اپنے لئے ارادہ تھا مگر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دُفن کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور اُن کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اِنَّ الْمَلِكَ الْمُؤْتَمِلَ بِالرَّحِمِ يَأْخُذُ النُّطْفَةَ فَيَجْعَلُهَا بِالشَّرَابِ الَّذِي يُدْفَنُ فِيْ بَقْعَتِهِ كَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ ”جس جگہ کسی نے دُفن ہونا ہو فرشتہ وہاں سے مٹی لے کر عورت کے رحم میں نطفہ پڑاتا ہے پھر مٹی اور نطفہ سے بچہ بنتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔“

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا:

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا نبی کریم رُوف و رحیم ﷺ کا نورانی عمل مبارک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رُوف و رحیم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَلْبَعْدَ بَانَ وَمَا يَعْدُ بَانَ فِیْ کَبِیْرٍ ”اِن کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی“
 ۱۔ عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۲۲۲-۲۲۳ عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۲۲۸ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰-۳۳۱
 ۲۔ عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۲۲۶

بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں“ (یعنی جن کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یہ باتیں تمہاری نظر میں بڑا گناہ نہیں، حقیر ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بڑے سخت گناہ ہیں جب ہی تو ان کو عذاب ہو رہا تھا)۔ اَمَّا اَحَدُ هُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاُخَرُ فَكَانَ يَمْسِي بِالْنَّمِيمَةِ“ ایک ان میں سے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا دوسرا چغل خور تھا“ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِبَصْفَيْنِ ثُمَّ غَوَّ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً۔“ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی سبز ٹہنی لی اُس کو دو میان سے چیر کر دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی۔“ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَا صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَنْسَا“ ۳۴ ”لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان کو عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔“

قائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے۔ لہذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب رسول کریم روف ورجیم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کے دفن میں لوگوں نے اختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے)؟ تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے کہ مَا قَبِضَ اللَّهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ اَذْفَنُوْهُ فِيْ مَوْضِعٍ فَرَّاشَهُ ۳۵ ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے کسی نبی

۳۴ بخاری حدیث نمبر ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵

وَتَعَالَى) اُسے قیامت کے دن عزت و کرامت کا لباس پہنائے گا۔

سوال: کسی ایمان والے کے مرنے کے بعد کب تعزیت کرنی چاہیے؟

جواب: فِي الْجَوْهَرَةِ ثُمَّ رَدَّ الْمُخْتَارَ هِيَ بَعْدَ الدَّفْنِ أَفْضَلُ مِنْهَا قَبْلُهُ ارج ۳۹ "جو ہر و پھر و المختار میں ہے۔" دفن سے پہلے تعزیت کی بجائے دفن کے بعد تعزیت بہتر ہے۔"

سوال: کیا دفن سے پہلے جبکہ گھر میں میت موجود ہو اہل میت کے لوگوں کے لئے کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: کھانا حرام نہیں غفلت حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: کیا مالک کی اجازت کے بغیر اُس کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے؟

جواب: مالک کی اجازت کے بغیر اُس کی زمین میں دفن کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ میت (یعنی مرنے والا) اگر اس کی وصیت یوں کر گیا کہ چاہے مالک اجازت دے یا نہ دے مجھے وہیں دفن کرنا وہ بھی سخت گنہگار ہے۔ اس میں اتحقاق عذاب ہے۔ مالک کو اختیار ہے میت کی نعش نکال دے اور اپنی زمین میں نکال کرے یا نعش رہنے دے اور قبر برابر کر کے اس پر جو چاہے بنائے چلے پھرے تصرف کرے کہ قبر کی جو احادیث مبارکہ ہیں ایسی ناجائز قبر کے لئے نہیں ہیں۔ رسول کریم

رؤف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ ۵۰ "کسی ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں۔" و المختار میں ہے لَا يُخْرِجُ مِنْهُ بَعْدَ إِهَالَةِ الشَّرَابِ إِلَّا لِحَقِّ اذْمِئْتِ كَانَ تَكُونُ الْأَرْضُ مَغْضُوبَةً وَيُخَيَّرُ الْمَالِكُ بَيْنَ اخْرَاجِهِ وَمَسَاوَاتِهِ بِالْأَرْضِ ۵۱ "مٹی ڈالنے کے بعد میت کو قبر سے نہ نکالا جائے گا مگر کسی آدمی کے حق کے باعث مثلاً یہ کہ زمین غصب کی ہوئی ہو اور مالک اختیار ہوگا کہ مردہ کو باہر نکالے یا قبر زمین کے برابر کر دے۔" (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ)

۳۹ رد المحتار باب الصلوة الجائز جلد ۱ ص ۶۰۳۔ ۵۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۸۱ ترمذی حدیث نمبر ۱۳۲۸ اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۳۲، ۹۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۱۳۱۔ ۵۱ ص ۱۹ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۴ دار قطنی جلد ۳ ص ۳۶ جلد ۳ ص ۲۱۷ تلخیص الحیر جلد ۳ ص ۵۳۔ ۵۴ در مختار جلد ۱ ص ۱۲۶۔

یاف) یہ اصل حکم فقہی ہے مگر ایک تو مسلمان نرم دل ہوتا ہے اور دوسرے مسلمان صوبہ صابیت پر رحم دل ہوتا ہے: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى رَحِمَاءَ بَيْنَهُمْ ۵۲ اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ وہ آپس میں رحم دل ہیں۔ اگر وہ درگزر کرے گا اللہ عزوجل اُس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ رب ذو الجلال والاكرام کا فرمان عظیم ہے: أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۵۳ "کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں بخشے؟"

اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر احسان کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر احسان فرمائے گا۔ اگر وہ اپنے مردہ بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ ۵۴ "جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا (اللہ تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔" اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی زندگی اور موت میں اُسے احترام بخشے گا۔ اللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ ۵۵ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔"

جن ساعتوں میں مردوں کو دفن کرنا منع ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نَصْلِيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْفَعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهْرِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضِيفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ ۵۶ "تین ساعتیں ایسی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔"

- ۱۔ جب کہ سورج نکل رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔
- ۲۔ ٹھیک دوپہر کو (زوال کے وقت) یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔
- ۳۔ جب سورج ڈوبنے لگے۔"

۵۲ الفتح ۲۹۔ ۵۳ التور ۲۲۔ ۵۴ مشکوٰۃ ۳۲۲۔ ۵۵ مسلم جلد ۲ ص ۳۳۵۔ ۵۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۰ مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۔

انسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے:

۱۔ بزاز علیہ الرحمہ، اور حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی اپنی کتابوں اور تہذیبی علیہ الرحمہ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ سے گزرے تو دیکھا کہ چند لوگ قبر کھود رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اُس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا: ایک شخص حبش سے آیا تھا تو وہ یہیں فوت ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَمِيقٌ مِنْ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ حَتَّى دُفِنَ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا ۖ ۵۷ ”اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اس کو اس کی اپنی زمین سے نکال کر اس مٹی (یعنی زمین) کی طرف بھیجا گیا ہے جس سے یہ پیدا ہوا تھا۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: إِنْ حَبَشِيًّا دُفِنَ فِي الْمَدِينَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دُفِنَ بِالطَّيْنَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا ۖ ۵۸ ”ایک حبشی مدینہ (منورہ) میں دفن ہوا تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اُسی میں دفن ہوا۔“

۳۔ حضرت مطرب بن عکاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بَارِضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً ۖ ۵۹ ”جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کسی بندے کی موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اُس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اُس زمین کی طرف پیدا فرما دیتا ہے۔“

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کی موت، جس زمین میں لکھی ہوتی ہے، تو اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کام کے بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اُس کی روح وہاں نکلتی ہے، تو قیامت کے روز زمین کہے گی (اے اللہ جل جلالک) یہ تیری

۵۷۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۱، شرح الصدور ص ۱۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۶۸۰۳۷۔ ۵۸۔ شرح الصدور ص ۱۰۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۲، کنز العمال حدیث نمبر ۶۸۰۳۷۔ ۵۹۔ شرح الصدور ص ۱۰۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۳۷۔ ۶۱۳۶، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۶۸۰۳۷۔

سات ہے۔“ ۶۰

سوال: کیا قبرستان ہاشدگان قرب وجوار کے لئے مضر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شریعت مطہرہ نے قبر کا گہرا ہونا اسی واسطے رکھا ہے کہ زندوں کی صحت کو ضرر نہ پہنچے۔ ورنہ اگر قبرستان میں ہے حُفِرَ قَبْرُهُ مِقْدَارَ نَضْبِ قَامَةٍ فَإِنْ زَادَ فَحَسَنَ ۖ ۶۱ میت کی قبر قد کے برابر کھودی جائے اگر زیادہ ہو تو اچھا ہے۔ ”روا مختار میں ہے: وَإِنْ زَادَ إِلَى مِقْدَارِ قَامَةٍ فَهُوَ أَحْسَنُ كَمَا فِي الذَّخِيرَةِ وَهَذَا حَدُّ الْعَمَقِ وَالْمَقْصُودُ مَنَعُ الرَّائِحَةِ فِي مِنْهُ وَنَبَشِ السَّبَاعِ ۖ ۶۲ ”اگر قد کی مقدار سے زیادہ کیا تو زیادہ اچھا ہے جیسا کہ ”ذخیرہ“ میں ہے اور یہ گہرائی کی حد ہے۔ اس کا مقصد بدبو روکنے اور درندوں کے اکھاڑنے سے بچانے میں مبالغہ ہے۔“ ہزاروں لاکھوں آدمی مقابر کے قریب بستے ہیں بلکہ ہزاروں وہ ہیں جن کا پیشہ ہی تکیہ داری یا قبور کی مجاورت ہے۔ اُن کی صحت میں تو کوئی فرق نہیں آتا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

میت کو دفنانے کے بعد وصیت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ مِنْ إِخْوَانِكُمْ فَسَوِّتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ لِيَقُمْ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ الْقَبْرِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلَا يُجِيبُ ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ يَسْتَوِي قَاعِدًا ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَوْشَدْنَا رَحِمَكَ اللَّهُ، وَلَكِنْ لَا نَشْعُرُونَ، فَلْيَقُلْ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَوْشَدْنَا رَحِمَكَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْتَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا فَإِنَّ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا

۶۰۔ شرح الصدور ص ۱۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۷۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۱۔ ۶۱۔ مختار باب صلوة الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۳ (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔ ۶۲۔ روا مختار باب صلوة الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۳۔ (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔

يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ وَيَقُولُ: اِنْتَطَلِقْ بِنَامَا نَقْعُدُ عَنْكَ مَنْ لَقِنَ حُجَّتَهُ فَيَكُونُ اللَّهُ حَاجِبَهُ ذُوْنَهُمَا: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْ أُمُّهُ؟ قَالَ يَنْسِبُهُ إِلَى حَوَاءَ يَا فَلَانُ بْنُ حَوَاءَ ۚ ۱۳

”جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی تم

کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے اے فلاں ابن فلاں (اس موقع پر خصوصی طور پر ماں کی طرف نسبت کی جائے گی جبکہ قیامت کے دن والد کے نام پر پکارا جائے گا) مرد وہ بات سنے گا لیکن جواب نہیں دے گا پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو میت کہے گی کہ اللہ (ﷻ) تجھ پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو وہی کلمہ کہنا چاہئے کہ وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ (ﷻ) کو اپنا رب مانا اور اسلام کو دین اور حضرت محمد (ﷺ) کو نبی (ﷺ) اور قرآن مجید کو امام مان لیا ہے۔ پس ایسا کہنے پر منکر کبیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا تو اُسے جناب حواء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف منسوب کر دے اور کہے اے فلاں بن حواء۔

قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیت کرنا:

ابن مندہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوامامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے: اُنہوں نے بیان فرمایا ہے: إِذَا مِتُّ فَدَفَنْتُمُونِي فَلْيَقُمْ إِنْسَانٌ عِنْدَ رَأْسِي فَلْيَقُلْ يَا صَدِيقِي ابْنُ عَجَلَانَ أَذْكَرُ مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا شَهَادَةً ۚ ۱۴

۱۴ شرح الصدور ص ۱۰۸ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۸ ص ۲۹۸ تخفیف الجہر جلد ۳ ص ۱۳۵ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۲ جلد ۳ ص ۲۵ کفر الممال حدیث نمبر ۳۲۲۰۶ ۳۲۲۰۳ ۳۲۲۰۴

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ۚ ۱۵

”جب میں مر جاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو تو ایک شخص میری قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے اے صدیق بن عجلان اس کلمہ کو یاد کرو جو تم دنیا میں پڑھتے تھے یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ)۔

قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہئے؟

حضرت سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمہ بن حبیب سے اور سلیم بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ: إِذَا سَوَى عَلَى الْمَيِّتِ قَبْرَهُ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ قَبْرِهِ يَا فَلَانُ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَا فَلَانُ قُلْ رَبِّي اللَّهُ وَدِينِي الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۚ ۱۵

”جب میت کی قبر بن چکے اور لوگ وہاں سے جانے لگیں تو یہ کہنا مستحب ہے کہ اُس وقت میت سے کہا جائے اے فلاں تین مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو اور (یکہ) اے فلاں کہہ میرا رب اللہ (جل جلالہ) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد (ﷺ) میرے نبی (ﷺ) ہیں پھر آ جائیں۔“

مستحب اعمال:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ”شرح الصدور“ میں ”آجری“ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر بیٹھ رہنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کی طرف متوجہ ہو کر اس کے لئے دُعا کی جائے۔

اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَقَدْ أَحْسَنْتَهُ لِنَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ فَتَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْآخِرَةِ كَمَا ثَبَّتَهُ فِي الدُّنْيَا اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَالْحَقِّقْهُ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا تُصَلِّنا بَعْدَهُ وَلَا تُحَرِّمْنا أَجْرَهُ ۚ ۱۶

”یا اللہ یہ تیرا بندہ ہے تو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اور ہم اس

کو اچھا ہی سمجھتے تھے۔ یا الہی تُو نے اس کو سوال کے لئے بٹھایا ہے، یا الہی اس کو قولِ ثابت سے ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ دنیا میں تُو نے اس کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔ یا الہی اس پر رحم فرما اور اپنے نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ کی ملاقات (وزیارت) اسے نصیب فرما اور ہم کو اس کے بعد گمراہ نہ کر اور اس کے اجر سے محروم نہ فرما۔

حضرت امام حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ دُفن کے بعد میت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دُعا کرنا میت کی مدد ہے، بالخصوص جماعت کی نماز کے بعد، کیونکہ مسلمانوں کی جماعت لشکر کی طرح ہے جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو اور میت کے لئے ہولنا کی، یہ وقت ہولنا کی ہے کیونکہ یہ سوال کا وقت ہے۔ ۶۸

خطابِ قبر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے مصطفیٰ پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کئی بندوں کو دیکھا وہ ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَكْثَرُ مَا ذُكِرَ هَذَا ذَمُّ اللَّذَّاتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمَ لَا تَكَلِّمُ فِيهِ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرَبَاءِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ الشَّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ فَإِذَا ذُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتُ لَا حَبَّ مِنْ يَمْسِي عَلَى ظَهْرِي إِي فَإِذَا وَلَيْتُكَ الْيَوْمَ فَسَتَرِي صَنِيعِي بِكَ فَيَسْتَعِ لَه مَدْبُورُهُ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابُ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِذَا ذُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتُ لَا بَعْضَ مِنْ يَمْسِي عَلَى ظَهْرِي إِلَى فَإِذَا وَلَيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتُ إِلَيَّ، فَسَتَرِي صَنِيعِي بِكَ قَالَ: فَيَلْتَنِمُ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفُ أَصْلَافُهُ قَالَ: فَآخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصَابِعِهِ فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جُوفِ بَعْضٍ قَالَ وَيَقْبِضُ اللَّهُ لَهُ سَبْعُونَ تَبِينًا لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَّا

۶۸ شرح الصدور ص ۱۰۹

بَقِيَّتِ الدُّنْيَا فَتَنْهَشُهُ وَتَتَخَذُ شُهُ حَتَّى يَقْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ ۶۹۔ ”اگر تم لڑتوں کو توڑنے والی (موت کو) بہت یاد کرو تو تمہیں اس سے باز رکھے جس میں میں تمہیں دیکھتا ہوں۔ سو بہت یاد کرو موت کو، یہ لڑتوں کو توڑنے والی چیز ہے۔ اس واسطے کہ قبر ہر روز کھتی ہے (تم اپنا وطن چھوڑ کر میرے اندر آگے) میں تمہاری اور مسافر کی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب بندہ مومن کو قبر میں دُفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے خوش آمدید کہتی ہے (مرحبا واهلا) اور کہتی ہے میری پشت پر چلنے والوں میں سے تو بہت پیارا تھا، اب تو میرے اندر آیا ہے اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھے گا۔ پھر وہ قبر اس کے لئے تاحید نگاہ کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر و کافر آدمی دُفن ہوتا ہے تو قبر ناراضگی کا اظہار کرتی ہے اور کہتی ہے تجھے یہاں آنا مبارک نہ ہو میری پشت پر جو لوگ چلتے تھے تو ان میں سب سے بُرا شخص تھا۔ اب تو میرے اندر آگیا ہے، اب میں تجھے اپنا کام دکھاتی ہوں۔ اُس وقت قبر (کی دیواریں اس پر) مل جائیں گی اور اس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف جھنس کر نکل جائیں گی۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ اُس پر ستر اڑو مے مقرر فرما دیتا ہے اُن میں سے اگر کوئی ایک اڑوہا بھی زمین پر پھونک مار دے تو زمین پر کبھی سبزہ نہ اُگے۔ ایسے اڑوہے اُسے قیامت تک کا ستر رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ ”بے شک قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: هَذَا الَّذِي تَحْرُكُ لَهُ الْعُرْشُ، وَفِي حُثِّ لَهُ

۶۹ شرح الصدور ص ۱۱۵، ترمذی جلد ۲ ص ۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۳۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۵۲، کنز العمال للہندی حدیث نمبر ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱۔

أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مَلَكًا لَقَدْ ضَمُّ ضَمَّةً ثُمَّ
فَرَّجَ عَنْهُ ۝ يٰ (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہے جس کے لئے عرش
حرکت میں آیا اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
چنانچہ میں شریک ہوئے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (قبر نے) قانونِ فطرت کے
مطابق دہایا۔ (اس سے معلوم ہوا قبر ہر میت کو دہاتی ہے اگرچہ انتہائی درجے کی صالح
کیوں نہ ہو۔ مومن اور صالح بندے کو اس کے دہانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا جبکہ کافر
اور منافق کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں)۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے
وصال پر عرشِ عظیم کے پلنے کی کثیر تعداد میں احادیث وارد ہیں۔ اے جن کے راوی
حضرت ابوسعید، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معقیب اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

قانونِ قدرت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں تَوَفَّيْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ
رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَخَرَجْنَا مَعَهُ فَرَأَيْنَاهُ مُهْتَمًّا شَدِيدًا الْحُزْنَ فَتَقَعَدَ
عَلَى الْقَبْرِ هَنِئَةً وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ نَزَلَ فِيهِ فَرَأَيْنَاهُ
يَبْزُذُ إِذَا حُزْنَا ثُمَّ خَرَجَ فَرَأَيْنَاهُ سَرِيًّا عَنْهُ وَتَبَسَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ:
كُنْتُ إِذْ كُنْتُ ضَيْقُ الْقَبْرِ وَغَمُّهُ وَضَعْفَ زَيْنَبَ فَكَانَ ذَلِكَ يَشْقِي
عَلَيَّ لَقَدْ عَوْتُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهَا فَفَعَلَ وَلَكِنْ ضَغَطَهَا ضَغْطَةً
سَمِعَهَا مِنْ بَيْنِ الْخَافِقَيْنِ إِلَّا الْإِنْسُ وَالْجِنُّ ۝ ۲

”جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں

۱۔ شرح الصدور ص ۱۱۰، مشکوٰۃ ص ۲۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص
۱۰، اے مستدرک جلد ۳ ص ۲۱۶، ۲۲، ۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۳۲، مستدرک حاکم جلد
۳ ص ۲۰۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۸۶، شرح النبی جلد ۷ ص ۲۴۷، بخاری حدیث نمبر
۳۸۰۳، مسلم حدیث نمبر ۱۰۲۳۶۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۹۳، المعجم
الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۰، باب احقر العرش لموت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۲، شرح الصدور ص
۱۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۵۷، جلد ۲ ص ۳۳۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۷، کنز العمال
حدیث نمبر ۲۲۵۳۶، ۲۲۵۳۷، ۲۲۵۳۸۔

تو ہم رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جنازہ کے لئے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو (شفقتِ پدری کی بنا پر) پریشانی ہوئی اور بہت غمگین ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر
(حضرت سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی) قبر کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف
دیکھتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے بٹے تو غم زیادہ ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم
ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے مسکرائے۔ (راوی فرماتے ہیں) ہم لوگوں نے اس کی
وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قبر کے دہانے کو یاد کر رہا تھا
اور اپنی بی بی کی کمزوری کا خیال ہوا۔ یہ بات میرے لئے باعثِ غم ہوئی، میں نے اللہ
تبارک و تعالیٰ سے دعا کی کہ اس پر تخفیف اور آسانی ہو تو دعا قبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر
نے (حضرت) سیدہ بی بی زینب (رضی اللہ عنہا) کو اتنا دہایا کہ اس کے دہانے کی
آواز کو انس و جن کے علاوہ مشرق سے مغرب تک ہر ایک نے سنا۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْهَا نَاجِيًا لَنَجَا مِنْهَا
سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ ۝ ۳ (قبر (ہر ایک کو) دہاتی ہے اور اگر اس سے کسی کو نجات مل سکتی
تھی تو (حضرت) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بچہ دہن کیا گیا تو رسول کریم
رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ أَفْلَتْ أَحَدٌ مِنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَا قَلْتُ
هَذَا الصَّبِيُّ ۝ ۳ (اگر قبر کے دہانے سے کوئی بچہ نکلتا ہے تو یہ بچہ جاتا۔)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِنَّ الْآتِيَسَاءَ
لَا يُضْغَطُونَ ۝ ۵ (انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور ان کو نہیں دہاتیں۔)

ابوالقاسم علیہ الرحمہ نے ”کتاب الروح“ میں کہا ہے: لَا يَنْجُو مِنْ
ضَغْطَةِ الْقَبْرِ الصَّالِحُ وَلَا طَالِعٌ غَيْرُ أَنْ الْفَرَقَ بَيْنَ الْمُسْلِمِ

۱۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۶، شرح الصدور ص ۱۱۰، مستدرک جلد ۸ ص ۹۸، ۵۵، بشکل الآثار جلد
۱ ص ۷۰، المبدای والنہای جلد ۱ ص ۱۲۸، ۴، شرح الصدور ص ۱۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳
ص ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، شرح الصدور ص ۱۱۳۔

وَالْكَافِرِ دَوَامُ الضَّغْطَةِ لِلْكَافِرِ وَحُصُولُ هَذِهِ الْحَالَةِ لِلْمُؤْمِنِ فِي
أَوَّلِ نَزْوِلِهِ إِلَى قَبْرِهِ ثُمَّ يَعُودُ إِلَى الْأَنْفَسَاجِ لَهُ فِيهِ قَالَ: وَالْمُرَادُ
بِضَغْطَةِ الْقَبْرِ الْبَقَاءَ جَانِبَيْهِ عَلَى جَسَدِ الْمَيِّتِ ۖ يَكُونُ فَرْقٌ بَيْنَهُمَا بِحَالَتِهِمَا
نَدَاجِحِهِ مَحْفُوظٍ رَهْنِ كَيْفِ نَزْوِلِهِ، لَكِنْ فَرْقٌ بَيْنَهُمَا بِحَالَتِهِمَا بِحَالَتِهِمَا
مُسْلِمَانِ كَوَائِدِائِهِمْ فِي قَبْرِ دِهَانِ كِيٍّ اور پھر فراموش ہو جائے گی اور قبر کے دہانے سے مراد یہ
ہے کہ اس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے۔ حضرت امام حکیم ترمذی علیہ
الرحمۃ فرماتے ہیں: سَبَبُ هَذِهِ الضَّغْطَةِ أَنَّهُ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ أَلَمَ
بِخَطِيئَتِهِ مَا، وَإِنْ كَانَ صَالِحًا، فَجَعَلَتْ هَذِهِ الضَّغْطَةُ جَزَاءً لَهُ، ثُمَّ
تُذَكِّرُهُ الرَّحْمَةُ قَالَ أَوْ أَمَّا الْأَنْبِيَاءُ فَلَا نَعْلَمُ أَنَّ لَهُمْ فِي الْقُبُورِ
ضَمَّةً وَلَا سُؤَالَ لِعِصْمَتِهِمْ ۖ كَيْفَ قَبْرُكَادَانَا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ
کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس سے کوئی نہ کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے لیکن انبیاء کرام علیہم
السلام معصوم ہیں نہ تو ان کو قبر دہاتی ہے اور نہ ہی ان سے سوال ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا، محمد بنی سے بیان کرتے ہیں: كَانَ يُقَالُ إِنَّ ضَمَّةَ الْقَبْرِ
إِنَّمَا أَصْلُهَا أَنَّهَا أَمَّهُمْ، وَمِنْهَا خَلَقُوا، فَغَابُوا عَنْهَا الْغَيْبَةُ الطَّوِيلَةَ
فَلَمَّا رُذِّ إِلَيْهَا أَوْلَاذُهَا ضَمَّتْهُمْ ضَمُّ الْوَالِدَةِ الَّتِي غَابَ عَنْهَا وَلَدُهَا
ثُمَّ قُدِّمَ عَلَيْهَا، فَمَنْ كَانَ لِلَّهِ مُطِيعًا ضَمَّتْهُ بِرَأْفَةٍ وَرَفْقٍ وَمَنْ كَانَ
عَاصِيًا ضَمَّتْهُ بِعَنْفٍ سَخَطًا مِنْهَا عَلَيْهِ لَوَبَّهَا ۖ كَيْفَ قَبْرُكَادَانِ کی
اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اس سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ تک اس سے غائب
ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو وہ ان کو بالکل اسی طرح دہاتی ہے جیسے ماں اپنے مدت
سے بچہ پھڑے ہوئے بچے کو دہاتی ہے تو جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا ہے اس کو
بطور محبت اور جو نافرمان ہوتا ہے اسے بطور تاراجی دہاتی ہے۔

قبر کا دہانا ماں کے دہانے کی طرح ہے:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضرت علامہ بیہقی، حضرت

ابن مندہ، حضرت دیلمی اور حضرت ابن نجار رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے ایک روایت
نقل کی ہے جس کے راوی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ہیں کہ (أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ)
حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ مُنْذُ يَوْمٍ
خَدَعْتَنِي بِصَوْتِ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ وَضَغْطَةِ الْقَبْرِ لَيْسَ يَنْفَعُنِي شَيْءٌ
قَالَ: "يَا عَائِشَةُ! إِنَّ أَصْوَاتَ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ فِي أَسْمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ
كَأَنَّهَا لَا تَمِدُّ فِي الْعَيْنِ، وَإِنَّ ضَغْطَةَ الْقَبْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ، كَأَنَّهَا
الشَّفِيقَةَ يَشْكُوا إِلَيْهَا ابْنُهَا الصَّدَّاعُ، فَتَغْمِزُ رَأْسَهُ غَمَزًا رَفِيقًا،
وَلَكِنْ يَا عَائِشَةُ! وَيْلٌ لِلشَّاكِينَ فِي اللَّهِ كَيْفَ يَضْغَطُونَ فِي
قُبُورِهِمْ كَضَغْطَةِ الصَّخْرَةِ عَلَى الْبَيْضَةِ ۖ كَيْفَ" (یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک وسلم) جب سے آپ ﷺ نے منکر و نکیر کی آواز اور قبر کے دہانے کا ذکر فرمایا
ہے مجھے کسی چیز میں لذت نہیں آتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ
عنہا) منکر و نکیر کی آواز مؤمنین کے کانوں میں ایسی ہے جیسے اشد کا سرمہ آنکھوں میں اور
قبر کا دہانا ان کے لئے ایسا ہی ہے جیسا ماں اپنے بچے کا سر دہاتی ہے جس کے سر میں
درد ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے
ہلاکت ہو۔ قبر ان کو ایسے کچلے گی جیسے پھراندے کو کچلتا ہے۔

قل هو اللہ شریف کی برکتیں:

حضرت عبداللہ بن خثیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم
ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي
يَمُوتُ فِيهِ لَمْ يَفْتَنْ فِي قَبْرِهِ وَآمِنَ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، وَحَمَلَتْهُ
الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَكْفِهَا حَتَّى تَجِيزَهُ مِنَ الصِّرَاطِ إِلَى بَابِ
الْجَنَّةِ ۖ "جو اپنی بیماری میں قل هو اللہ احد پڑھے گا اور اسی بیماری میں فوت ہو

جائے تو وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور قبر بھی نہیں دہائے گی اور قیامت کے دن
۹ شرح الصدور ص ۱۱۳۔ ۱۰ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۳۵، شرح الصدور ص ۱۱۳، قرطبی جلد ۱۰ جز
۲۰ ص ۲۳۹۔

ملاحظہ فرمائیے اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر پل صراط سے پار کرا دیں گے۔

قبر پر تلقین:

ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں: مَا جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ قَبْرُهُمَا
وَالْيَ الْآنَ مِنْ تَلْقِينَ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ وَلَوْ لَا أَنَّهُ يَسْمَعُ ذَلِكَ
وَيَنْتَفِعُ لَهُ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ فَائِدَةٌ وَكَانَ عَبَثًا ۱۸ "لوگوں کا قدیم سے عمل
جاری ہے کہ قبر میں میت کو تلقین کی جاتی ہے اور اگر وہ (صاحب قبر) نہ سنتا ہوتا اور
تلقین سے اسے فائدہ نہ ہوتا تو تلقین کرنی بے فائدہ اور بے کار ہوتی۔" وَقَدْ
سُئِلَ مِنْهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَاسْتَحْسَنَهُ وَاجْتَنَبَ عَلَيْهِ
بِالْعَمَلِ ۱۹ "اس سلسلہ میں حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا تو آپ نے
تلقین کو اچھا عمل کہا۔ لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑی۔"

طریقہ تلقین:

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے "المعجم" میں حدیث شریف نقل کی
ہے کہ میت کو اس طرح تلقین کرنی چاہئے۔

ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں فَهَذَا الْحَدِيثُ وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ فَاتِّصَالُ
الْعَمَلِ بِهِ فِي سَائِرِ الْأَمْصَارِ وَالْأَعْصَارِ مِنْ غَيْرِ انْكَارِ كَافٍ فِي
الْعَمَلِ بِهِ، وَمَا جَرَى إِلَيْهِ مُبْحَاثَةُ الْعَادَةِ قَطُّ بِأَنَّ أُمَّةً طَبَقَتْ
مَسَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبًا وَهِيَ اكْتَمَلُ الْأُمَمِ عُقُولًا وَأَوْفَرَهَا
مَعَارِفَ، تَطْبِقُ عَلَى مُخَاطَبِهِ مَنْ لَا يَسْمَعُ وَلَا يَعْقِلُ وَتَسْتَحْسِنُ
ذَلِكَ لَا يُنْكِرُهُ مِنْهَا مُنْكَرٌ بِهِ سَنَهُ الْأَوَّلَ لِلْآخِرِ وَيَقْتَدِي فِيهِ
الْآخِرُ بِالْأَوَّلِ فَلَوْلَا أَنَّ الْمُخَاطَبَ يَسْمَعُ وَالْأَوَّلَ كَانَ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ

۱۸ کتاب الروح ص ۱۵ (کتاب الروح غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن
قیم الجوزی کی کتاب ہے۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم الجوزی صاحبان غیر مقلدین میں معتبر شخصیات
ہیں۔ غیر مقلدین کو ان کی باتیں ماننے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہئے۔ لہذا موجودہ دور کی من
گھڑت باتوں کو چھوڑ کر حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔ (ادارہ) ۱۹ کتاب الروح ص ۱۶۔

الْخَطَابِ لِلشَّرَابِ وَالْخَشَبِ وَالْحَجَرِ وَالْمَعْدُومِ وَهَذَا وَإِنْ
اسْتَحْسَنَهُ وَاحِدٌ فَالْعَلَمَاءُ قَاطِبَةً عَلَى اسْتِيفَانِهِ وَاسْتِيفَانِهِ ۲۰
"تمام شہروں میں اور ہر زمانے میں بلا انکار اس پر عمل جاری ہے اور یہی بات اس پر
عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ روئے زمین کی امت جو اپنی عقل و
وسیع معلومات میں کامل ترین ہے۔ ایسوں سے خطاب کرنے پر اتفاق کرے جو نہ سن
سکتے ہوں اور نہ سمجھ سکتے ہوں اور اسے اچھا سمجھے اور اس کا کوئی انکار نہ کرے۔ بلکہ
پہلے بعد میں آنے والوں کے لئے سنت جاری کر جائیں اور اس بات میں پچھلے
پہلوں کے قدم بہ قدم چلیں۔ اگر مخاطب میں سننے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو یہ خطاب
ایسا ہے جیسے کوئی مٹی، لکڑی، پتھر اور معدوم سے خطاب کرتا ہے۔ ایسے خطاب کو کوئی
بہوقوف اچھا جائے مگر تمام علماء تو اچھا نہیں جان سکتے۔"

واقعہ ایک میت کا:

حضرت امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے مناسب سند کے ساتھ لکھا ہے۔ "ایک
مرتبہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جنازے میں شریک ہوئے جب میت کو دفن
کر دیا گیا (حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اس خوش نصیب ﷺ کی تدفین کے
وقت بھی جلوہ افروز رہے) تو فرمایا: "سَلُّوا لَا خِيَكُمْ التَّشْيِيتُ فَإِنَّهُ الْآنَ
لَيْسَ سَأَلَ ۲۱ "اپنے بھائی کی ثابت قدمی کے بارے میں سوال (دعا) کیا کرو کہ
اب اس سے سوال ہو رہا ہے۔" معلوم ہوا کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ
تلقین بھی سنتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے۔ أَنَّ الْمَيِّتَ
لَيَسْمَعُ قُرْعَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُنْصَرِفِينَ ۲۲ "صاحب قبر، واپس
انے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔"

مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے
۲۰ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷
۲۱ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷
۲۲ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷ کتاب الروح ص ۱۶-۱۷

فَرَمَا: اِذْفَنُوا مَوْتَاكُمْ فِي وَسْطِ قَوْمِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَى بِجَارِهِ الشُّوْءِ كَمَا يَتَأَذَى الْحَيُّ بِجَارِهِ الشُّوْءِ ۝۶ ”تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ میت کو بھی بُرے مسائے سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے مسائے سے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اُس کو اچھا کفن پہناؤ، اُس کی وصیت جلد پوری کرو، اُس کی قبر گہری کھودو اور بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آخرت میں صالح مسایع نفع دیتا ہے؟ فرمایا کیا دنیا میں نیک مسایع نفع دیتا ہے؟ عرض کیا، جی ہاں! فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔“ ۵۷

مسئلہ: صالحین کے قریب دفن کرنا چاہئے کہ اُن کے قرب کی برکت اُسے شامل ہوتی ہے اگر معاذ اللہ مستحق عذاب بھی ہوتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں۔ وہ رحمت کہ جو اُن پر نازل ہوتی ہے اُسے بھی گھیر لیتی ہے۔“ ۵۸

تیسیر الباری میں ہے:

غیر مقلدین کے امام وحید الزماں لکھتے ہیں ”جب واجد علی شاہ بادشاہ اودھ فوت ہو گیا تو مولانا فضل الرحمان نے فرمایا واجد علی شاہ بخشا گیا۔ ایک اور دہلی کا بادشاہ جو سخت گنہگار تھا مرتے وقت یہ وصیت کر گیا کہ مجھے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کے پاس دفن کر دینا، وہیں دفن کیا گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء گزر گزرا کر بارگاہ الہی میں عرض کر رہے ہیں۔ یا اللہ (جل جلالک) وہ میرے پاس اس اُمید سے آیا ہے کہ تو اس کو بخش دے گا، اللہ (جل جلالک) نے اُسے بخش دیا۔“ ۵۹

۵۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۷۱ شرح الصدور ص ۱۰۵، حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۳۵۳، کشف الخفا للحمونی جلد ۱ ص ۷۲۔ ۵۷ شرح الصدور ص ۱۰۵۔ ۵۸ ایضاً ۵۹۔ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۵۹ من ومن۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ابن ابی الدنیاء نے ”قبور“ میں حضرت عبداللہ بن نافع مزی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ فَلَدَفِنَ بِهَا فَرَأَاهُ رَجُلٌ كَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْتَمَ لِذَلِكَ ثُمَّ أَرَاهُ بَعْدَ سَابِعَةِ أَوْ ثَامِنَةِ كَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَسَأَلَهُ قَالَ: دُفِنَ مَعَ رَجُلٍ مِنَ الصَّالِحِينَ فَشَفِيعَ فِيَّ أَرْبَعِينَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكُنْتُ فِيهِمْ ۝۱۰ ”ایک شخص ایک شہر میں فوت ہو گیا تو اسے ایک شخص نے دیکھا وہ جہنمی ہے تو اُسے غم ہوا پھر سات یا آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ اُس سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کے ساتھ ایک آدمی دفن ہوا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔“

سوال: جس قبرستان کی بوجہ کی زمین اور مردوں کی کثرت تدفین سے یہ حالت ہوگئی کہ کئی قبریں کھودنے پر کثرت سے مردوں کی ہڈیاں نکلتی ہوں تو ایسے قبرستان میں مردوں کی ہڈیاں اکھاڑ کر مردوں کو دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اُس قبرستان کے متصل ایک قبرستان ہے جو اُن شکایتوں سے پاک و صاف ہے تو اس کو چھوڑ کر خواہ تو وہ صرف اس خیال سے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے دفن ہیں دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مذکورہ محض ناجائز و حرام ہے۔

سوال: اگر کسی کے ہاں مراہوا پچہ پیدا ہوا تو اُس کو کہاں دفن کرنا چاہئے؟

جواب: اُسے مسلمانوں کے قبرستان ہی میں دفن کیا جائے گا۔

سوال: میت کو دفن کرنے کے بعد لوگوں کو منتشر ہو جانا چاہیے یا گھر پر آکر فاتحہ خوانی کر کے منتشر ہونا چاہیے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ منتشر ہو جائیں اور میت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔

گھر والوں یعنی بہن بھائیوں اور قرابت داروں کے علاوہ عوام الناس منتشر نہ جائیں۔

۱۰ فتاویٰ رضویہ شریف (باب دہن میت)

حالات قبر

قبر میں فرشتوں کے سوالات:

جب بندے کو دفنایا جاتا ہے اور (قبر بنانے والے) "اُس کے احباب واپس لوٹتے ہیں تو اُس دُنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہونے والا، ایسے ایسے مسائل کا حل پالیتا ہے۔ جن کا دُنیا میں وہ اقرار یا انکار کرتا تھا۔ بعض ایسی باتیں ہیں جن کا انسان اقرار تو کرتا ہے مگر اقرار محض علم الیقین کی حد تک ہوتا ہے۔ وہ کم لوگ ہیں جن کا اقرار عین الیقین یا حق الیقین کی حد تک ہوتا ہے۔ رہی انکار کی بات تو جب انکار ہو گیا تو پھر ہر قسم کے یقین کا تذکرہ باقی نہ رہا۔

بہر حال عالم برزخ میں جانے والے خود اُن حقائق کو ملاحظہ کر لیتے ہیں جن کے بارے میں شاید اُن کے علم اور یقین میں پختگی نہ ہو۔ یا گوگو کی کیفیت میں ہوں۔ لیکن عالم برزخ میں جانے کے بعد مسائل اور معاملات کے سمجھ میں آنے سے نوعیت یقین وہ نہیں رہتی جو زندگی میں یقین کی نوعیت ہوتی ہے۔ ہمارے لئے سب سے اہم یقین کا ذریعہ رسول کریم رُوف ورجیم ﷺ کی ذاتِ مبارک ہے جنہوں نے ہمیں عالم برزخ کے حالات کی تفصیل بتائی ہے۔ جس کے لئے احادیثِ مبارکہ کا عظیم خزانہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جس میں ہمیں من گھڑت تاویلوں کی ضرورت نہیں۔ پھر جب احادیثِ صحیحہ میں ہر چیز موجود ہے تو ماننے ہی میں دین و دنیا کی بہتری ہے۔ عقل کے گھوڑے دوڑانے سے کیا حاصل ہوگا جب تک رسول کریم رُوف ورجیم ﷺ کی بات پر ہی یقین نہ ہو، معاملات درست نہیں ہوتے۔ ہمارے پیارے نبی کریم رُوف ورجیم ﷺ نے عالم برزخ کی جو کیفیات بیان فرمائی ہیں، وہ علم نبوت اور علم خداوندی کے غیب کے خزانوں میں سے ہیں۔ جس کا کوئی صاحب ایمان انکار نہیں کر سکتا۔ علم نبوت کو فرقہ وارانہ ذہنیت سے نہیں پرکھنا چاہئے۔ بلکہ مومنانہ فراست اور ربِّ حقیقی کا بندہ بن کر ماننا چاہئے۔ ملاحظہ فرمائیں رسول کریم

دل ورجیم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

غبر والے کا جوتوں کی آہٹ سننا اور فرشتوں کا آنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رُوف ورجیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهٖ وَتَوَلَّى عَنْهُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَسَمِعُ قُرُوعَ نَعَالِہِمُ ۱۔

”جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔“ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اُسے بٹھاتے ہیں، پھر کہتے ہیں، تم ان صاحب (حضرت سیدنا) محمد (ﷺ) کے متعلق کیا کہتے تھے؟ تو جو بندہ مومن ہوتا ہے، کہہ دیتا ہے ”اَشْہَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللہِ وَرَسُوْلُہٗ“ تب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانہ دیکھ جسے اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے جنت کے ٹھکانے میں بدل دیا ہے تو وہ اُن دونوں کو دیکھتا ہے اور جب قبر والا منافق یا کافر ہو اور اُس سے پوچھا جائے کہ ان صاحب (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فِیْقَالُ لَہٗ لَا ذَرِیْتَ وَلَا تَلِیْتَ وَیَضْرِبُ بِمِطْطَارِقٍ حَدِیْدٍ ضَرْبَہٗ فِیَصِیْحُ صَیْحَہٗ یَسْمَعُہَا مِنْ یَلِیْہٖ غَیْرِ الثَّقَلَیْنِ ۲۔ ”میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ اُس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ پہچانا اور نہ قرآن مجید پڑھا۔ اُس کو لوہے کے اھوڑوں سے مارا جاتا ہے۔ وہ ایسی چیخیں مارتا ہے جنہیں سوائے جنات اور انسانوں کے تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں۔“

فرشتوں کے سوالات اور میت کے جوابات:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم (ﷺ) کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۵۱، مفتی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۱۵۱، ابوداؤد جلد ۳ ص ۶۰، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸، بخاری جلد ۳ ص ۱۷۸، ۲ بخاری جلد ۳ ص ۱۷۸، ۱۸۳، مسلم جلد ۳ ص ۲۸۶، نسائی جلد ۳ ص ۲۸۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۳، ۲۳۶، شرح الصدور ص ۱۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۰، مشکوٰۃ ص ۲۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۶۳، ابوداؤد جلد ۳ ص ۱۰۳۔

روئے ورجیم علیہ السلام نے فرمایا: تَاتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِيهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَنْ أَنْتَ؟" (مگر وکیر) آتے ہیں، اُسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اُس سے کہتے ہیں:۔

۱۔ مَنْ رَبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟) وہ کہتا ہے رَبِّيَ اللَّهُ (میرا رب اللہ) (تبارک و تعالیٰ) ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں:۔

۲۔ مَا دِينُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟) وہ کہتا ہے دِينِي الْإِسْلَامُ (میرا دین اسلام ہے) پھر وہ کہتے ہیں:۔

۳۔ مَا يَهْدِي الرَّجُلَ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ (یہ کون صاحب ہیں جن کو تمہارے درمیان مبعوث فرمایا گیا؟) وہ کہتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَأَمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ سَيِّدَ الْفَرِشَةِ کہتے ہیں تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب (قرآن عظیم) کی تلاوت کی، اُس پر ایمان لایا، اُسے سچا جانا۔

جنت کی چادریں اور تاحدنگاہ قبر کشادہ:

محولہ بالا حدیث شریف میں مزید یہ بھی ہے کہ فَيَسَادِي مُنَادِي مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَّقَ عَبْدِي فَأَفْرَشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْجَنَّةِ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُو لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رُوحِهَا وَيَلْبِسُهَا وَيُفَسِّحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ سَيِّدُ آسَمَانٍ سے پکارنے والا پکارتا ہے میرا بندہ سچا ہے۔ لہذا اس کے لئے جنت کے بستر بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دو۔ پھر اس تک جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور تاحدنگاہ اُس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

مع مشکوٰۃ ص ۲۵ حدیث نمبر ۱۳۱۱ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۵۳ مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۷ مع مشکوٰۃ ص ۲۵ حدیث نمبر ۱۳۱۱ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۵۳ مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۷۔

عذاب قبر کی آواز مشرق و مغرب کی مخلوقات سنتی ہیں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يُعَادِرُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِيهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرَشُوهُ مِنَ النَّارِ وَالْأَفْرَشُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُو لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسُمُومِهَا وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ عَلَيْهِ أَضْلَاعُهُ ثُمَّ يُقْبِضُ لَهُ أَعْمَى وَأَصْمٌ مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَنَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُ بِهِ ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادِفُهُ الرُّوحُ ۝

”(کافر) کی روح بھی جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اُس کو بٹھاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہا ہا! میں نہیں جانتا۔ پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ تب آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہذا اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ پھر اُس تک وہاں کی گرمی اور لو آتی ہے۔ پھر فرمایا: اُس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک اُس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس جاتی ہیں۔ پھر اُس پر آندھے فرشتے مسلط ہوتے ہیں جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں اگر اُن سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتے اُن ہتھوڑوں سے اُسے مارتے ہیں۔ اُس کی (چیخ و پکار) آواز جن وانس کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق سنتی ہے۔ جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اُس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔“

قبر کا ۳۹۰۰ مربع گز کشادہ ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا أُقْبِرَ الْمَيِّتُ أَنَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَرْدَقَانِ يُقَالُ لَا حِدَهُمَا الْمُنْكَرُ وَلَا خَيْرُ النَّكِيرِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ "جَب مَيِّتٌ كِي قَبْرِ بِنَادِي جَاتِي هِيَ تَوَاسُ كِي پَاسِ نِيلى آكھوں اور سیاہ رنگ والے دو فرشتے آتے ہیں اُن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ دونوں (قبر والے سے) کہتے ہیں تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ (میت یعنی قبر والا) کہتا ہے (هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ) "یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسول ﷺ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور یقیناً (حضرت) محمد ﷺ اُس کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسول ﷺ ہیں۔ تب وہ فرشتے کہتے ہیں۔ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا "ہم تو (پہلے ہی) جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا" ثُمَّ يَفْسَحُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ ثُمَّ يُنَوِّرُهُ فِيهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ ثُمَّ فَيَقُولُ أَرْجِعْ إِلَى أَهْلِي فَأَخْبِرْهُمْ فَيَقُولَانِ نَمْ كَنُومَةَ الْعُرُوسِ اللَّيْلِ لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجِعِهِ ذَلِكَ ۚ پھر اُس کی قبر ستر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (یعنی چار ہزار نو سو مربع گز) پھر اُس کے لئے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اُس سے کہا جاتا ہے سو جا۔ وہ کہتا ہے میں (واپس) اپنے گھر جاؤں اور اپنے گھر والوں کو یہ خبر دے دوں کہ کامیاب ہو گیا ہوں۔ فرشتے کہتے ہیں، ذلھن کی طرح سو جا، جسے اُس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا۔ تا آنکہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُسے اُس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا۔" (متفق اور کافر کا حال پیچھے درج ہو چکا)۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۹ (مختصراً)۔

قبر میں سورج کا قریب غروب نظر آنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ قَبْرَ مِثْلِكَ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ دَعُونِي أَصْلِي ۚ جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے، تو اُسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ میت آنکھیں ملتی ہوئی اُسٹھ بیٹھتی ہے اور کہتی ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھوں۔ (یعنی اے فرشتو! سوالات بعد میں کر لینا عصر کی نماز کا وقت جا رہا ہے پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ تو وہی کہہ سکے گا جو دنیا میں نمازوں کا پابند ہوگا اور "حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى" کی عملی تفسیر پیش کرتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس عرض پر سوال وجواب نہ ہوں یا ہوں تو معاملہ نہایت آسان ہو جائے)۔

قبر کے پاس کھڑے ہو کر مغفرت کی دُعا کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا وَلَا خِيَمَتَكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّيْبِتِ فَإِنَّهُ لَا يَسْأَلُ ۚ جب نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ میت کے دفنانے کے بعد فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دُعا کرو، پھر اُس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو۔ اس سے اب سوالات ہو رہے ہیں۔ (ہمارے ہاں یہی طریقہ ہے کہ دفن کے بعد حلقہ بنا کر قبر کے ارد گرد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورتیں پڑھتے اور میت کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ ان سب کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے یہ تمام کام سُنت ہیں)۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۶ شرح الصدور ص ۱۲۱۔ ۲۔ مشکوٰۃ ص ۲۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۰۳ شرح السنۃ جلد ۳ ص

۲۸۰ مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۵۲۶ مختصراً۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتار دیتے کہ آپ کی داڑھی (شریف) تر ہو جاتی۔ عرض کیا جاتا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے (مگر جب قبر کے پاس آتے ہیں) تو اس کے پاس کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ تو فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنَ الْمَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَّاهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ "قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے۔ جو اس سے نجات پا گیا تو بعد والی منزلیں اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس میں ہی نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے بھی سخت تر ہیں"۔ رسول کریم روف و رحیم رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی شان ہے: مَا رَأَيْتُ مَنْظَرَ أَقْطُ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَقْطَعَ مِنْهُ كَمَا "میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک کوئی منظر نہیں دیکھا"۔ ۹

قبر میں جنتی کو جنت دکھائی جاتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم روف و رحیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو صبح و شام اس پر اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا رہتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانہ اور اگر دوزخیوں میں سے ہے تو دوزخ کا ٹھکانہ۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) تجھے ادھر بھیجے گا"۔ ۱۰

کافر کی قبر میں ۹۹ اڑدھے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم روف

۹ مشکوٰۃ ص ۲۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۵۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶ ترمذی جلد ۲ ص ۵۷ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۶ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۰۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۲۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ مسلم جلد ۲ ص ۲۸۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱ مستدرک جلد ۳ ص ۱۱۳ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۱ مؤطا امام مالک ص ۲۲۱ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵۔

نعم ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ لَطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَ تِسْعُونَ تَيْنًا نَهْسُهُ وَ تَلَدُّعُهُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ لَوْ أَنَّ تَيْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا ابْتَنَتْ خَصِيْرًا "کافر پر اس کی قبر میں ۹۹ اڑدھے مسلط کئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے اور نوچتے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر چونک مار دے تو کبھی ہنر نہ آئے"۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی اس کی مثل حدیث بیان فرمائی ہے۔ لیکن انہوں نے ۹۹ کی بجائے ۷۰ اڑدھے لکھے ہیں۔

عذاب قبر سے پناہ:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مفسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَنِي اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ صَلَوةٍ إِلَّا تَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ "ایک یہودی (عورت) میرے پاس آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور آپ (یعنی اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ) آپ کو عذاب قبر سے بچائے۔ (اُس عورت کے جانے کے بعد حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم روف و رحیم رضی اللہ عنہ سے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہاں عذاب قبر حق ہے۔ (اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو"۔

نبی کریم روف و رحیم رضی اللہ عنہ نے عذاب قبر سن کر فرمایا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ "میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنی النجار کے حائط میں ایک بگلہ پر تھے اور ہم ان کے ساتھ تھے"۔ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۱ مستدرک جلد ۳ ص ۲۸۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱۔

اِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبَرَتْ سَبْعَةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبَرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتَى مَاتُوْا قَالَ فِى الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تَبْتَلٰى فِى قُبُوْرِهَا فَلَوْ لَا اَنْ لَا تَدَّ فَنُوْا الدَّعُوْثُ اللّٰهُ اَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِى اَسْمَعُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ قَالُوْا تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ ۱۳

”نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نجار کے بارگ میں اپنے چچ پر جا رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کا چچ بکا کر رہ گیا تھا کہ آپ ﷺ کا چچ آپ ﷺ کو گرا دیتا۔ دیکھا تو وہاں پانچ چھ قبریں تھیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں پہچانتا ہوں۔ فرمایا یہ کب مرے؟ عرض کیا زمانہ شرک میں مرے۔ تب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ گروہ ہے جو اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ اس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔ ہماری طرف رُخ انور فرما کر چار باتیں فرمائیں۔

- (۱) دوزخ کے عذاب سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگو۔ (۲) عذابِ قبر سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگو۔ (۳) کھلے چھپے فتنوں سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگو۔ (۴) دجال کے فتنہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ (راوی فرماتے ہیں) ہم نے ان سب سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی پناہ مانگی۔“

۱۳ مشکوٰۃ ص ۲۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲ (مختصر) عن انس بن مالک (مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۴-۱۵۳-۱۵۲ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۸۸۔

قبر میں ملک الموت ﷺ روح واپس کر دیتے ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ ابْنَ اٰدَمَ لَهٗيْ غَفْلَةٌ عَمَّا خُلِقَ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ خَلْقَهٗ قَالَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ: اَكْتُبْ رِزْقَهٗ، اَكْتُبْ اَثَرَهٗ، اَكْتُبْ اَجَلَهٗ اَكْتُبْ شَقِيْقًا اَمْ سَعِيْدًا، ثُمَّ يَرْتَفِعُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيَحْفَظُهٗ حَتّٰى يَذْرُوكَ، ثُمَّ يَرْتَفِعُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ، ثُمَّ يُوَكَّلُ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يَكْتُبَانِ حَسَنَاتِهٖ وَسَيِّئَاتِهٖ، فَاِذَا حَضَرَ الْمَوْتُ اُرْتَفِعَ ذٰلِكَ الْمَلَكَانِ، وَجَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ، فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهٗ رَدَّ الرُّوْحَ اِلَى جَسَدِهٖ، وَجَاءَ هٗ مَلَكًا الْقَبْرِ فَاُمْتَحَنَاهُ، ثُمَّ يَرْتَفِعَانِ، فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ اُنْحَطَّ عَلَيْهِ مَلَكُ الْحَسَنَاتِ وَمَلَكُ السَّيِّئَاتِ، فَانْتَشَطَا كِتَابًا مَّعْقُوْدًا فِىْ غُنْفِهٖ، ثُمَّ حَضَرَا مَعَهٗ وَاحِدٌ سَابِقٌ وَآخَرُ شَهِيدٌ) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (اِنَّ قُدَّامَكُمْ لَا مَرَّةً عَظِيْمًا مَا تَقْدِرُوْنَہٗ، فَاسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۱۳) ابن آدم اس بات سے غفلت میں ہے کہ اُس کے لئے کون سی چیز پیدا کی گئی۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے سے فرماتا ہے (اس کے لئے چار چیزیں لکھو) ۱۔ رزق ۲۔ نشانہ قدم ۳۔ موت کا وقت اور ۴۔ نیک بخت یا بد بخت۔ پھر اللہ کریم ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ان چیزوں کو محفوظ کر لیتا ہے اور واپس لوٹ جاتا ہے۔ پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ اُس کے پیدا ہونے کے بعد) دو فرشتے (کرما کا تبین) مقرر فرماتا ہے جو اُس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔ جب اُس کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے چلے جاتے ہیں اور (حضرت) ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں، جو اُس کی روح قبض کرتے ہیں۔ پھر جب اُس شخص کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو (حضرت) ملک الموت (ﷺ) اُس کی روح واپس کر دیتے ہیں۔ اب قبر والے فرشتے آ کر سوالات کرتے اور امتحان لیتے ہیں۔ پھر

۱۳ اور منشور جلد ۷ ص ۲۰۰ قرطبی جلد ۹ ص ۱۴۱ جلد ۱۰ ص ۱۹۷ ص ۴۷۸ شرح الصمد ص ۱۲۱۔

جب قیامت ہوگی تو نیکیوں اور برائیوں کے فرشتے اتریں گے پھر وہ اس کی گردن سے بندھی ہوئی کتاب کھولیں گے۔ ایک کا نام ہے ”ساقی“ اور دوسری کا نام ”شہید“۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے بہت بڑا معاملہ پیش آنے والا ہے کہ جس کی تم میں طاقت نہیں۔ بس اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے مدد چاہو۔

تلاوتِ قرآن پاک کرنے والے کی منکر و نکیر کے سوالات سے نجات:

حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْهَرْ بِقِرَاءَتِهِ، فَإِنَّهُ يَطْرُدُ بِجَهْرِهِ الشَّيَاطِينَ، وَفَسَاقِ الْجِنِّ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ فِي الْهَوَاءِ وَسُكَّانِ الدَّارِ يَسْتَمِعُونَ لِقِرَاءَتِهِ، وَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، فَإِذَا مَضَتْ هَذِهِ اللَّيْلَةُ أَوْصَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الْمُسْتَأْنِفَةَ بِهِ، فَتَقُولُ: تَبَهَّيْ لِسَاعَةِ رُكُوعِي عَلَيْهِ خَفِيفَةً، فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوُفَاةُ جَاءَ الْقُرْآنُ، فَوَقَّفَ عِنْدَ رَأْسِهِ وَهُمْ يُغْلِسُونَهُ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهُ دَخَلَ الْقُرْآنُ، حَتَّى صَارَ بَيْنَ صَدْرِهِ وَكَفِّهِ، فَإِذَا وَضَعَ فِي حُفْرَتِهِ وَجَاءَهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ خَرَجَ الْقُرْآنُ، فَصَارَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمَا، فَيَقُولَانِ لَهُ: إِلَيْكَ عَنَّا فَإِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَسْأَلَكَ، فَيَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَنَا بِفَارِقِهِ حَتَّى أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، فَإِن كُنْتُمَا أَمَرْتُمَا فِيهِ بِشَيْءٍ فَنَسَأُكُمَا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: أَنَا الْقُرْآنُ، أَنَا الَّذِي كُنْتُ أَشْهَرُكَ لِيْلِكَ وَأَظْمَنُكَ نَهَارَكَ، وَأَمْنَعُكَ شَهْوَتَكَ، وَسَمْعَكَ وَبَصَرَكَ، فَسَجَدْنِي مِنْ بَيْنِ الْإِخْلَاءِ خَلِيلٌ صَدِيقًا، وَمِنَ الْآخِرَانِ أَخَا صَدِيقٍ، فَأَبْشِرْ فَمَا عَلَيْكَ بَعْدَ مَسْأَلَتِهِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ مِنْ هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ، ثُمَّ يَخْرُجَانِ عَنْهُ، فَيَضَعُ الْقُرْآنُ إِلَى رَبِّهِ تَعَالَى، فَيَسْأَلُ لَهُ فِرَاشًا وَدِفْئًا، فَيَوْمِرُ لَهُ بِفِرَاشٍ وَدِفْئٍ وَقَنْدِيلٍ مِنْ نُورِ الْجَنَّةِ، وَيَأْسِمِينَ مِنْ يَأْسِمِينَ الْجَنَّةَ، فَيُحْمِلُهُ أَلْفُ مَلَكٍ

مِنْ مَقْبَرَتِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْبِقُهُمُ الْقُرْآنُ إِلَيْهِ، فَيَقُولُ: هَلِ اسْتَوْحَشْتَ بَعْدِي؟ فَإِذَا دُثُّ مُنْذُ فَارَقْتِكَ عَلَى أَنْ كَلِمَتِ اللَّهِ تَعَالَى فِي فِرَاشٍ وَدِفْئٍ وَمُصْبَاحٍ، فَهَذَا قَدْ جُنْتُكَ بِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَحْمِلُونَهُ وَيَقْرَءُونَهُ ذَلِكَ، وَيَضَعُونَ الدِّفْئَ تَحْتَ رِجْلَيْهِ، وَالْيَاسِمِينَ عِنْدَ صَدْرِهِ، ثُمَّ يَحْمِلُونَهُ حَتَّى يَضَعُونَهُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ يَصْعَدُونَ عَنْهُ فَيَسْتَلِقُ عَلَيْهِ، فَلَا يَزَالُ يَنْظُرُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَلْجُوا فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ يَذْفَعُ الْقُرْآنُ فِي قَبْلَةِ الْقَبْرِ، فَيُوسِعُ عَلَيْهِ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، وَكَانَ فِي كِتَابِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَيُوسِعُ لَهُ مَسِيرَةَ أَرْبَعِمِائَةِ عَامٍ، ثُمَّ يَحْمِلُ الْيَاسِمِينَ مِنْ عِنْدِ صَدْرِهِ، فَيَجْعَلُهُ عِنْدَ أَنْفِهِ، فَيَشْنُفُهُ غَضًا إِلَى يَوْمٍ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، ثُمَّ يَأْتِي أَهْلَهُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَيَأْتِيهِمْ يَجْبِرُهُمْ وَيَدْعُو لَهُمْ بِالْخَيْرِ وَالْإِقْبَالِ، فَإِن تَعَلَّمَ أَحَدٌ مِنْ وَلَدِهِ الْقُرْآنَ بَشْرَةً بِذَلِكَ، وَإِن كَانَ عَقْبُهُ عَقَبٌ سَوِيٌّ أَمْسَى الدَّارَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا، فَبَكَى عَلَيْهِ إِلَى يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، قَالَ الْحَافِظُ أَبُو مُوسَى الْمَدِينِيُّ: هَذَا خَيْرٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ۝ ”جب تم میں سے کوئی رات کو تلاوتِ قرآن مجید کرے، تو بلند آواز سے تلاوت کرے کہ اس سے شیطان اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں، جبکہ وہاں میں رہنے والے اور گھر میں رہنے والے فرشتے سنتے ہیں۔ نیز جب کوئی قرآن مجید نماز میں پڑھتا ہے تو اسے سنتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جب یہ رات گزر جاتی ہے تو یہ رات اگلی رات کو وصیت کر دیتی ہے کہ اس عبادت گزار بندے کو رات کو اسی طرح جگادینا اور اس کے لئے تو آسان ہو جائے۔ جب اس کی وفات کا وقت آجاتا ہے تو قرآن پاک (روحانی شکل میں) اس کے پاس آجاتا ہے اور اس کے سر کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب لوگ اس کو غسل دے کر فارغ ہوتے ہیں تو قرآن مجید اس کے سینہ اور من میں داخل ہو جاتا ہے اور جب قبر میں منکر و نکیر اس کے پاس آتے ہیں تو قرآن

مجید بندے اور اُن کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں تو درمیان سے ہٹ جا۔ ہم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو قرآن مجید کہتا ہے بخدا میں اس شخص کا ساتھ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہو جاتا۔ تو اگر تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم دیا گیا ہے تو تم اُسے پورا کرو۔ پھر قرآن مجید اُس قبر والے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ تو نے مجھے دیکھ کر پہچانا یا نہیں پہچانا۔ کہے گا نہیں، تو قرآن مجید کہے گا میں قرآن مجید ہوں جو تجھے رات کو بیدار رکھتا تھا۔ دن میں پیاسا رکھتا تھا۔ نفسانی خواہشات سے منع کرتا، خواہ وہ آنکھ کی ہوں یا کان کی تو اب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ اب تو بشارت سن کہ تجھ سے منکر و تکبر کے سوالات نہیں ہوں گے۔ پھر منکر و تکبر اُس کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور قرآن مجید اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اُس کو جنت کے لئے (جنتی) بچھونا اور (جنتی) چادر طلب کر کے لاتا ہے۔ ایک ہزار فرشتے جنت کی قد ملیں اور یاسمین کے پھول اٹھا کر لاتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید اُن سے پہلا قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہیں ہوا۔ پھر اُسے بتاتا ہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے تیرے لئے بستر، چادر اور چراغ کی سفارش کر کے لئے گیا تھا۔ اب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوں۔ پھر فرشتے آکر اُس کا ہونہار کرتے ہیں، چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور یاسمین کے پھول سینے کے پاس رکھتے ہیں۔ وہ شخص اُن کو قیامت تک سوگھتا رہے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک دو مرتبہ آتا ہے اور اُن کے لئے سر بلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے اور اُس کی اولاد میں سے کوئی قرآن مجید حفظ کرتا ہے تو وہ اُس سے خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی برا ہو جاتا ہے تو وہ اُس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت کے دن کے ہر پھونکنے تک جاری رہتا ہے۔ حضرت حافظ ابو موسیٰ مدینی علیہ الرحمہ کہتے ہیں یہ خبر جس ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

قبر میں تاحدنگاہ نور:

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَجْهَزُ عُمْرُ

سَنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَيْشًا وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ، وَكُنْتُ فِي غَزَاتِهِ، فَلَمَّا رَجَعْنَا مَاتَ فِي الطَّرِيقِ لَمَقْنَا، فَأَتَى رَجُلٌ بَعْدَ فَرَاغِنَا مِنْ ذَفِيهِ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقُلْنَا: هَذَا مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ؟ هَذَا ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَرْضَ لَسَلْفُظُ الْمَوْتَى، فَلَوْ نَقَلْتُمُوهُ إِلَى مَيْلٍ أَوْ مِيلَيْنِ إِلَى أَرْضٍ تَقْبَلُ الْمَوْتَى، فَبَشَّنَاهُ، فَلَمَّا وَصَلْنَا إِلَى اللَّحْدِ إِذَا صَاحِبُنَا لَيْسَ فِيهِ، وَإِذَا اللَّحْدُ مَدَّ الْبَصَرَ نَوْرًا يَتَلَا لَا، فَأَعَدْنَا التُّرَابَ إِلَى الْقَبْرِ، ثُمَّ أَرْتَحَلْنَا ۚ (امیر المومنین حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر (حضرت) علاء بن حضری (رضی اللہ عنہ) کو سپہ سالار مقرر کیا۔ (راوی کہتے ہیں) میں بھی اس جنگ میں شریک تھا جب ہم واپس ہوئے تو (حضرت) علاء بن حضری (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انہیں (اُسی مقام پر) دفن کر دیا۔ جب ہم دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اُس نے کہا یہ کون ہے؟ ہم نے کہا کہ بہترین انسان ہے۔ یہ ابن حضری (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ اُس نے کہا یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی، پیچک دیتی ہے۔ انہیں یہاں سے نکال کر ایک دو میل کے فاصلے پر دوسری زمین میں دفن دو۔ چنانچہ ہم نے اُن کو نکالنے کے لئے (قبر کو) کھودنا شروع کیا جب ہم لحد تک پہنچے تو ہمارے دو دوست وہاں نہ تھے اور قبر تاحدنگاہ وسیع تھی اور نور سے معمور تھی ہم نے قبر پر اُسی طرح مٹی ڈالی اور وہاں سے کوچ کر گئے۔

قبر کے عذاب کی آواز:

حضرت انس رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بَيِّنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي نَحْلِ لَابِي طَلْحَةَ وَبِلَالٌ يَمْشِي وَرَأَاهُ، فَمَرَّ بِقَبْرِ، فَقَالَ "يَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ يُعَذَّبُ" لِسَالَةً عَنْهُ فَوَجَدَهُ يَهُودِيًّا ۚ (رسول اللہ ﷺ) (حضرت) ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ)

۱۔ شرح الصدور ص ۱۹۲۔ بحال شرح الصدور ص ۱۶۰ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۱۔ ۲۵۹ متدرک عالم جلد ۸ ص ۹۸۔

کے گھجوروں کے باغ میں سے جا رہے تھے اور (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ آپ (ﷺ) ایک قبر کے پاس سے گزر رہے تھے فرمایا۔ اے بلال (رضی اللہ عنہ) کیا تم وہ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ پھر اُس کے بارے میں معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ ایک یہودی تھا۔

خائن کو عذاب:

(حضرت) ابورافع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْبُقْعِ، فَقَالَ: "أَفْ أَفْ" فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَأَحَدُنَا شَيْءٌ؟ قَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" قُلْتُ: أَفَعْتُ مِثْنِي؟ قَالَ لَا، وَلَكِ صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ فَلَاَنَّ بَعْضًا سَاعِيًا عَلَى بَنِي فَلَانٍ، فَعَلَ دِرْعًا قَدِرْعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ ۝

"میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جنت البقیع) سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اف، اف" میں نے گمان کیا شاید آپ ﷺ میرا ارادہ فرماتے ہیں میری کسی بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا بات ہے؟ عرض کیا آپ ﷺ نے مجھے "اف، اف" فرمایا۔ فرمایا نہیں، بلکہ اس قبر والے شخص کو میں نے بنو فلان کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا تو اس نے ایک زرہ بطور خیانت چھپائی۔ اب وہ زکوٰۃ کی ہو گئی ہے اور اسے سزا و عذاب کے لئے پہنادی گئی ہے۔"

ابو جہل کو عذاب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: " (ایک دفعہ) میں میدان بدر کے قریب سے گزرا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا جس کی گردن میں زنجیر تھی اُس نے مجھے پکار کر کہا، اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) مجھے پانی پلاؤ۔"

۱۸ شرح الصدور ص ۱۶۲ صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۵۲ مستدرک جلد ۲ ص ۳۹۲ ۱۹ شرح الصدور ص ۳۲۲

مجھے معلوم نہیں کہ اُس نے میرا نام لے کر پکارا یا عرب کے طریقہ پر پکارا۔ اُس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اُس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اس کو پانی نہ پلاؤ۔ کیونکہ یہ کافر ہے پھر اُسے کوڑے سے مارا اور وہ اپنے گڑھے کی طرف واپس لوٹ گیا۔ تو میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا وہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اُس کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ اللہ (ﷻ) کا دشمن ابو جہل تھا اور یہ عذاب اُس کو قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔" ۱۹

لوطی کی قبر:

حضرت عمرو بن اسلم دمشقی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَاتَ عِنْدَنَا بِالشَّعْرِ رَجُلٌ، فَذُفِنَ فَحُفِرَ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَإِذَا اللَّبَنُ بِحَالِهِ مَنصُوبٌ وَلَيْسَ فِي اللَّحْدِ شَيْءٌ، فَسَأَلَ وَكَيْفَ بَنُ الْجَوَارِحِ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْنَا فِي حَدِيثٍ "مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلٍ قَوْمٍ لُوطٍ سَارَبَهُ قَبْرُهُ حَتَّى يَسِيرَ مَعَهُمْ وَيَحْشُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَهُمْ" ۲۰ "ہمارے یہاں سرحد کے پاس ایک شخص مر گیا اور اُس کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ تیسرے دن اُس کی قبر کو کھودا تو کیا دیکھا کہ قبر کی اینٹیں ویسی کی ویسی لگی ہیں اور قبر میں کوئی شے نہیں۔ وہ شخص قبر سے غائب ہے۔ چنانچہ (حضرت) وکیع بن جراح (رضی اللہ عنہ) سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے حدیث شریف میں ہے کہ "ایسا شخص جو قوم لوط جیسا عمل بد کرتا ہے تو اُس کو اُس کی قبر سے نخل کر کے لوطیوں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اُس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔"

۱۹ شرح الصدور ص ۱۶۰ (عربی)۔ ۲۰ شرح الصدور ص ۲۸۸ کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۱۳۱۔

صاحب قبر کا زائرین سے انس پانا:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ: ”آپ مرض الموت میں دیواری طرف منہ پھیر کر کافی دیر تک روتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا: ابا جان آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا اللہ (جل جلالہ) کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارت نہیں دی۔ آپ نے اُن کی طرف منہ کر کے فرمایا: اہم سب سے افضل تو حیدر رسالت کے اقرار کو سمجھتے تھے یعنی (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ) میری زندگی تین مختلف حالات سے گزری ہے۔ (۱)۔ ایک وہ دور تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی بغض تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہ تھی۔ اگر خدا نخواستہ میں اُس حالت میں فوت ہو جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ (۲)۔ پھر جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرمادی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)، ہاتھ پھیلائیے تاکہ میں بیعت کر لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھا (دایاں) ہاتھ پھیلا دیا لیکن میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے عمر و! تجھے کیا بات ہے؟ عرض کیا: میں نے چاہا ایک شرط لگا لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا شرط ہے؟ عرض کیا یہ کہ میری بخشش ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا نہیں کہ اسلام بچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جیسے ہجرت اور حج سارے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی جلیل القدر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جلالت کی وجہ سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور عالیہ مبارک پوچھتا تو میں بتا نہیں سکتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جلالت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اور اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو مجھے توقع تھی کہ میں جنتی ہوتا۔ (۳)۔ پھر مجھے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ نہ

معلوم اُن کی وجہ سے میرا کیا انجام ہو۔ (تو فرمانے لگے) تو جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والی اور آگ نہیں ہونی چاہئے۔ پھر جب تم مجھے دفن کر چکواور میری قبر پر مٹی ڈال چکوتو میری قبر کے گرد، اتنی دیر تک کھڑے رہنا، جتنی دیر اُونٹنی ذبح کرنے اور اُس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور مجھے معلوم ہو جائے کہ رب کے فرشتے کیا لے کر لوٹتے ہیں؟ (معلوم ہوا کہ مردہ حاضرین قبر سے مانوس اور خوش ہوتا ہے)۔ ۲۱

صاحب قبر کو زیارت والے کا علم:

حضرت فضل بن مرفق علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کُنْتُ ابْنِي قَبْرَ أَبِي الْمَرْءَةِ بَعْدَ الْمَرْءَةِ فَكَثُرَ مِنْ ذَلِكَ فَشَهِدْتُ يَوْمَما جَنَازَةً فِي الْمَقْبَرَةِ الَّتِي دُفِنَ فِيهَا فَتَعَجَّلْتُ لِحَاجَتِي وَلَمْ أَتِهِ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ: لِي يَا بَنِي لِمَ تَأْتِينِي؟ قُلْتُ لَهُ: يَا أَبَتِ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ بِي إِذَا أَتَيْتُكَ؟ قَالَ: أَيْ وَاللَّهِ يَا بَنِي مَا أَزَالَ أَطْلُعَ عَلَيْكَ حِينَ تَطْلُعُ مِنَ الْقَنْطَرَةِ حَتَّى تَصِلَ إِلَى وَتَقْعُدَ عِنْدِي ثُمَّ تَقُومَ فَلَا: أَزَالَ أَنْظُرُ إِلَيْكَ حَتَّى تَجُوزَ الْقَنْطَرَةَ ۲۲ ”میں اپنے والد (گرامی) کی قبر پر بار بار جاتا تھا اور میرا یہ عمل کثرت سے تھا۔ ایک دن میں ایک جنازہ میں شریک ہوا اور اُس کی تدفین میں مصروف رہا۔ اپنے والد (گرامی) کی قبر پر نہ جا سکا تو رات کو میں نے اپنے والد (گرامی) کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا، اے میرے والد صاحب! کیا آپ کو علم ہوتا ہے جب میں آپ کے پاس آتا ہوں؟ فرمایا ہاں! ہاں! اللہ (جل جلالہ) کی قسم میں برابر آگاہ رہتا ہوں، یہاں تک کہ جب تم پل سے اتر کر میرے پاس آ کر بیٹھتے ہو۔ پھر اٹھ کر واپس جاتے ہو تو میں برابر تمہیں دیکھتا رہتا ہوں، یہاں تک کہ تم پل سے اتر جاتے ہو۔“

دفن کے بعد قبر پر سورہ یٰسین پڑھنے کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھے حسن بن ہشام نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حضرت ابوبکر بن الاطروش ابن بنت ابی نصر بن التمار سے سنا ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَجُلٌ يَجِيءُ إِلَى قَبْرِ أُمِّهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَقْرَأُ سُورَةَ يٰسِينَ فَجَاءَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَرَأَ سُورَةَ يٰسِينَ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ قَسَمْتُ لِهَذِهِ السُّورَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِيْ اَهْلِ هَذِهِ الْمَقَابِرِ فَلَمَّا كَانَ فِي الْجُمُعَةِ النَّبِيُّ تَلِيْهَا جَاءَتْ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ: اَنْتَ فُلَانُ ابْنِ فُلَانَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اِنْ بَنَّا لِيْ مَاتَتْ قَرَانِيْهَا فِي السُّورِ جَالِسَةً عَلٰى شَفِيرِ قَبْرِهَا فَقُلْتُ مَا اَجْلِسُكَ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: اِنَّ فُلَانُ ابْنِ فُلَانَةٍ جَاءَ إِلَى قَبْرِ أُمِّهِ فَقَرَأَ سُورَةَ يٰسٍ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ فَأَصَابَنَا مِنْ رُوحٍ ذَلِكَ أَوْ غَيْرَ لَنَا أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ ۚ ۲۳ "ایک شخص جمعہ المبارک کو اپنی والدہ کی قبر پر آتا تھا اور سورہ یٰسین شریف کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک دن وہ قبر پر آیا۔ اُس نے سورہ یٰسین کی تلاوت کی، پھر اُس نے دعا کی (اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ قَسَمْتُ لِهَذِهِ السُّورَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِيْ اَهْلِ هَذِهِ الْمَقَابِرِ) "اے میرے اللہ (جل جلالک) اگر تو اس

سورت کو تقسیم فرماتا ہے تو اس قبرستان کے تمام قبروں والوں کو اس کا ثواب عطا فرما۔" اگلے جمعہ المبارک میں ایک عورت اُس کے پاس آئی اور اُس سے پوچھا کیا تو فلاں ابن فلاں ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو اُس نے کہا میری ایک بیٹی فوت ہو گئی ہے۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر کے کنارے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ اُس نے آپ کا نام بتایا اور کہا کہ وہ اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور سورہ یٰسین (شریف) تلاوت کی اور سب قبروں والوں کو (اُس کا ثواب) بخش دیا۔ اس میں سے کچھ ثواب ہمیں بھی ملا یا ہمیں بخش دیا گیا یا اس جیسا جملہ بولا

حضرت حسن بن صباح زعفرانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: سَنَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنْ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا ۲۴ "میں نے (حضرت امام) شافعی علیہ الرحمہ سے قبر کے پاس تلاوت قرآن مجید کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔"

حضرت خلیل علیہ الرحمہ نے حضرت شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: كَانَتْ الْأَنْصَارُ إِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اخْتَلَفُوا إِلَى قَبْرِهِ لِقَرَاءَةِ وَنَ عِنْدَهُ الْقُرْآنَ ۲۵ "جب انصار کا کوئی عزیز فوت ہو جاتا تھا تو وہ اُس کی قبر کے پاس آکر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت حسن بن جروی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ أُخْتٍ لِيْ فَقَرَأْتُ عِنْدَهَا تَبَارَكَ لِمَا يَذْكُرُ فِيْهَا فَجَاءَ نَبِيُّ رَجُلٍ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ أُخْتَكَ فِي الْمَنَامِ تَقُولُ: جَزَى اللّٰهُ أَبَا عَلِيٍّ حَسْرًا فَقَدْ انْتَفَعْتُ بِمَا قَرَأَ ۲۶ "میں اپنی مشیرہ کی قبر سے گزرا تو وہاں پر قرآن پاک کی سورہ ملک کی تلاوت کی (تو اگلمن) ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا (رات) میں نے خواب میں تمہاری مشیرہ کو دیکھا ہے، فرماتی تھی اللہ (جل جلالہ) میرے بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے اُس کی قرأت سے میں نے فائدہ اٹھایا۔"

دفن کے بعد قبر پر قرآن پاک کی تلاوت:

حضرت علماء بن حلاج اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: "میرے والد نے مجھے (وصیت) فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَمَنْ عَلَى الشَّرَابِ سَنًا وَأَقْرَأَ عِنْدَ رَأْسِيْ بِفَاتِحَةِ الْبَقْرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ ذَلِكَ ۲۷ "جب میں مر جاؤں اور سب مجھے لحد میں رکھنا تو "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ" پڑھنا اور میری

قبر پر مٹی ڈالنے (اور قبر بنانے) کے بعد میری قبر کے سرہانے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات مبارکہ اور آخری آیات مبارکہ پڑھنا۔ ایک روایت مبارکہ میں سر کی طرف ابتدائی آیات مبارکہ اور پاؤں کی طرف آخری آیات مبارکہ کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

قبرستان والوں کے لئے ہدیہ:

حضرت بشیر بن منصور علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ زَمَنُ الطَّاعُونَ كَانَ رَجُلٌ يَخْتَلِفُ إِلَى الْجَبَانِ فَيُشْهِدُ الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَائِزِ فَإِذَا أَمْسَى وَقَفَ عَلَى بَابِ الْمَقَابِرِ فَقَالَ: أَسَسَ اللَّهُ وَحَشَتَكُمْ وَرَحِمَ غُرَبَتَكُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ مَسِيئَتِكُمْ وَقَبِلْ حَسَنَاتِكُمْ لَا يَزِيدُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَالَ: فَأَمْسَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَلَمْ آتِ الْمَقَابِرَ فَأَدْعُوا كَمَا كُنْتُ أَدْعُوا قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذَا بِخَلْقٍ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَ وَبَنِي قُلْتُ: مَا أَنْتُمْ وَمَا حَاجَتُكُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ أَهْلُ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ: مَا حَاجَتُكُمْ قَالُوا إِنَّكَ عَوْدَتُنَا مِنْكَ هَذِيئَةً عِنْدَ انْصِرَافِكَ لِي أَهْلِكَ فَقُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالُوا: أَدْعُوا أَهْلَ النَّبِيِّ كُنْتُ تَدْعُوا بِهَا قَالَ قُلْتُ: فَإِنِّي أَعُوذُ لَكَ قَالَ: فَمَا تَرَكْتُمُهَا بَعْدَ ۲۹ طاعون کے زمانے میں ایک شخص قبرستان آتا جاتا تھا اور میتوں کی نماز جنازہ میں حاضر رہتا تھا۔ جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور کہتا اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری وحشت دور فرمائے۔ تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے، ان کلمات سے زیادہ کوئی بات نہ کرتا۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک شام میں قبرستان نہ گیا اور اپنے گم آگیا اور اُن کے لئے دُعا نہ کی جیسا کہ میں دُعا کیا کرتا تھا۔ کہتا ہے، رات میں سو رہا تھا

نہ کیا دیکھا کہ انسانوں کا انبوہ کثیر ہے، تاحد نگاہ انسان ہی انسان ہیں، وہ میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اور تمہیں کیا حاجت ہے؟ کہنے لگے ہم قبروں والے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہیں کیا حاجت ہے؟ بولے تم نے اپنے گھر جانے سے پہلے ہمیں اپنے ہدیہ و تحفہ کا عادی بنا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیسا ہدیہ؟ بولے وہ اعائن جو تم ہمارے لئے کرتے ہو۔ میں نے اُن سے کہا اچھا میں تمہارے لئے اعائن کرتا رہوں گا۔ کہتے ہیں پھر میں نے یہ عمل کبھی ترک نہ کیا۔

قبر سے آواز کا آنا:

حضرت یزید بن ہارون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھے حضرت سلمان بنی علیہ الرحمہ نے خبر دی کہ حضرت ابوثمان عبدالرحمن بن نہدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ: إِنَّ ابْنَ سَاسٍ خَرَجَ فِي جَنَازَةٍ فِي يَوْمٍ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ خِفَافٌ فَأَنْتَهَى إِلَى قَبْرِ قَالَ: فَصَلَّيْتُ وَكَعَّعْتِينِ ثُمَّ اتَّكَأْتُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ إِنَّ قَلْبِي لَيَقْطُأُ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ الْقَبْرِ: إِلَيْكَ عَنِّي لَا تُؤْذِنِي فَإِنَّكُمْ لَوْ تَعْمَلُونَ وَلَا تَعْلَمُونَ، وَنَحْنُ قَوْمٌ نَعْلَمُ وَلَا نَعْمَلُ وَلَا نَكُونُ لِي مِثْلٌ رَكْعَتَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا فَهَذَا قَدْ عَلِمَ بِاتِّكَاءِ الرَّجُلِ عَلَى الْقَبْرِ وَبِصَلَاتِهِ ۳۰ حضرت ابن ساس علیہ الرحمہ ایک روز ایک جنازے کے ساتھ تھے اور معمولی قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ فرماتے ہیں، میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں اُس قبر کے ساتھ ایک لگا کر بیٹھ گیا۔ فرماتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم میرا دل بیدار تھا، میں نے قبر سے ایک آواز سنی، یہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے اذیت نہ پہنچاؤ۔ تم لوگوں کو عمل کا موقع حاصل ہے مگر تم نہیں جانتے (ہمارے حالات کیا ہیں؟) اور ہم (حالات کو) جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ مجھے تمہاری دو رکعتیں فلاں چیز سے زیادہ پیاری ہیں۔ ان قیم الجوزی لکھتے ہیں: ”دیکھو اس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ ایک شخص میری قبر کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ہے اور اس کی نماز کا بھی علم ہو گیا۔“

فضل کے والد کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھ سے محمد بن حسین نے بیان کیا وہ کہتے ہیں، مجھ سے یحییٰ بن ابوبکر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے سفیان بن عیینہ کے ماموں کے بیٹے فضل بن موفی نے بیان کیا: لَمَّا مَاتَ أَبِي جَزَعْتُ عَلَيْهِ جَزَعًا شَدِيدًا فَكُنْتُ أَبِي قَبْرَهُ كُلَّ يَوْمٍ ثُمَّ قَصَرْتُ عَنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ إِنِّي أَتَيْتُهُ يَوْمًا قَبِينَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ الْقَبْرِ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ كَانَ قَبْرُ أَبِي قَدِ انْفَرَجَ وَكَانَهُ قَاعِدٌ فِي قَبْرِهِ مُتَوَشِّحًا أَكْفَالُهُ عَلَيْهِ سُحْنَةُ الْمَوْتَى قَالَ: فَكَأَنِّي بِكَيْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ قَالَ: يَا بَنِي مَا أَبْطَاكَ عَيْنِي؟ قُلْتُ: وَأَنْتَ لَتَعْلَمَ بِمَجِيئِي؟ قَالَ: مَا جِئْتُ مَرَّةً إِلَّا عَلِمْتُهَا وَقَدْ كُنْتُ نَائِمِينَ فَأَنْسَ بِكَ فَأَسْرَبُكَ وَيُسْرُ مِنْ حَوْلِي بِدُعَائِكَ قَالَ: فَكُنْتُ آتِيهِ بَعْدَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۱۱

”جب میرے والد فوت ہو گئے تو مجھے انتہائی ملال ہوا، میں روزانہ اُن کی قبر پر حاضری دیتا، پھر میں کچھ دن اُن کی قبر پر آنے سے رک گیا۔ جیسا اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا، ایک دن میں اُن کی قبر پر حاضر ہوا اور قبر کے پاس بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد محترم کی قبر پھٹ گئی اور قبر میں کفن میں لیے خوف زدہ مردوں کی سی ہیئت میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں رونے لگا۔ میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا۔ اے میرے بیٹے کس وجہ سے تو اتنے دنوں کے بعد آیا؟ میں نے عرض کیا اکیا میری حاضری کا آپ کو علم ہوتا ہے؟ فرمایا جتنی مرتبہ بھی تم آئے تمہارے آنے کی مجھے خبر ہو گئی اور تمہارے آنے سے اور تمہاری دعاؤں سے نہ صراحت مجھے بلکہ میرے آس پاس کے لوگوں کو بھی اُسیئت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں اکثر اُن کی قبر پر آتا رہتا۔“

۱۱۔ کتاب الروح ص ۷۔

قبر والے کو تکلیف:

حضرت ابو قلابہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَقْبَلْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْبَصْرَةِ فَنَزَلْتُ مَنْزِلًا فَتَطَهَّرْتُ وَصَلَّيْتُ وَكُفَّيْتُ بِلَيْلٍ ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى قَبْرِ فَنِمْتُ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَإِذَا صَاحِبُ الْقَبْرِ يُشْتَكِيَنِي يَقُولُ: قَدْ آذَيْتَنِي مِنْذُ اللَّيْلَةِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ تَعْمَلُونَ وَلَا تَعْلَمُونَ وَلَنْحُنْ نَعْلَمُ وَلَا نَقْدِرُ عَلَى الْعَمَلِ ثُمَّ قَالَ: الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ رَكْعَتُهُمَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ قَالَ: جَزَى اللَّهُ أَهْلَ الدُّنْيَا خَيْرًا أَقْرَأَهُمْ مِنَّا السَّلَامَ فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا مِنْ دُعَائِهِمْ نُورًا

مَقَالُ الْجِبَالِ ۳۲ ”میں شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا نہایا۔ رات میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ مجھے متنبہ کیا گیا کہ صاحب قبر مجھ سے شکوہ کر رہا ہے کہ آج رات تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ پھر کہا تم لوگ عمل تو کرتے ہو مگر تمہیں حالات کی خبر نہیں اور ہم حالات سے آگاہ ہیں مگر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر کہا تم نے جو دو رکعت نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، پھر کہا اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ اُن کی دعاؤں سے ہمیں پہاڑوں جیسا نور حاصل ہوتا ہے۔ (پہاڑوں کی مثل ثواب ملتا ہے)۔“

”کتاب الروح“ میں ابن قیم الجوزی نے محولہ بالا واقعات کو ثابت کرنے کے لئے حدیث پاک لکھی ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے ”میری رائے میں تمہارے خواب اس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں ہے۔“ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ پر مومنوں کے خوابوں کی موافقت اُن کی روایت اور رائے کے قائم مقام ہے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک بھی وہ چیز اچھی یا بُری ہے، جو اُن کے نزدیک اچھی یا بُری ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسئلہ دلائل سے بھی ثابت ہے۔ خوابوں کے واقعات تو بطور شہادت کے ہیں۔

۱۲۔ کتاب الروح ص ۱۰۔

حضرت شعیب بن شیبہ علیہ الرحمہ کا واقعہ:

حضرت شعیب بن شیبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَوْ صَتَيْتُ اُمِّيَ عِنْدَ مَوْتِهَا فَقَالَتْ: يَا بَنِي اِذَا دَفَنْتَنِي فَقُمْ عِنْدَ قَبْرِىْ وَقُلْ: يَا اُمِّ شَيْبٍ قَوْلِيْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ اَنْصَرَفْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ رَأَيْتُهَا فِي السُّوْمِ فَقَالَتْ: يَا بَنِيْ كَذْتُ اَنْ اَهْلِكَ لَوْلَا اَنْ تَدَارَكْنِيْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ حَفِظْتُ وَصِيَّتِيْ يَا بَنِيْ ۳۳ "میری والدہ نے مجھے مرتے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے دفن کرنے کے بعد میری قبر کے پاس بیٹھ کر کہنا اے ام شیبہ: لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) فرماتے ہیں میں نے (اُن کو فوت ہونے کے بعد جب دفن کر دیا تو اُن کی قبر پر ٹھہر کر اُن کی وصیت کی تعمیل کی اور واپس (گھر) لوٹ آیا۔ جب رات میں سو گیا تو میں نے (اپنی والدہ) خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے فرما رہی ہیں۔ اے میرے بیٹے اگر (لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ) مجھے نہ سنبھالتا (میری مدد کو نہ پہنچتا) تو میں ہلاکت کو پہنچتی۔ اے میرے بیٹے شہا بش تو نے میری وصیت کو یاد رکھا۔"

دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا واقعہ:

حضرت صعّب بن جشامہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما دونوں میں بھائی چارہ تھا یعنی نبی کریم روف ورجیم رحمۃ اللہ علیہ نے اُن میں اخوت قائم فرمائی تھی (بھائیوں کی طرح پیار تھا)۔ حضرت صعّب بن جشامہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عوف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے بھائی! ہم میں سے جو بھی پہلے فوت ہو گیا وہ اُسے خواب میں ملا کرے گا۔ (مرنے کے بعد بھی یہ باہمی محبت ختم نہ ہوگی) یا کچھ اس طرح کی بات ہے کہ اُنہوں نے جواباً کہا ٹھیک ہے ایسے ہی ہوگا۔ تو حضرت صعّب رحمۃ اللہ علیہ پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت عوف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے (کچھ دنوں کے بعد) اُنہیں خواب میں

دیکھا کہ وہ اُن کے پاس آتے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا اے بھائی! اُنہوں نے کہا: لی ہاں! میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ اُنہوں نے فرمایا: مصائب کے بعد ہمیں بخش دیا گیا۔ حضرت عوف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت صعّب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کی گردن پر ایک سیاہ دھبہ دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ سیاہ دھبہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ دس دینار ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے بطور قرض لئے تھے اور وہ میں نے ایک سیٹنگ میں رکھے ہیں۔ اُنہیں نکال کر اُس یہودی کو بے دو اور اے میرے بھائی میں اُن تمام واقعات کو جانتا ہوں جو میرے فوت ہونے کے بعد رونما ہوئے ہیں، اُن کی مجھے خبر مل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ چند روز پہلے ہماری ملی مر گئی تھی اور میں جانتا ہوں کہ چھ دن بعد میری بیٹی فوت ہو جائے گی (وَأَعْلَمُ ابْنُ بَنِي تَمُوْثٍ اِلَى سِتَّةِ اَيَّامٍ) اس لئے اچھے طریقے سے اُس کی خاطر تواضع کرو۔ جب صبح ہوئی تو میں اُن کے گھر چلا گیا۔ جب میں اُن کے گھر گیا تو اُنہوں نے مجھے دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور شکوہ بھی کیا کہ آپ کا اپنے بھائی کے پسماندگان کے ساتھ یہی سلوک رہ گیا ہے؟ آپ نے اُن کے فوت ہونے کے بعد ہمارا حال نہیں پوچھا! میں نے اُن سے معذرت کی۔ میں نے سیٹنگ دیکھا اور اتر دیا اور اُس میں جو کچھ تھا اُسے نکالا (یعنی درہموں کی تھیلی) اس میں دینار تھے۔ پھر میں نے اُس یہودی کو بلوایا میں نے اُس سے پوچھا کیا تمہارا حضرت صعّب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ قرضہ تھا؟ اُس نے کہا اللہ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت) صعّب رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے وہ رسول کریم روف ورجیم رحمۃ اللہ علیہ کے بہت اچھے اور نیک صحابہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے تھے۔ میں نے پوچھا: مجھے بتاؤ کتنے دینار تھے؟ اُس نے کہا دس دینار تھے اور میں نے اُنہیں معاف کر دیا۔ پھر میں نے تھیلی میں سے دس دینار نکال کر اُس کو دکھائے تو اُس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا یہ وہی دینار ہیں جو اُس نے مجھ سے قرض لئے تھے۔ حضرت عوف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا خواب کی ایک بات تو سچی ہوئی۔ پھر میں نے گھر والوں سے پوچھا کہ (حضرت) صعّب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد گھر میں کچھ نئے واقعات رونما ہوئے۔ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں فلاں واقعہ پیش آیا۔ یہاں تک کہ ملی کی موت کا واقعہ بھی بتایا۔ (حضرت

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا دو باتیں سچی ہوئیں۔ پھر میں نے پوچھا میری بھتیجی کہاں ہے؟ بولے کھیل رہی ہے۔ میں اُس کے پاس گیا اور اُس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو گرم پایا، اُسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اُن سے کہا اُس کی خوب خدمت کرو پھر وہ چھ دن کے بعد فوت ہوگئی۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی اور فقیہ آدمی تھے اُنہوں نے حضرت صعوب بن جشم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اُنہیں خواب میں دیکھ کر اُن کی بتائی ہوئی باتوں کو صحیح سمجھ کر اُن کی وصیت کے مطابق عمل کر دیا۔ یہ بھی ایک قسم کی فقہ ہے جو ذہین اور وسیع معلومات والے علماء کا حصہ ہے۔ ۳۳

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **ثَابِتُ أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا وَتَقْتُلَ شَهِيدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟** ”اے ثابت کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تیری زندگی قابلِ تعریف ہو، شہادت کی موت ہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ؟“ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيدًا** ۳۶ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بن شماس جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ نے جو غیبی خبر عطا فرمائی اُس کے مطابق ہی واقعہ ہوا۔ سبحان اللہ!)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی فرماتی ہیں میرے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگِ یمامہ میں شریک ہوئے۔ جب مسلمانوں اور مسیلہ کذاب کی فوجوں میں مدھ بھینٹ ہوئی اور مسلمانوں کو شروع شروع میں سخت پریشانی آئی، مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے (بعد ازیں فتح ہوئی) تو (حضرت) ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت واصل رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، کہنے

۳۳ کتاب الروح ص ۱۷-۱۵ کتاب الروح ص ۲۸ معصفت عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۳۹
دلائل النبوة جلد ۶ ص ۳۵۵ المعجم الکبیر للضمرانی امتداد حاکم جلد ۳ ص ۲۶۰ جلد ۲ ص ۶۸
۳۶-۳۷ کتاب الروح ص ۱۸

لگے ہم رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ کے ساتھ اس طرح دشمنوں سے نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر دونوں نے گڑھے کھودے اور آخری دم تک لڑتے رہے اور جامِ شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک بہترین زہر تھی (لوگوں میں سے) ایک مسلمان اُن کے پاس آیا اور اُن کی زہر کو اتار لیا۔ ایک دوسرے مسلمان کی خواب میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور فرمانے لگے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور خبردار اس وصیت کو خواب سمجھ کر ضائع نہ کر دینا۔ کل میری شہادت کے بعد ایک مسلمان نے میری (قیقی) زہر اتار لی ہے، اُس کا گھر آبادی کے آخر میں ہے۔ اُس کی پہچان یہ ہے کہ اُس کے خیمہ کے باہر ایک لمبی سی رسی کے ساتھ گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اُس شخص نے (اپنے گھر میں) زہر (کو چھپانے کے لئے اُس) کے اوپر ایک ہنڈیا اوندھی رکھی ہوئی ہے اور ہنڈیا پر کچا وہ رکھا ہوا ہے۔ تم (حضرت) خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ کسی بندے کو بھیج کر وہ زہر منگوائیں اور جب آپ حضرات مدینہ شریف جائیں تو خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنا کہ مجھ پر اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ وہ شخص (حضرت) خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خواب میں ملاقات اور زہر کا واقعہ سنایا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصیت جاری فرمائی۔ ۳۷ (یعنی جتنا قرض رہا تھا وہ زہر بیچ کر ادا کر دیا) ابنِ قیم الجوزی صاحب لکھتے ہیں اس خواب کی وصیت پر عمل کرنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے پاس والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا۔ ۳۸

وصال شدہ لوگوں کی روحوں کی ملاقات:

مَسْأَلَةُ شَرِيفَةِ كَبِيرَةِ الْقَدْرِ وَجَوَائِبُهَا أَنَّ الْأَرْوَاحَ قِسْمَانِ: أَرْوَاحٌ مُعَذَّبَةٌ وَأَرْوَاحٌ مُنْعَمَةٌ: فَبِئْسَ شُغْلٌ بِمَا هِيَ فِيهِ

۳۷ کتاب الروح ص ۱۸-۱۷ کتاب الروح ص ۱۹

مَنْ الْعَذَابِ عَنِ النَّوَارِ وَالْغُلَاقِ وَالْأَزْوَاحِ الْمُتَعَمَّةِ الْمُرْسَلَةِ
غَيْرِ الْمُحْبُوسَةِ: تَتَلَقَّى وَتَتَزَاوَرُ وَتَتَذَكَّرُ مَا كَانَ مِنْهَا فِي الدُّنْيَا
وَمَا يَكُونُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ۳۹

”یہ ایک اہم اور عظیم مسئلہ ہے۔ روحوں کی دو قسمیں ہیں۔ عذاب والی روحیں
(یعنی تجہیں والی) اور انعام یافتہ روحیں (یعنی علیین والی)۔ عذاب والی روحیں تو
عذاب میں مبتلا ہیں۔ انہیں آپس میں ملنے جلنے اور زیارت کی فرصت نہیں ہے۔ لیکن
انعام یافتہ روحیں آزاد ہیں۔ وہ آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ وہ ان واقعات کا ذکر کرتی ہیں
جو ان کے ساتھ پیش آتے ہیں اور ان واقعات پر بھی گفتگو کرتی ہیں جو دنیا والوں کو پیش
آتے ہیں۔ فَتَكُونُ كُلُّ رُوحٍ مَعَ رَفِيقِهَا الَّذِي هُوَ عَلَى مِثْلِ عَمَلِهَا
وَرُوحُ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَنْ
يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا) ۴۰
ہر روح اپنی رفیق اور ہم مثل والی روح سے ملتی ہے۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم ﷺ
درجہ حضرت محمد ﷺ کی روح اعلیٰ رفیقوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا
ارشاد ہے: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ
أُولَئِكَ رَفِيقًا (النساء: ۶۹)

”اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور رسول (کریم ﷺ) کا حکم
مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے فضل فرمایا یعنی انبیاء
صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔“

وَهَلِ هِيَ الْمَعِيَّةُ ثَابِتَةٌ فِي الدُّنْيَا وَفِي دَارِ الْبَرُزْخِ وَالْمَرْءُ

۳۹ کتاب الروح ص ۲۱۔ ۴۰ کتاب الروح ص ۲۱ ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۳۸ شرح التلخیص جلد
۷ ص ۱۵۶ بخاری جلد ۲ ص ۲۳۱ مسلم جلد ۲ ص ۲۸۶ مسند احمد جلد ۶ ص ۸۹ قرطبی جلد ۳ جز ۵
ص ۲۷۱۔

مَعَ مَنْ أَحَبَّ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا الثَّلَاثَةُ ۴۱ ”یہ معیت (مانا، ساتھ ہونا) دنیا
میں پایا جاتا ہے اور عالم برزخ میں بھی الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ”اور انسان اُس
کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اُس کو محبت ہوگی۔“ اور یہ تینوں جہانوں میں ہے دنیا،
برزخ اور آخرت میں۔

حضرت جریر علیہ الرحمہ سے روایت ہے وہ حضرت منصور علیہ الرحمہ سے وہ
حضرت ابوالضحیٰ علیہ الرحمہ سے اور وہ حضرت مسروق علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں
فرماتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ نے رسول کریم ﷺ کو دفن کر دیا
ﷺ سے عرض کیا: مَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَفَارِقَكَ فِي الدُّنْيَا فَإِذَا مِتُّ
وَقَعْتُ فَوْقًا فَلِمَ نُرَاكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ
وَالرَّسُولَ... الخ ۴۲ ہمیں آپ ﷺ سے اس دنیا میں ایک لمحہ بھی جدا
ہونا برداشت نہیں ہوتا۔ دنیا سے جانے کے بعد آپ ﷺ کا مقام ہم سے بلند تر ہوگا
تو ہم آپ ﷺ کا دیدار کیسے کر پائیں گے؟ جب صحابہ کرام ﷺ نے رسول کریم
ﷺ سے یہ سوال کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت ۶۹
نازل فرمائی جو آپ مذکور بالا عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

حضرت سعید بن جبشہ سے روایت ہے: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ
يَبْكِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا يَبْكِيكَ يَا قُلَانِي؟ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ
اللَّهِ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي
وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَنَا
أَذْكُرُكَ أَنَا وَأَهْلِي فَنَأْخُذُ فِي كَذِبٍ حَتَّى آرَاكَ فَلَمْ أَكْرُثْ
مَوْتِكَ وَمَوْتِي فَعَرَفْتُ أَنَّ لِي أَجَامَعَكَ إِلَّا فِي الدُّنْيَا وَإِنَّكَ

۴۱ بخاری جلد ۲ ص ۱۱۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۳۱ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۹۲ دار قلم جلد ۱ ص ۱۳۲ شرح
التلخیص جلد ۶ ص ۲۶۳ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۸۶ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۲ کتاب
(الروح ص ۲۱) ورنشور جلد ۲ ص ۵۸۹ (طبع جدید)۔

تَرَفُّعٌ فِي النَّبِيِّنَ وَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ كُنْتُ فِي أَذْنَى مَنْزِلَةٍ مِنْكَ فَلَمْ يَرِدِ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا) ۲۳

”انصار میں سے ایک صاحب روتے ہوئے نبی کریم ﷺ اور جیم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فلاں، تو کس لئے رورہا ہے؟ تو اُس نے عرض کیا یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی قسم وہ ذات جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں آپ ﷺ مجھے میرے اہل و عیال اور مال و متاع سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم وہ ذات جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں میں ہر وقت آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں۔ جب آپ ﷺ مجھے گھر میں یاد آتے ہیں تو میں آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر چین نہیں پاتا لیکن جب مجھے آپ ﷺ کے اور اپنے اس دُنیا سے جانے کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں مجھے دُنیا ہی میں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہے۔ آپ ﷺ کو تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں جنت میں گیا تو میں آپ ﷺ کے مقامِ اعلیٰ سے کہیں نیچے ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اُس انصاری صحابی ﷺ کو کوئی جواب عطا نہ فرمایا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت مبارک نازل فرمائی (یعنی سورت النساء کی آیت نمبر ۶۹)۔

جب کوئی نیک مسلمان فوت ہوتا ہے تو اُس کی فوسیدگی کے وقت اُسے کہا جاتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝ (الفجر: ۲۷-۲۸)

”اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ اُس سے تو راضی ہو، وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہوا اور میری جنت میں آ۔“

دجال اور یاجوج و ماجوج کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث معراج شریف کے قصے میں ہے۔ جب نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ نے معراج شریف کیا تو آپ ﷺ کی حضرت سیدنا ابراہیم حضرت سیدنا موسیٰ اور حضرت سیدنا عیسیٰ صلوات اللہ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن کے ساتھ قیامت کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ پہلے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں سوال کیا لیکن اُن کے پاس اُس کا علم نہ تھا۔ یہاں تک کہ بات حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے ساتھ ایک وعدہ فرمایا ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کے نکلنے کا ذکر فرمایا، پھر فرمایا: میں آسمانوں سے اُتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا اور وہ لوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ پھر اُن کا یاجوج و ماجوج سے آمنا سامنا ہوگا۔ وہ ہر بلندی سے اُٹھ رہے ہوں گے۔ جب وہ پانی کے قریب سے گزریں گے اُسے پی کر ختم کر دیں گے۔ غرضیکہ وہ جس چیز کے پاس سے گزریں گے اُسے برباد کر دیں گے۔ لوگ میرے پاس شکایت لے کر آئیں گے میں اُن کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کروں گا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُن قدام کو ماردے گا۔ اُن کے مرنے سے زمین پر بدبو پھیل جائے گی۔ تو زمین بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں اُن کی بدبو کی شکایت کرے گی اور لوگ مجھ سے شکوہ کریں گے۔ آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا۔ بارش کا پانی اُن کی لاشوں کو اٹھائے گا اور انہیں سمندر میں ڈال دے گا۔ پھر پہاڑ نکھیر دیئے جائیں گے۔ زمین چمڑے کی طرح لپٹ دی جائی گی (کھینچ لی جائے گی) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو قیامت پورے دنوں کی حاملہ کی طرح ہوگی کہ نامعلوم کس وقت جنم دے۔ ۲۴ یہ حدیث شریف روحوں کے اجتماع اور مذکورہ علم پر

کھلی دلیل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے رہ جانے والوں سے خوش ہوتے ہیں اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے بھی خوش ہوتے ہیں اور اس سے تین صورتوں میں روجوں کی باہمی ملاقات کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں اور زندہ ہیں اور باہم ملاقاتیں کرتے ہیں۔

(۲) وہ اپنے بھائیوں کے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور ملاقات سے فرحت محسوس کرتے ہیں۔

(۳) لغت میں استخبار، تباشر کے معنی میں آیا ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو خوشخبری دینا اور یہ مسئلہ خوابوں کا تواتر سے ثابت ہے۔ ۲۵

روحوں سے ملاقاتیں:

فَمِنْهَا مَا ذَكَرَهُ صَالِحٌ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ الْمُسْلِمِيِّ فِي النَّوْمِ بَعْدَ مَوْتِهِ فَقُلْتُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ لَقَدْ كُنْتُ طَوِيلَ الْحُزْنِ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ أَعْقَبَنِي ذَلِكَ فَرَحًا وَسُرُورًا دَائِمًا فَقُلْتُ: فِي أَيِ الدَّرَجَاتِ أَنْتَ؟ قَالَ: مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۲۶

حضرت صالح بن بشیر بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عطاء المسلمی علیہ الرحمہ کو ان کے فوت ہونے کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم دنیا میں بڑے غمزدہ رہتے تھے۔ فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی قسم اس طویل غم کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے طویل مسرت اور دائمی سرور عطا فرمادیا۔ میں نے پوچھا آپ کس درجہ میں ہیں۔ فرمایا میں انبیاء، صدیقین،

شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رَأَيْتُ مُسْفِيَانِ الشُّرُورَى فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ قَالَ لَقِيتُ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ ۲۷

”میں نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا اور ان سے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: مجھے (نبی کریم رکوف و رحمہ حضرت) محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔“

(۳) حضرت صخر بن راشد علیہ الرحمہ سے روایت ہے: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ فِي النَّوْمِ بَعْدَ مَوْتِهِ فَقُلْتُ لَيْسَ قَدْ مَتَ؟ قَالَ: بَلَى قُلْتُ: فَمَا صَنَعَ اللَّهُ بِكَ قَالَ: عَقَّرَ لِي مَغْفِرَةً أَحَاطَتْ بِكُلِّ ذَنْبٍ قُلْتُ: فَسَفِيَانِ الشُّرُورَى؟ قَالَ: بَخَّ بَخَّ ذَاكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۲۸

”میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ فوت نہیں ہو گئے تھے؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا؟ فرمایا اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی قسم ایسی دائمی بخشش اور خوشی عطا فرمائی جس سے کوئی گناہ باقی نہیں رہا۔ میں نے پوچھا آپ کس درجہ میں ہیں؟ فرمانے لگے میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر انعام ہوا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔“

جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے

ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ وَأَجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفُتَانُ۔ (صاحب ایمان) ایک دن رات اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کے لئے سرحد پر مستعد رہا۔ (دشمن کے مقابلے کے واسطے) اُس کا یہ عمل ایک ماہ کے روزوں اور راتوں کے قیام سے اعلیٰ ہے۔ اگر وہ اس حال میں مر گیا تو وہ جو نیک عمل کرتا تھا اُس کا ثواب ہمیشہ اُس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اُس کا رزق اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی بارگاہ سے اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ اور (قبر میں) منکر و نکیر کے سوالات سے محفوظ رہے گا۔ (یعنی اُس سے منکر و نکیر سوالات نہیں کریں گے)

شہید کو عذاب و سوال معاف:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَبَرَ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يَغْلِبَ لَمْ يُفْتَنْ فِي قَبْرِهِ۔ (جس نے جہاد میں دشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دل ہو کر لڑا، یہاں تک کہ شہید نہ کر دیا گیا یا دشمن پر غالب ہوا، اُسے قبر میں عذاب و سوال نہ کیا جائے گا۔)

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے روایت لکھی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ؟ ۱۔ مسلم جلد ۲ ص ۴۲۲ شرح الصدور ص ۱۳۵ مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۲۹ مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۲۷ نسائی حدیث نمبر ۳۱۶۷۷ مستدرک جلد ۵ ص ۳۴۰ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۳۵ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۲۷ المسند الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۱۸۷ کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۳۹۶-۱۰۶۶۲۔

أَلَا الشَّهِيدُ؟ قَالَ: كَفَى بِبَارِقَةِ الشُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً سِوَ "يُرِيكَ" اِتِّسَافِهِ كَيْفَ شَهِدَ سِوَاهُ مَوْثِقٌ قَبْرِهِ فِي أَرْمَاسِهِ مِثْلَ مَا جَاءَ؟ تَوَّابٌ ﷺ نے فرمایا: کہ تلوار کی کاٹ اُس کے لئے عذاب و سوال قبر سے بچانے کے لئے ہوگی۔

تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوں گے:

حضرت ابو القاسم سعدی علیہ الرحمہ سے "کتاب الروح" میں رقم ہے کہ صحیح آیات میں یہ لکھا ہے کہ بعض حضرات سے قبر میں سوال نہیں ہوگا اور اُن کے پاس منکر و نکیر نہیں آئیں گے، یہ حضرات تین قسم کے ہیں: (۱) ایک وہ کہ جنہوں نے ایسے اعمال سے ہیں کہ جن کے باعث اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اُن سے عذاب اور منکر و نکیر کا سوال توقف کر دیا ہے۔ (مثلاً وہ جو جہاد میں شہید ہو گئے)۔ (۲) وہ کہ موت کے وقت اُن پر ایسی سختی کی گئی کہ اُس کے عوض عذاب و سوال اُٹھا دیا گیا۔ (۳) وہ کہ جو ایسے دن دنیا سے جائے کہ اُس دن عذاب و سوال نہیں ہے۔ (مثلاً جمعۃ المبارک کا دن یا رات)۔ ۴۔ جمعۃ المبارک میں وصال:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَّاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔ (جو مسلمان شخص جمعۃ المبارک کے دن یا جمعۃ المبارک کی رات کو فوت ہو وہ فتنہ قبر (عذاب و سوال) سے محفوظ رہے گا۔)

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَا تَجْلِسَنَّ ۱۔ شرح الصدور ص ۱۳۵، قرطبی جلد ۲ ص ۴۲۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۶۱۰-۱۱۱۳۸، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۹۹-۱۰۳۳، جلد ۳ ص ۸۳ (طبع قدیم)۔ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۳۵۔ ۳۔ مستدرک جلد ۲ ص ۱۶۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۶۷، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۷۳، شعیب الأثرار جلد ۱ ص ۱۰۹-۱۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۰۴۵، شرح الصدور ص ۱۴۷، کتاب الروح ص ۱۰۹، مستدرک جلد ۲ ص ۱۶۹، مرقاۃ جلد ۳ ص ۳۱۵۔

أَحَدُكُمْ عَلَى جُمْرَةٍ فَتَحَرِّقُ نِيَابَهُ فَتَخْلُصُ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ رَسُولِكَ رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک شخص انگارے پر بیٹھے جس سے اُس کے کپڑے جل جائیں تو وہ آگ کے جسم پر پہنچ جائے، تو یہ بہتر ہے اس سے کہ کوئی شخص کسی کی قبر پر بیٹھے۔ (کیونکہ وہ پر بیٹھنے میں میت کی تذلیل ہے، قبر کو روندنا نہیں چاہئے اور اس صورت میں گویا قبر کی عزت کرنے کا حکم ہے)۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں انہی کریم رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لَنْ أَمْشِيَ عَلَى جُمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخِصْفٍ نَعْلِي بِرَجُلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا أَنَا لِي أَوْ سَطِّ الْقُبُورِ فَضِيْتُ حَاجَتِي أَوْ وَسَطِ السُّوقِ ۱ انگارے پر چلنا، تلوار پر چلنا یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانگنا (یعنی بہت تکلیف اٹھاؤں کیونکہ پاؤں سے جوتا ٹانگنا مشکل ہے) یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اس سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور پرواہ نہیں رکھتا یہ مجھے پسند ہے، اس بات سے کہ قبر پر یا بازار کے درمیان میں پیشاب یا پاخانہ کروں۔ (مطلب یہ ہے کہ بازار میں لوگوں کی شرم کی وجہ سے کسی طرح بول و براز نہیں کرتا، پس ایسا ہی مردوں سے شرم کرنی چاہئے)۔ یہ بات انس کی تعلیم کے لئے فرمائی۔

قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ نے فرمایا: لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَصَلُّوا إِلَيْهَا ۱ ابن ماجہ ص ۱۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۶۸-۵۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۹۷، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، مسلم حدیث نمبر ۹۷۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۲۸، ترمذی جلد ۳ ص ۱۵۷، حاشیہ ابن ماجہ جلد ۱ ص ۷۶ (مترجم وحید الزماں غیر مقلد)۔ ۵۔ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۰۳، ابن ماجہ ص ۱۱۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳، مسلم جلد ۳ ص ۳۱۲، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۵-۲۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۵، نسائی حدیث نمبر ۶۷۰۔

قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی اُن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

قبرستان میں جوتا اُتارنا:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول کریم رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسول کریم رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خصاصیہ! تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی طرف سے کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے رسول کریم رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ کے ساتھ چل رہے ہو؟ (یعنی اُس نے تمہیں اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی کسی بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ اُس نے مجھے ہر ایک بھلائی عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ان لوگوں نے بہت بھلائی کو پایا (کہ زندہ رہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول کریم رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ کو پایا اور اُن پر ایمان لائے) اور مشرکوں کی قبروں سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بھلائی سے پہلے ہی گزر گئے (یعنی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وقت نہ پایا) فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فَبَيَّنَّا لِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السَّبْيَتَيْنِ الْقَهْمَا ۱ پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتے پہنے قبروں میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے اپنی جوتیاں اُتار دے۔

جوتیاں اُتار کر پھینک دیں:

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ جن کا نام دو درجہ اہلیت میں زحم بن معید تھا آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا زحم بن معید تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بشیر ہو تو اُس وقت سے اُن کا نام ”بشیر“ پڑ گیا۔ فرماتے ہیں میں رسول کریم رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتے پہنے ہوئے قبروں کے بیچ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے صاحب

السَّبْتَيْنِ وَيَحْكُ أَلْقِي سَبْعَتَيْكَ فَتَنْظُرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلَعَهَا فَرَمَى بِهِمَا ۖ اے جو تینوں والے! تمہیں افسوس ہے اپنی جوتیاں اتار۔ اُس نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، اُسی وقت اپنی جوتیاں اتاریں اور پھینک دیں۔ یعنی پاؤں سے جوتے اتار دیئے اور قبروں کے نیچے ننگے پاؤں چلنے لگا۔

سوال: قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور چار پائی پر سونا اور گھوڑا باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے جبکہ جوتا پہننا سخت توہینِ امواتِ مسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں اس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا، چار پائی بچھانا، سونا اور بیٹھنا سب حرام ہے۔

عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں:

”حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ روف ورجیم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تشریف لائے مگر اُس (مرنے والے) کا ماں باپ کی اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اُس کے وضو نے اُسے بچالیا۔ ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر نے اُسے بچالیا۔ ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا، اُسے نماز نے بچالیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کے روزے آگئے اور اُس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے، وہ اُن کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن وہکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کا غسلِ جنابت آیا اور اُس کو میرے پاس بٹھا دیا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اُس کا حج و عمرہ آگیا اور اُس کو منور کر دیا۔

۱۱ ابوداؤد جلد ۴ ص ۱۰۳، ابن ماجہ ص ۱۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۰۔

ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اُس کو منہ نہیں لگاتا، تو صلہ رحمی آکر مؤمنین سے کہتا ہے کہ تم اس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور ہڈیوں کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اُس کا صدقہ آگیا اور اُس کو بچالیا۔ ایک شخص کو زہریہ (خاص قسم کا فرشتہ) نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اُس کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر آیا اور اُسے بچالیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے، لیکن اُس کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے مگر اُس کا حسنِ خلق آیا اور بچالیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملا دیا۔ ایک شخص کو اُس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اُس کا اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرنا آگیا اور اُس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کی نیکیوں کا وزن ہلکا رہا، مگر اُس کا سخاوت کرنا آگیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، لیکن اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے ڈرنا آگیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اُس کے وہ آسوا گئے جو اُس نے خشیتِ الہی میں بہائے تھے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور اپنی طرح لرز رہا تھا، لیکن اُس کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن آیا اور اُسے بچالیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا، لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغلی خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اُن کی زبان سے لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے (حضرت جبریل ﷺ) سے اُن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ بے گناہ لوگوں پر الزام لگانے والے ہیں۔ حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ سے مروی یہ حدیث پاک بہت عظیم ہے۔ اس میں ایسے مخصوص اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے۔ ۱۲

۱۲ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۹، شرح الصدور ص ۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۵۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۵ ص ۲۸۱، کتاب الروح ابن قیم ص ۱۱۰۔

زیارت قبور:

زیارت قبور کے بارے میں اُمت کا اتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت سُنتی ہے کیونکہ اس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں نرمی، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ میت اپنے زائر کو دیکھتی ہے اور اُن کا کلام سُنتی ہے۔

اجازت زیارت قبور:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ نے فرمایا: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاجِئِ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ النَّبِيدِ إِلَّا فِي سَفَاءٍ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا ۱۳ ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب جب تک چاہو رکھو (اور کھاؤ)۔ میں نے تمہیں شراب کے برتنوں (کو استعمال کرنے) سے منع فرمایا تھا، اب (ان برتنوں کو استعمال کرو اور) ان میں (پانی) پیا کرو لیکن نشہ کی چیز نہ پینا۔“

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ نے فرمایا: فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ الْمَوْتَ ۱۴ ”قبروں کی ۱۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹، مسلم جلد ۳ ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۹۸، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۴۵-۱۴۶، مسلم جلد ۳ ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۲-۵۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۷-۳۵۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۷، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۳۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۱۔

زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ نے فرمایا: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تَزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتَذَكِّرُ الْآخِرَةَ ۱۵ ”میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔“

جمعتہ المبارک کے دن زیارت قبور:

حضرت محمد بن نعمان تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے وہ اس حدیث شریف کو نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرَ آبَايِهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ لَهُ ۱۶ ”جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ المبارک کو زیارت کیا کرے گا تو اُس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضہ انور کی زیارت کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَابْنِي وَابْنَتِي وَابْنَتِي وَابْنَتِي اَنَّمَا هُوَ رَوْحِي وَابْنِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ قَوْلَ اللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ وَاَنَا مُشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ ۱۷ ”میں اپنے گھر میں جس میں رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ مدفون ہیں، چادر انکے چلی جاتی تھی اور کھتی تھی ایک میرے (عظیم الشان شوہر) ہیں اور دوسرے میرے والد (گرامی) ہیں پھر جب (حضرت سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ (وفات ہوئے تو اللہ کی قسم) امیر المؤمنین حضرت ۱۵ ابن ماجہ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۳-۵۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۸-۳۵۷، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۷۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۳۳، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۳۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۱۔

سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) سے شرم کے باعث بغیر کپڑا لپیٹے اس گھر میں نہ گئی۔

- (۱) اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ میت کا بعد وفات بھی احترام چاہیے۔
- (۲) غیر محرم بزرگوں کی قبور کا احترام اور ان سے شرم و حیا چاہیے۔
- (۳) قبر کے اندر سے مہیٹ باہر والوں کو دیکھتی ہے۔
- (۴) انہیں جانتی پہچانتی ہے۔

(۵) قبر کی مٹی اور تختے وغیرہ میت کی آنکھوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے لیکن راز کا لباس ان کے جسم کے لیے آڑ ہے۔ لہذا میت کو راز نگاہ نہیں دکھائی دیتا۔ یہ قانون قدرت ہے۔

اگر قبر گھر میں ہو یا عورت حج یا کسی سفر جائز کے لیے گئی ہو اور راہ میں کوئی قبر طے اس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع و فزع و تہجد و حزن و بکا و نوحہ و افرات و تفریہا ادب و غیرہ باسکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ ص ۵۶۲)

راستہ میں واقع قبر کی زیارت:

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما وحشی کے مقام پر فوت ہوئے۔ انہیں مکہ مکرمہ لایا گیا وہاں انہیں دفن کیا گیا۔ ایک مرتبہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس سے گذریں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) کی قبر کی زیارت کی اور یہ دو شعر پڑھے:

(۱) وَكُنَّا كُنْدَ مَالِي جَلِيْمَةً حَقِيَّةً

مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ: لَنْ يَنْصَدَّ عَا

(۲) فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاتَبَى وَمَالِكَا

لِطُؤِلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ يَبْتَ لَبِلَةً مَعَا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ لَوْ خَضِرْتُكَ مَا ذُقْتُ إِلَّا حَيْثُ مَثَلُ لَوْ

شہادتک ماؤز رنگ ۱۸

- (۱) ہم دونوں ایسے (بہن بھائی) تھے جیسے بادشاہ جزیہ کے دو ہم نشین کہ ایک ساتھ رہے برسوں زمانے میں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کبھی جدا نہ ہوں گے۔
- (۲) پھر ہم دونوں جدا جدا ہو گئے تو گویا کہ میں اور مالک باوصف بدلتوں ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ایک رات بھی ساتھ نہ رہے۔

پھر اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر میں (اس وقت تیرے پاس) ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرواتی جہاں تم مرے تھے اور اگر میں تمہیں موت کے وقت دیکھ لیتی تو اب کبھی قبر پر نہ آتی۔

- (۱) اس سے مسئلہ معلوم ہوا اگر راستے میں کسی عزیز کی قبر آجائے تو عورت اس کی زیارت کر سکتی ہے۔
- (۲) اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بہن بھائی جن کی مرتے وقت زیارت نہ کی گئی ہو ان کے مرنے کے بعد عورت ان کی قبر کی ایک بار زیارت کر سکتی ہے۔

عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے:

بحر الرائق جس میں ہے کہ أَلَا صَحَّ أَنَّ الرُّحْصَةَ ثَابِتَةٌ لَّهُمَا صحیح یہ ہے کہ رخصت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے۔ اُسی میں ہے۔

لَا يَنْبَغِي لِلنِّسَاءِ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْجَنَازَةِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَا هُنَّ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ الْعَرَفَنَ مَاؤُزَاتٍ غَيْرَ مَا جُورَاتٍ ۱۹

”عورتوں کو جنازے کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے اس کی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر جائیں گی تو ثواب سے خالی جبکہ گناہ سے بھاری ہو کر پلٹیں گی۔“

اتباع جنازہ جو کہ فرض کفایہ ہے جب اس کے لیے عورتوں کا نکلنا جائز ہوا

۱۸ جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۵۵۵ شرح المنیہ جلد ۳ ص ۳۰۳-۱۹ فتاویٰ رضویہ طبع جدید
جدید ص ۵۶۳ بحوالہ بحر الرائق (کتاب الجنائز) الحج۱۔ ایم سعید انڈیا کلکتہ کراچی جلد ۱ ص ۱۹۰
(طبع جدید)۔

تو زیارت قبور جو کہ صرف مستحب ہے اس کے لیے نکلنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟
رد المحتار فتح الخالق میں ہے:-

”اگر یہ زیارت غم تازہ کرنے اور رونے چلانے کے لیے ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے اور اسی پر یہ حدیث شریف محمول ہے: لَعَنَ اللَّهُ زَوَارِثَ الْقُبُورِ يَالْعَنَ زَوَارِثَ الْقُبُورِ ۲۰ (اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔“ اور اگر عبرت حاصل کرنے روئے بغیر رحم کھانے اور قبور صالحین سے برکت لینے کے لیے ہو تو جماعت مسجد کی حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے مکروہ ہے۔“ ۲۱

شروع اسلام میں زیارت قبور مردوں عورتوں سب کو ممنوع تھی کیونکہ لوگ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبروں کی پوجا نہ شروع کر دیں۔ جب اُن میں اسلام رائج ہو گیا تو یہ ممانعت منسوخ کر دی گئی۔

أَلَاذُنُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلرِّجَالِ عِنْدَ غَايَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالنِّسَاءِ فَقَدْ رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ زَوَارِثَ الْقُبُورِ ۲۲ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُرَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَلَمَّا رَخَّصَ عَمَّتِ الرُّخْصَةُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ لِلنِّسَاءِ لِقَلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جُرْعِهِنَّ ۲۳

”مردوں کو خاص طور پر زیارت قبور کی اجازت فرمائی گئی ہے اور عام طور پر

۲۰ مشکوٰۃ ص ۵۴۸ حدیث نمبر ۷۷۷۷ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۰۲ کفر الاعمال حدیث نمبر ۲۵۰۳۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸۸ نسائی حدیث نمبر ۱۰۲۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۵ مسند احمد جلد ۴ ص ۳۵۶۲۳۷ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۶ ابن حبان حدیث نمبر ۷۸۹۰۷۱ فتاویٰ رضویہ طبع جدید جلد ۴ ص ۵۲۳ بحوالہ رد المحتار (مطلب فی زیارة القبور) اداره الطباعة المصریہ مصر جلد ۴ ص ۱۰۸۱ ۲۲ شرح السنہ جلد ۳ ص ۳۰۲ مرقۃ جلد ۴ ص ۲۱۲ نسائی حدیث نمبر ۲۰۲۳ جامع ترمذی جلد ۴ ص ۲۰۳ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۷۷۷ مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۲۲ ۲۳ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۵۲۔

عورتوں کو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں۔ بعض اہل علم نے فرمایا ہے یہ زیارت قبور کی رخصت دینے سے قبل کا حکم ہے جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رخصت عنایت فرمادی تو مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی رخصت ہو گئی بعض علماء نے کہا نہیں بلکہ عورتوں کو زیارت قبور مکروہ ہے اس لیے کہ ان کو صبر کم ہوتا ہے اور جزع و فزع رونا چیخنا چلانا بہت ہوتا ہے۔

حضرت امام قاضی علیہ الرحمہ سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اُس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب عورت گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو تمام اطراف سے شیطان اُسے گھیر لیتا ہے جب قبر تک پہنچتی ہے تو میت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے اور جب واپس آتی ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی لعنت میں ہوتی ہے۔“ ۲۴

عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات:

۱۔ مختار میں ہے:- عورت اپنے گھر سے نہ نکلے مگر اپنے حق کے لیے یا اپنے اوپر کسی کے حق کے لیے یا ہر جمعۃ المبارک میں ایک بار والدین کی زیارت کے لیے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیے یا اس وجہ سے کہ وہ دایہ ہے یا میت کو نہلانے والی ہے (جج بھی اسی حکم میں ہے) ان کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے اگر شوہر نے اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔“ ۲۵

عورتوں کا زیارت قبور کرنا:

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:- ”میں سوائے حاضری روضۃ انور کہ جو واجب یا قریب واجب ہے مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی (فضل فی الجنائز) ص ۵۹۵ سبیل الیذی لا یور۔ ۲۵ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۶۱ بحوالہ رد المحتار کتاب النکاح (باب المہر) مطبع مجتہدی دہلی جلد ۴ ص ۲۰۲۔

عورتوں کا جانا باجائے غیہ علامہ محقق ابراہیم طیبی علیہ الرحمہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اس طوفان بدتمیزی و رقص و مزامیر و سرود میں جو آج کل جنال نے اور اس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں مردوں عوام الناس کو بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ کہ عورتوں کے لیے جو نازک شیشیاں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۱)۔

قبر انور پر چہرہ رکھنا:

أَقْبَلَ مِرْوَانَ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَاتَّخَذَ مِرْوَانُ بَرَقِيَّتَهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَذَرِي مَا تَصْنَعُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ إِنِّي لَمْ أَتِ الْحَجَرَ إِنَّمَا جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ أَتِ الْحَجَرَ ۖ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَبْكُوا عَلَى الَّذِينَ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلَكِنْ أَبْكُوا عَلَى الَّذِينَ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ ۖ ۲۶

”مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ (حضور نبی کریم ﷺ کی) قبر (انور) پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ مروان نے اُن کی گردن مبارک پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو؟ اس پر اُن صاحب نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں انہیں پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے دین پر نہ روؤ جب اس کا اہل اُس پر والی ہو۔ ہاں! اُس وقت دین پر روؤ جبکہ نہ اہل والی ہو۔“

یہ صحابی حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ تعظیم قبر اور روح مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے۔ وہ لوگ مروان کا ترکہ ہیں جو زیارتِ قبور اور احترامِ قبور اور تعظیمِ روح مطہر کا شعور نہیں رکھتے۔ تعظیمِ قبر سے جدا ہو کر تعظیمِ روح کریمِ رؤف و رحیم کی برکت لینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور اہل سنت و

۲۵۸ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۴۵ مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۵۱۵ ص ۶۰ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۲۲ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۱ ۲۶ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۴۵ کنز العمال جلد ۶ ص ۹۸ حدیث نمبر ۶۹۶۷ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۴ ص ۱۵۸ حدیث نمبر ۳۹۹۹ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۲۲ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۱ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔

جماعت کو اُن کی میراث ملی ہے۔ واللہ الحمد (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۳۲۱)۔

زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟

قبروں والوں کو سلام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبُورِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثَرِ ۖ ”نبی (کریم رؤف و رحیم) ﷺ مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر سے گزرے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ (مبارک) فرمایا اور پھر فرمایا: ”اے قبروں والو! تم پر سلام ہو واللہ (ﷻ) ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہم سے اگلے ہو (پیشرو ہو) پہلے گزر گئے ہو (اور ہم تمہارے پیچھے ہیں)۔“ (یعنی تم ہم سے پہلے چلے گئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں)۔

مسئلہ: آپ ﷺ قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے کہ زیارتِ قبور کے وقت اس طرح کھڑے ہونا چاہئے۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اُن دعاؤں و کلمات سے اہل قبور کو نوازتے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تَوَعَدُونَ عَذَابًا مُّوجِلُونَ وَإِنَّا إِنشَاءُ اللَّهِ بِكُمْ لَا حِفْظُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ ۲۸

”اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقہ والوں کو بخش دے۔“

۲۹ ترمذی جلد ۳ ص ۲۰۳ دارمی جلد ۳ ص ۳۳ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۵ ص ۱۰۸ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۷۲۰ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۱۲۲-۳۱۱۲۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۹ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۲-۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۳ مسلم جلد ۳ ص ۳۱۱ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۶۔

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ رؤف ورؤف ﷺ انہیں یعنی ہمیں سکھاتے تھے کہ جب قبروں پر جائیں تو یوں کہیں: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَأَنَا أَنْشَاءُ اللّٰہُ بِکُمْ لَا حِقْقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمْ الْعَافِیَةَ ۲۹

”اے مؤمنین اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو! انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ ﷻ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔“
شرح السنۃ میں ”لَا حِقْقُوْنَ“ کے بعد اَنْتُمْ لَنَا قَرُوطٌ کے الفاظ بھی ہیں۔ ۳۰
(یعنی تم ہمارے پیش خیمہ ہو)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا قبرستان جا کر پہلے سلام کرنا پھر قبرستان والوں سے گفتگو کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد دعا و استغفار کے ذریعے اہل قبور کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا مردے باہر والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے ایک رات آپ ﷺ کو بستر میں نہ پایا، تلاش کے بعد دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا قَرُوطٌ وَاَنَا بِکُمْ لَا حِقْقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُمْ ۳۱ ”سلام ہو تم پر اے گھر والو! جو مؤمنین ہیں تم ہمارے پیش خیمہ ہو اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمیں ان کے ثواب سے محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈالنا۔“

۵۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے رسول کریم ﷺ رؤف ورؤف ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں؟ نبی کریم ﷺ رؤف ورؤف ﷺ نے ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲، ۳۱ ابن ماجہ ص ۱۱۲۔

مایا: (زیارت قبور کے وقت) یوں کہا کرو: السَّلَامُ عَلَیْ أَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَا حِقْقُوْنَ ۳۲ ”مؤمنوں مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام ہو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمارے لئے کچھ بچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔“

ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا: هَذَا بِحِطَابٍ لِّمَنْ سَمِعَ وَ یَعْقِلُ وَلَوْ لَا ذَٰلِکَ لَکَانَ هَٰذَا الْخِطَابُ بِمَنْزِلَةِ خِطَابِ الْمَعْدُوْمِ وَالْجَمَادِ ۳۳ ”اس قسم کا خطاب اس سے کیا جاتا ہے جو سنتا اور سمجھتا ہو ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا جیسا معدوم اور جمادات سے ہوتا ہے۔“ (جو صحیح نہیں ہے)
ابن قیم الجوزی نے مزید لکھا ہے:

وَالسَّلَفُ مُجْمَعُوْنَ عَلَیْ هَٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْأَقَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ الْمَيِّتَ یَعْرِفُ زِیَارَةَ الْحَیِّ لَهُ وَیَسْتَبْشِرُ بِهِ ۳۴ ”اسلاف کا اس پر اتفاق ہے کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور ان سے خوش ہوتے ہیں۔“
مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور زیارت قبور فرماتے۔ اس دعا: اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ کی وجہ سے بعض مومن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس خصوصی دعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔

میت پہچانتی ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ الْمَیِّتَ لَیَعْرِفُ مَنْ یَّحْمِلُهُ وَمَنْ یُّغْسِلُهُ وَمَنْ یُدْفِنُہُ اِلٰی الْقَبْرِ ۳۵ ”میت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور ۳۲ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۷۹، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۶۰، مصنف مہارزاق جلد ۳ ص ۵۷۵، ۵۷۴، ۵۷۳ کتاب الروح ص ۵-۳ کتاب الروح ص ۵-۳، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۱، مدۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۷۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۳۔

جو اُسے قبر میں آتا رہتا ہے۔ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:
وَإِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فَمِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يَرَاهُ عِنْدَ غَسْلِهِ وَعِنْدَ
حَمْلِهِ حَتَّى يَصِلَ إِلَى قَبْرِهِ ۚ ۳۶ ”جب آدمی مر جائے تو جو لوگ اُسے غسل
دیتے ہیں اور اُس کو اٹھاتے ہیں تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے۔
مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

ابن ابی الدنیا نے ”کتاب القبر“ میں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں رسول کریم روف ورجیم ﷺ
نے فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ وَرَأَى
عَلَيْهِ حَتَّى يَقُومَ ۚ ”جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت
پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔“
(۲) ابن ابی الدنیا اور امام تہجدی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول کریم روف ورجیم ﷺ نے فرمایا ہے اِذَا
مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ رَدْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَرَفَهُ وَإِذَا
مَرَّ بِقَبْرِ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ رَدْ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۚ ”جب کوئی مسلمان
اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو
جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو
نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے۔ نیز ابن ابی
الدنیا سے ”کتاب القبر“ میں یہ روایت بیان کی ہے اور ابن عبد اللہ علیہ الرحمہ سے
”کتاب الاستدکار“ میں اور ”تمہید“ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا ہے۔

ابن عبد البر علیہ الرحمہ سے روایت ہے یہ بات رسول کریم روف ورجیم
ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلَى قَبْرِ
۳۶ عمدة القاری شرح بخاری جلد ۴ ص ۸۲ ۲۱۰ تفسیر البخاری جلد ۷ ص ۳۳۷ ۳۳۷ شرح العبد
ص ۱۹۶ کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۱۳۵ ۱۳۸ شرح الصدوق ص ۱۹۶ کتاب الروح ص ۱۳۸

أَخِيهِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَسَلِّمْ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوْحَهُ
حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۚ ۳۹ ”جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے
گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ)
اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔“

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم ”کتاب
الجنائز“ کے باب ”دَفْنُ الْمَيِّتِ“ کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں:
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت
فرمایا: إِذَا آتَاكِ فَلَا تَصْحَبِي نَائِحَةً وَلَا نَارًا فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشْتُوا
عَلَى التَّرَابِ شَيْئًا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَلْبًا مَا يُنْحَرُ جُزُورًا وَ
يُقَسَّمُ لِحْمِهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ
رَبِّي؟ ”جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے
اور نہ آگ جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالو پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر یعنی
اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے
مجھے اُنس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟“

دفن کے متعلق مسائل:

ایک یہ کہ قبر پر مٹی آہستگی سے ڈالی جائے کیونکہ ”شن“ آہستہ مٹی ڈالنے کو
کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دفن کے بعد قبر کے آس پاس حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا
سنت ہے۔ تیسرے صاحب قبر حاضرین کو جانتا پہچانتا ہے اور اُن کی موجودگی میں
اُس کی وحشت قبر دور ہوتی ہے اُنس حاصل ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حاضرین کا میت کو
بعد دفن تلقین کرنا یعنی کلمہ تکبیر یا تسبیح شاکر اُسے سوالات تکبیرین کے جوابات بتانا
سنت ہے۔

۳۹ کتاب الروح ص ۱۵ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵ ۳۷۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۹ مرآۃ جلد ۳ ص ۳۹۷
مسلم جلد ۶ ص ۷۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸ کتاب الروح ص ۱۱

مرنے کے بعد کلام:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ان کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ انہی کو ابن خارجہ خزرجی انصاری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ نے ”ذکر الصحابہ“ میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زبیر الانصاری الخزرجی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

شَهِدَ بَدْرًا تَوْفَىٰ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَهُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ
بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَقِيلَ بَلْ هُوَ خَارِجَةُ بْنُ
زَيْدٍ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

”بدر میں شامل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ابو نعیم اور ابن عبد البر (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید (رضی اللہ عنہ) تھے مگر قول اول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب ”جلاء الافہام“ میں لکھا ہے۔ جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۲ (چھاپہ مکتبۃ المصنعی القاہرہ) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریہ الرضویہ بالجامعہ البغدادیہ گلبرگ فیصل آباد) کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۳ (چھاپہ دارالفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب ”الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام“ ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

سوالات و جوابات

از فتاویٰ رضویہ شریف

سوال: جب بزرگوں کے مزارات شریف پر چائیں تو فاتحہ شریف کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ شریف میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

جواب: مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پسائنتی کی طرف سے چائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز کے ساتھ باادب سلام عرض کرے۔ السلام علیک یا سیدی رحمۃ اللہ وبرکاتہ درود شریف تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۃ اخلاص سات بار، پھر درود شریف سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۃ یسین اور سورۃ ملک بھی پڑھ کر اللہ عز وجل سے دعا کرے کہ الھی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عز وجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالافتاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبر پر جانے سے مُردہ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا کوئی عزیز آیا یا کوئی شخص آیا اور زندہ کو مُردہ کی قبر پر جانے سے مُردہ کو کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی ہے یا نہیں، اور وہ کچھ پڑھ کر ثواب بخشے تو مُردہ کو علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر جو کوئی جائے مُردہ دیکھتا ہے اور جو کچھ کلام کرے وہ سنتا ہے اور جو ثواب پہنچائے مُردہ کو پہنچتا ہے، اگر کوئی عزیز یا دوست جائے تو اُس کے جانے سے مُردہ کو راحت اور فرحت ملتی ہے جیسے دنیا میں۔ یہ سب مضامین صحاح احادیث میں وارد ہیں۔ ۲

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۲ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔ ۲۔ گذشتہ صفحات میں احادیث مبارکہ کبھی جا چکی ہیں۔

سوال: زید کی عزیز کی قبر پر ہر روز جاتا تھا پھر جانا بند کر دیا، مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ اُس مردہ کو زید کے آنے اور جانے سے کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی تھی یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب سوال سابق میں آگیا ہے شک اعزہ و احباب کے جانے سے اموات کو فرحت ہوتی ہے اور دیر لگانے سے اُن کا انتظار رہتا ہے۔

سوال: کیا ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنا بعد نماز فجر افضل ہے یا بعد نماز عصر یا مغرب؟ اور بعد نماز مغرب زیارت کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: زیارت ہر وقت جائز ہے، مگر شب میں تنہا قبرستان نہ جانا چاہئے اور زیارت کا افضل وقت روز جمعہ بعد نماز صبح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زید قبرستان میں جا کر اس طرح پر فاتحہ شریف پڑھتا ہے کہ اول قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر تمام اہل قبور کی ارواح کو ثواب بخشا ہے پھر اپنے کسی عزیز خاص یا کسی اہل اللہ کی قبر پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر ایک ایک کو جدا جدا ثواب بخشا ہے تو کیا جدا جدا قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے سے اُس کے عزیز جیسے والدین و بھائی بہن وغیرہ کو کچھ ثواب یا فرحت بہ نسبت دیگر اہل قبور کے زیادہ ہوگا یا نہیں؟ اور اس جدا جدا قبر پر جانے سے والدین کا حق اور ولی کا مرتبہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ اس صورت میں جس جس کے لئے جدا جدا فاتحہ شریف پڑھے گا اُسے ثواب زائد پہنچے گا اور فرحت زیادہ ہوگی اور والدین و اعزہ کی قبر پر جدا جدا جانے سے اُس حاصل ہوگا جیسے حیات میں۔ اور ولی کے مزار پر جدا جدا حاضر ہونے میں اُس کی خاص تعظیم ہے جو ایک عام بات میں شامل کرنے سے نہیں ہو سکتی۔ زید کا یہ فعل بہت احسن ہے مگر اس کا لحاظ لازم ہے کہ جس قبر کے پاس بالخصوص جانا چاہتا ہے اُس تک قدیم راستہ ہو، اگر قبروں پر سے ہو کر جانا پڑے تو اجازت نہیں۔ سر راہ دور کھڑے ہو کر ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر ایصالِ ثواب کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زیارت قبور کے وقت قرآن مجید پڑھ کر بخشے والے کو بھی کچھ ثواب ملے گا یا نہیں کیونکہ زید کہتا ہے کہ بخش چکے تو پھر ہمارے پاس کیا رہ گیا، آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝۵ تو کیا احسان کا بدلہ احسان بھی جاتا رہا؟

جواب: زید غلط کہتا ہے وہ دنیا کی حالت پر قیاس کرتا ہے کہ ایک چیز دوسرے کو دے دیں تو اپنے پاس ہی نہ رہے۔ وہاں کی باتیں یہاں کے قیاس پر نہیں، صحیح حدیث میں فرمایا گیا کہ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے اُن کی زوجیں شاد ہوں اور یہ اُن کے ساتھ نیکو کار رکھا جائے اور دونوں کو پورے حج کا ثواب ملے اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو۔ اس کی نظیر دنیا میں علم ہے کہ جتنا تقسیم کیجئے اوروں کو ملتا ہے اور اپنے پاس سے کچھ نہیں گھٹتا بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: کیا قبرستان میں کلام شریف یا پنج سورہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر کے پاس تلاوت زبانی یاد کیج کر ہر طرح جائز ہے جبکہ لوجہ اللہ ہو اور قبر پر نہ بیٹھے، نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہنچنا ہو اور اگر بغیر اس کے وہاں تک نہ جاسکے تو قبر کے نزدیک تلاوت کے لیے جانا حرام ہے بلکہ کنارے ہی سے جہاں تک بغیر کسی قبر کو روندے جاسکتا ہے، تلاوت کرے۔

ذکر مختار میں ہے:-

(ترجمہ) ”قبرستان کے اندر ایسے راستے پر چلنا ممنوع ہے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ بنایا گیا ہے یہاں تک کہ جب اپنی منیت کی قبر تک کسی دوسری قبر کو پامال کئے بغیر نہ پہنچ سکتا ہو تو وہاں تک جانا ترک کرے۔ رات کو دفن کرنا اور قبر کے پاس تلاوت کرنے والوں کو بٹھانا مکروہ نہیں۔“ صحیح بخاری مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: کیا قبر پر سبزی یا پھول یا گرتی رکھنا، جلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر سبزی پھول ڈالنا اچھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قبروں پر گلاب وغیرہ کے پھول رکھنا اچھا ہے۔ رد المحتار میں ہے:- ”پھول

جب تک تر رہتا ہے اللہ (ﷻ) کی تسبیح کر کے منیت کا دل بہلاتا ہے اور اللہ

(ترجمہ) کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس بات سے اور حدیث پاک کے اتباع کے لحاظ سے اس کا مندوب (یعنی نمائندہ) ہونا اخذ ہوتا ہے۔ اسی پر اس قیاس بھی ہوگا جو ہمارے زمانے میں اس وغیرہ کی شائیں رکھنے کا دستور ہے۔ اگر جنتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوئے اوب اور بدقالی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **سَقَفُ الْقَبْرِ حَقُّ الْمَيِّتِ** (قبر کی چھت مہیت ہے)۔ ہاں قریب قبر خالی زمین پر رکھ کر سگائیں کہ خوشبو ہے۔

سوال: بوسہ قبر کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض علماء اجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں "کشف الغطاء" میں ہے: (ترجمہ) کفایت الشی میں قبر والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک اثر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس صورت میں کوئی حرج نہیں اور شیخ بزرگ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں بعض آثار میں اس کے وارد ہونے کا اشارہ کیا اور اس پر کوئی حرج نہیں۔ مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیے۔ "اشعۃ الممعات" میں ہے: مسح نہ کند قبر را بدست و بوسہ نہ دہد آں را۔ "قبر کو ہاتھ نہ لگائے نہ ہی بوسہ دے۔"

مدارج النبوة شریف میں ہے۔

(ترجمہ) قبر والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک روایت حضرت امام ربیع علیہ الرحمہ کر کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قبر کا طواف کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض علماء نے اجازت دی "مجمع البرکات" میں ہے: اگر دو قبر تین بار طواف کر سکتا ہے۔ مگر رائج (یعنی قابل ترجیح) یہ کہ منوع ہے۔ حضرت مولانا علی قاری

۵۔ رد المحتار باب صلوة الجنائز ادارۃ الطباعة المصریہ مصر ۱۶۱۱ھ۔ فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ ص ۳۵۲ (نورانی کتب خانہ پشاور) کشف الغطاء (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۲۶) اشعۃ الممعات باب زیارة القبر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۶۱۱ھ۔ مدارج النبوة ذکر نماز گزاروں آنحضرت ﷺ خلف ابو بکر راجح مکتبہ نوریہ رضویہ جلد ۲ ص ۲۲۳۔ مجمع البرکات۔

علیہ الرحمہ "مسک متوسط" میں تحریر فرماتے ہیں: **الطَّوَافُ مِنْ مُخْتَصَّاتِ الْكَعْبَةِ الْمَنِيْفَةِ فَيُحَرِّمُ حَوْلَ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ** طواف کعبہ کی خصوصیات سے ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں کے گرد حرام ہوگا۔ مگر اسے مطلقاً شرک ٹھہرا دینا۔ محض باطل و غلط اور شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔

سوال: قبر کس قدر بلند کرنی جائز ہے؟

جواب: ایک بالشت یا کچھ زائد۔ فی الذر المختار یسنم قدر شبر ۱۲ فی رذ المختار أو اکثر شینا قلیلاً بدائع ۱۳ ایک بالشت کی مقدار کو ہاں کی طرح بنادی جائے (در مختار) یا کچھ زیادہ کر دی جائے، بدائع۔

حلیہ میں ہے:

تَحْمِلُ الْكِرَاهَةَ عَلَى الزِّيَادَةِ الْفَاحِشَةِ وَ عَدَمُهَا عَلَى الْقَلِيلَةِ الْمُبْلَغَةِ لَهُ بِمِقْدَارِ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ أَوْ مَا فَوْقَهُ قَلِيلًا ۱۴ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"کراہت بہت زیادہ اونچی کرنے پر محمول ہے اور عدم کراہت قلیل زیادتی پر جو ایک بالشت کی مقدار ہو یا اس سے کچھ زائد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا پیرو مرشد کے مزار کا طواف کرنا اور مزار شریف اور مزار شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور آنکھوں سے لگانا اور مزار سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کے ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مزار شریف کا طواف کہ محض بہتیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ معظمہ ہے۔ مزار شریف کو بوسہ نہ دینا چاہیے۔ علماء کرام کی آراء اس میں مختلف ہیں۔ لہذا بہتر ہے بچنا اور اسی میں اوب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا ہو منع نہیں ہو سکتی **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ** "اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: حکم نہیں مگر اللہ (ﷻ) کا"۔ ہاتھ باندھے

۱۱۔ مسک متوسط مع ارشاد الساری دارالکتب العربیہ بیروت ص ۳۴۲۔ ۱۲۔ در مختار باب صلوة الجنائز مطبع مجتہدی دہلی ۱۲۵۱ھ۔ ۱۳۔ رد المحتار باب صلوة الجنائز ادارۃ الطباعة المصریہ مصر ۱۶۱۱ھ۔ ۱۴۔ حلیہ المکملی شرح مدیہ المصلی۔ ۱۵۔ یوسف ص ۳۰۔

اُلٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ اُوب ہے اور جس اُوب سے شرع نے منع نہ فرمایا ہو اُس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اُس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مزارات اولیائے کرام علیہم رحمۃ المصنعم کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا کیسا ہے؟

جواب: فی الواقع بوسہِ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے جو دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر ہے داعی محبت ہے اور مانع اُوب تو جسے غلبہٗ محبت ہو اُس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہی احوط (بہتر) ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل؟ (یعنی چومنا کیسے ہو سکتا ہے؟) عالمِ مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہ "خلاصۃ الوفاء شریف" میں جدار مزار انور کے چھونے و چومنے و طواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:

(ترجمہ) یعنی "حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ امام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کوئی شخص نبی کریم ﷺ و رفیم ﷺ کے منبر شریف کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے، فرمایا، اس میں کچھ حرج نہیں"۔ ۱۶

سید قدس سرہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے یہ حدیث بہ حسن روایت فرمائی ہے۔ نیز فرماتے ہیں: ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سید صحیح ابووردیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ اُن سے فرماتے ہیں: اے بلال! یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے۔ مزار پر انوار پر حاضر ہو کر

۱۶ وقاء الوفا الفصل الرابع فی آداب الزیارة والحجۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۴ھ
۱۷ وقاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ اولیاء الزیارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۹ھ

رونا شروع کیا اور منہ قبر شریف پر ملنے لگے۔ ۱۸ حضرت امام حافظ عبدالغنی علیہ الرحمہ وغیرہ اکابر فرماتے ہیں۔ یعنی زیارت اقدس کے لیے شد الرحال کرنے میں (یعنی سفر کے لئے کجاوے باندھنے میں) ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یہ عمل کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ ۱۹

عالمِ مدینہ (سید نور الدین سمہودی علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں:-

(ترجمہ) "خلیب بن حمہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسار رکھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنا دایا ہاتھ اُس پر رکھتے۔ پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔ اور ابن ابی الصیف علیہ الرحمہ اور امام محبت طبری علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسلعلیل بھی علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ المنکدر تابعی علیہ الرحمہ کو ایک مرض لاحق ہوا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر رضی اللہ عنہ پر رکھتے، کسی نے اس پر اعتراض کیا، فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے مزار اقدس سے شفاء حاصل کرتا ہوں"۔ ۲۰

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی کی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب "حسن التوسل فی زیارة افضل الرسل" میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) "خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور دائرہ می رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا مگر

۱۸ وقاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ اولیاء الزیارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۶ھ/۱۹ وقاء
۱۹ وقاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ اولیاء الزیارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۷ھ/۲۰ وقاء الوفا
المصل الرابع فی آداب الزیارة والحجۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۶ھ

اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اُسے اس پر ہاتھ ہو۔ ۲۱ پھر فرماتے ہیں:

(ترجمہ): ”علاوہ بریں میں تھے یہاں ایک ایسا تھنہ دیتا ہوں جس سے معنی تھنہ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملہ والدین سکی علیہ الرحمہ دارالحدیث کے اُس بچھونے پر جس پر حضرت امام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے، ان کے قدم کی برکت لیتے اور اُن کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اُس پر ظاہر کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دارالحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اُس جگہ پر جس کو قدم نووی علیہ الرحمہ نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام شمس خاتمہ المجتہدین آستانہ بیت الحرام حطیم شریف پر جہاں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا مزار کریم ہے، اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے۔ ۲۲ ہاں جملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابر صحابہ علیہم السلام اور جملہ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے۔“

حضرت امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدی ”حقیقۃ ندیہ شریعہ طریقہ محمدیہ“ میں فرماتے ہیں: (ترجمہ): ”جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یا دیگر ائمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا گناہ نہیں کہ اُس پر انکار اور اُس سے منع کرنا واجب ہو، ہاں گناہ وہ ہے کہ اُس کے حرام ہونے اور اُس کے منع ہونے پر اجماع ہو۔ ۲۳ واللہ تعالیٰ اعلم“

سوال: کیا قبروں کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ زیارت قبور کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہیے۔ زیارت قبر منیت کے موبلہ میں کھڑے ہو کر ہو۔

۲۱ حسن التوسل فی زیارۃ الفضل الرسل (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۳۱) ۲۲ حسن التوسل فی زیارۃ الفضل الرسل - ۲۳ حقیقۃ ندیہ شریعہ طریقہ محمدیہ جلد ۱ ص ۳۳۳ الکلام فی حال الخطیۃ مکتبہ نور رضویہ سکھر ۲۰۹/۲

اُس کی پاکبختی کی طرف سے جائے کہ اُس کی نگاہ کے سامنے ہو، سر ہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑے، سلام و ایصالِ ثواب کے لیے اگر دیر کرنا چاہتا ہے۔ زوہتر بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے، اگر ولی کا مزار شریف ہے تو اُس سے فیض لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبور شہداء یا اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر جا کر اور قبر شریف ہی پر مالیدہ یا شیرینی مع پھول وغیرہ نیاز کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیاء کرام و شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ایصالِ ثواب مندوب و ثواب۔ اور مالیدہ و شیرینی خصوصیات عرفیہ میں اگر وجوب نہ جائے حرج نہیں اور قبر پر لے جانے کی نہ ضرورت نہ اس میں معصیت۔ ہاں اُسے شرعاً لازم جانے بغیر اُس کے فاتحہ شریف کا قول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اس اعتقاد سے احتراز لازم ہے۔ قبور مسلمین خصوصاً قبور اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، فتویٰ عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح فرمائی مگر شیرینی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں لے جائے اُس کو قبر پر نہ رکھے۔ یہ ممنوع ہے۔

سوال: جس شہید یا ولی اللہ کے مزار شریف کا حال ہم کو معلوم نہیں ہے کہ آیا کسی کا مزار شریف ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس کا ہے؟ مرد اہل اسلام، یہودی یا نصاریٰ یا عورت یہودی یا نصاریٰ یا مسلمان کا تو اس مزار شریف پر فاتحہ شریف پڑھنا بطریق مذکور نیاز وغیرہ کرنا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی، اُس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں مسلمان کی قبر کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب اور قبر کافر کی زیارت حرام اور اُسے ایصالِ ثواب کا قصد کفر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ...وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ۲۴ اُس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہونا۔ اور فرمایا: ...وَمَآلَہٗ فِی الْآخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ۲۵ اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور فرمایا: ...اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مَہْمَا عَلٰی الْکَافِرِیْنِ ۲۶ ”بیشک اللہ (ﷻ) نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا۔“

یہ منع ہے، یعنی نہ کھائے۔ (جیسا کہ ”فتح القدیر“ اور ”مجمع البرکات“ میں ہے)۔

سوال: بزرگوں کے مزار شریف پر عرسوں میں یا اُس کے علاوہ بھی عورتیں جاتی ہیں یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب میں حاجت برآری کے لیے اور وہاں ٹھہرتی ہیں اور اُن کے لیے ٹھہرنے کے لیے وہی قبرستان ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ باتیں بڑی ہیں تو اُس بزرگ میں تصرف اور قوت اُس کے روکنے کی ہے یا نہیں؟ اور یہ کہا جاتا ہے کہ دربار بزرگان میں آنے والے اُن کے مہمان ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کر سکتے اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کر سکتے تو وہاں رنڈیاں لگاتی ہیں، ناچتی ہیں، بجاتی ہیں، عورتیں غیر محرم رفتی ہیں، اُن کے بچے پیشاب وغیرہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے، یہ کہنا اور اس کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا کیا جواب؟

جواب: عورتوں کو مقابر اولیاء و مزارات عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ اولیاء کرام کا مزارات شریف سے تصرف کرنا بیشک حق ہے اور وہ یہود و دلیل محض باطل ہے۔ اصحاب مزارات دار تکلیف میں نہیں، وہ اس وقت محض اہل تکوینیہ کے تابع ہیں سینکڑوں ناخاظیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں، واللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے کیوں نہیں روکتا؟ حاضران مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان۔

سوال: کیا بزرگوں کے مزار شریف سے جو چراغ کی روشنی غیبی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اس سے صاحب مزار شریف کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے ورنہ امر محتمل ہے، شیطان بھی بہت کرشمے دکھاتا ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں تو ایک شمع روشن ہو جاتی، ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا: اُسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے، پھر ایک ربانی نور اُن کے ساتھ فرمادیا۔ (جیسا کہ ”بجیہ الاسرار“ اور ”معدن الانوار“ میں ہے)۔

سوال: کیا بزرگوں کے مزار پر فاتحہ شریف، قرآن مجید پڑھنے اور کھڑے ہو کر

وسیلہ چاہنے کے لیے عمارت بنادے اور عرس کرے کرانے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے (جیسا کہ ”مجمع بحار الانوار“ میں ہے۔ ت) ہاں منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر سے بچنا لازم ہے۔

سوال: قبر پر درخت لگانا، دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لیے اُس کے چاروں طرف کھود کر جس میں جدید قدیم قبریں بھی ہیں محاصرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حفاظت کے لیے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایہ زائنین کے لیے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جدا ہوں۔

سوال: کسی بزرگ کے روضہ پاک کے گرد قبریں ہیں اور وسعت جگہ کے لیے اُس قبر سے لگا کر اسی گرد کے قبر پر مثل سائبان کے پایہ زینہ دے کر چھپر ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی قبر پر کوئی پایہ چھنا جائز نہیں۔

سوال: ظاہر ولی اللہ یعنی زندہ اور صاحب مزار ولی اللہ سے ظاہر طریقہ سے ہمکلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟

جواب: بکثرت ہیں کہ امام جلال الدین (سیوطی) کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہیں۔

سوال: کوئی شخص اپنی زندگی میں قل شریف کرائے، فاتحہ شریف پڑھوائے، آیا جائز ہے یا نہیں اور اُس کا ثواب اپنے لیے بعد وفات رکھے۔ یعنی یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اس کا ثواب ملے۔

جواب: جائز ہے اور قبول ہوا تو ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: زیارت قبور میں عورتوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ دیگر کسی کے بزرگوں کے پاس سے پشت در پشت کسی اولیاء اللہ کی مجاوری اور خدمت گزاری ملی ہے تو فاتحہ دینا اُس قبر پر یا صندل چڑھانا، غلاف چڑھانا، مجاور مرد لوگ موجود ہو کر عورت کو جائز ہے، اُس مزار شریف پر ہمیشہ مرد مجاور رہا کرتے ہیں، وہ عورت مجاوروں کے خاندان سے ہے مگر نہایت بد چلن ہے، اُس عورت کو کیا اختیار ہے؟

میت سنتی ہے

اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى وَلَا تَسْمَعُ الضُّمُّ الدُّعَاءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا اَنْتَ بِهَدٰى الْعُمٰى عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۚ اِنَّ تَسْمَعُ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (النمل: ۸۱-۸۰) ”بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے“ مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار نہیں جب پھریں پیچھے دے کر اور آندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں۔ تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔“

ایسی ہی دو آیات مبارکہ سورہ روم میں بھی (آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳) ہیں وہاں ”اِنَّكَ“ کی بجائے ”فَاِنَّكَ“ کا ہے باقی الفاظ ایک جیسے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور آیت مبارکہ ہے جس میں ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُورِ ۝ (فاطر: ۲۲) ”بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنائے والے جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں۔“

محولہ بالا آیات مبارکہ کا ترجمہ ”کنز الایمان“ سے لیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ امام اہلسنت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ ان آیات مبارکہ کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں:

”یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے ہیں یعنی کفار اور آندھوں سے مراد دل کے آندھے ہیں ورنہ ان کا مقابلہ ایمان والوں سے نہ کیا جاتا مردوں کا سننا قرآنی آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے: فَاِنَّهَا لَا تَعْمٰی الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمٰی الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُورِ ۝ (الحج: ۴۶) ”تو یہ کہ آنکھیں آندھی نہیں بلکہ وہ دل کے آندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

جواب: عورتوں کو زیارت قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے: لَعَنَ اللّٰهُ زَاوِرَاتِ الْقُبُورِ ۳۲ ”اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔“ مجاور مردوں کو ہونا چاہیے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے احتکاط کرے یہ سخت بُرا کام ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے، نہ یوں مردوں کے ساتھ احتکاط کا، جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ اُسے تنہائی بھی ہوگی اور یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا کوئی آدمی قبرستان میں ایک مسلمان قبر پر بزرگ سمجھ کر اُس کی قبر پر درگاہ بنا کر کوئی تاریخ مقرر کر کے ہر سال میلہ لگاتا ہے، ہر پیر و جوان عورت واسطے عرض کے لئے وہاں جمع ہوتی ہیں بلکہ عورت، مرد کا جمع کثیر ہوتا ہے اور بڑے بڑے عہدہ دار یا ہندو کو دعوت دے کر بلاتے ہیں جس میں ڈھول باجے اور فو تو گرام وغیرہ بھی بجاتا ہے اور عورت لوگ اُس بزرگ کی قبر پر پھول، خسی مرغے، سرنی وغیرہ چڑھاتے ہیں اور اُس قبرستان پر پیشاب پاخانہ کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا ہے، اس درگاہ کی شرکت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز یا ناجائز اور شرکت کرنے والے کو بڑا سمجھیں یا اچھا اور اس درگاہ کا متولی چھوٹی قوم ہے، مونچھ داڑھی سے زیادہ رکھتا ہے اور ہاتھ میں لوہے کا مالا پہنتا ہے اور ہاتھ میں لوہے کا چھرا رکھتا ہے اور لوگوں کو گالی فحش دیتا ہے اور لوگ جو شرکت کرتے ہیں اُسے بزرگ اور پیر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نماز پڑھنا جائز یا ناجائز، اس لیے دور رہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اُس کا ثواب اُرواحِ طیبہ کو پہنچانا جائز ہے، جبکہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر وغیرہ اسے خالی ہو۔ عورتوں کو قبور پر ویسے جانا نہ چاہیے نہ کہ مجمع میں بے حجابانہ اور تماشے کا میلہ کرنا اور فو تو وغیرہ، بھوانا۔ یہ سب گناہ ناجائز ہیں، جو شخص ایسی باتوں کا مرتکب ہو اُسے امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کفار کے پاس بصارت تو ہوتی ہے مگر بصیرت نہیں بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دل کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ ہدایت کا مدار بصیرت پر ہے۔ کافر سنی ان سنی کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَاتَّبِعُوا مَن يَسْمَعُونَ** (الانفال: ۲۰) ”اے ایمان والو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اس کے رسول (کریم رؤف رحیم ﷺ) کا حکم مانو اور سننا کر اس سے نہ پھرو اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے۔“

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (الانفال: ۲۲) ”بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گوئی ہیں جن کو عقل نہیں۔“

کفار کے بارے میں ارشادِ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے: **أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا** (الفرقان: ۴۴) ”یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں (ہرگز نہیں) وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔“

کافر اور منافق **صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٰ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ** (البقرہ: ۱۸) ”بہرے گوئی اندھے ہیں تو پھر وہ آنے والے نہیں۔“ یعنی کافر چونکہ سنتے بولنے اور دیکھنے کے باوجود مانتے نہیں تھے، اس لئے فرمایا: یہ بہرے گوئی اور اندھے ہیں۔

الْكُفَّارُ سَبَّهَهُمْ بِالْمَوْتِ لَعَدَمِ الْإِنْتِفَاعِ لَهُمْ بِتَسَامِعِ مَا يُنْشَأُ عَلَيْهِمْ كَمَا سَبَّهُوا بِالْأَصَمِّ ۱۔ ”کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مردوں کو قرآن پاک سنانے سے کوئی فائدہ نہیں (انہوں نے قرآن مجید کے وعظ سے کیا عمل کرنا ہے۔ ہاں! البتہ فوت شدہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی برکات کا ۱۔ مظہری جلد ۷ ص ۱۳۱۔

فائدہ حاصل ہوتا ہے) جب کہ آئندہ آیت مبارک میں کافروں کو بہرہ کہا گیا ہے۔ آیت مبارک میں ”الموتی“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں کفر و شرک پر ڈٹے رہنے سے ان کی عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور غور و فکر کی صلاحیتیں دم توڑ چکی ہیں۔

علامہ خازن ”الموتی“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **يَعْنِي مَوْتِي الْقُلُوبِ وَهُمْ الْكُفَّارُ** ”مردہ دل اور وہ کفار ہیں۔“

علامہ بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **الْمَوْتِي يَعْنِي الْكُفَّارَ**۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **الْمَوْتِي يَعْنِي الْقُلُوبِ** یعنی جن کے دل مردہ ہیں، اور ”الصُّمُّ“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوشِ ہوش میں تعصب کی انگلیاں ٹھونس لی ہیں تاکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔

وَلَا تَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۵ ”اور تمہارے سنائے بہرے پکار نہ سنیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔“

تفسیر ”قرطبی“ میں: **وَلَا تَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ** سے مراد ہے: **الْكُفَّارُ الَّذِينَ هُمْ بِمَنْزِلَةِ الصُّمِّ عَنْ قَبُولِ الْمَوَاعِظِ فَإِذَا أَدْعُوا إِلَى الْخَيْرِ إِغْرَضُوا وَوَلَّوْا كَالَّذِينَ لَا يَسْمَعُونَ** ۲ ”کافر یعنی وہ لوگ جو بہروں کی طرح ہیں اور وعظ قبول کرنے سے محروم ہیں جب انہیں خیر کی طرف بلایا جائے تو اعراض کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں جیسا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔“

تفسیر ”فتح القدیر“ میں ہے: **لَا يَسْمَعُونَ الْمَوَاعِظَ** ۳ ”وہ وعظ و نصیحت نہیں سنتے۔“

تفسیر ”فیاء القرآن“ میں زیر آیت مبارک تحریر ہے: ”وہ لوگ جن کے دل مر چکے ہیں کفر و شرک پر قہیم اصرار کے باعث ان کی عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات میں سنجیدگی اور متانت سے غور و فکر کی ۲۔ قرطبی جلد ۷ ص ۱۳۱۔ ۳۔ فتح القدیر جلد ۳ ص ۱۸۶۔

صلاحیت دم توڑ پھگی ہے۔" الصُّمُّ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوشِ ہوش میں تعصب کی انگلیاں ٹھونس دی ہیں تاکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔ یہاں اتنا یاد رکھیں کہ آیتِ مبارک میں اسماع (یعنی سنانے) کی نفی ہے سمع (یعنی سننے) کی نفی نہیں۔ ۵

سورۃ "النمل" کی آیتِ مبارک کا یہ ترجمہ کرنا کہ مردے نہیں سنتے انکارِ حقیقت ہے اور بچہ چھپانے کے مترادف ہے۔

کافر چونکہ سنی اُن سنی کر دیتے ہیں اس لئے محولہ بالا آیتِ مبارک میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کافر آپ ﷺ کے سننے سے وہ سنتے ہیں جو ہماری آیاتِ مبارکہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمان ہیں۔

جو آنکھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیاتِ مبارکہ اور قدرت کی نشانیاں دیکھ کر بھی نہ مانے وہ اندھی آنکھ ہے جس کاں سے رب (ذوالجلال والاکرام) کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرہ ہے اور جس زبان سے حمد الہی اور نعتِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور احکام الہی بیان نہ کئے جائیں وہ گوگی ہے اور کفار سب گونگے بہرے اور اندھے ہیں۔ سورۃ النمل اور سورۃ روم اور سورۃ فاطر کی آیاتِ مبارکہ میں ایسے ہی کفار کا ذکر ہے جو سننے سے بھی نہیں سنتے۔

جو لوگ ان آیاتِ مبارکہ سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں اُن کا استدلال غلط ہے چونکہ یہاں "مردہ" کفار کو فرمایا گیا ہے اور ان سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ چند موعظت اور کلامِ ہدایت کے بسع قبولِ سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دل ہیں کہ نصیحت سے مستفیع نہیں ہوتے جس طرح مُردوں کو وعظ و نصیحت نفع نہیں دیتی اسی طرح کفار کو بھی وعظ و نصیحت نفع نہیں دیتی۔ ان آیاتِ مبارکہ کے یہ معنی بتانا کہ مردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے۔ صحیح احادیثِ مبارکہ سے مُردوں کا سننا ثابت ہے۔

آج کل یہ بحث بڑے زوروں پر ہے کہ میت کوئی آواز سن سکتی ہے یا نہیں۔ جو لوگ "سماع موتی" کا انکار کرتے ہیں وہ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ اور سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۲ پیش کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے: سب سے پہلے یہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ موت کیا چیز ہے؟ اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

ابن قیم الجوزی نے "کتاب الروح" میں اسے بیان کیا ہے: اَنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَخْصُصٍ وَ اِنَّمَا هُوَ اِفْتِقَالٌ مِّنْ حَالٍ اِلَى حَالٍ۔ "موت عدمِ محض اور فناِ مطلق کا نام نہیں کہ انسان مرے تو بالکل نیست و نابود ہو کر رہ جائے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جائے کو موت کہتے ہیں۔"

روح اور جسم کا باہمی تعلق:

جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی چار حالتیں ہیں:

- (۱) ماں کے پیٹ میں جب جسم میں روح پھونگی جاتی ہے۔
- (۲) جب انسان اس جہاں میں قدم رکھتا ہے۔
- (۳) خواب کی حالت میں۔
- (۴) عالم برزخ میں اگر چہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلیتاً نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اُس کا اسے علم ہوتا ہے۔

آیتِ مبارک کا مقصد عظیم:

آیتِ مبارک کا عظیم مقصد یہ ہے کہ توحید و رسالت پر دلائل قاہرہ کافروں کے سامنے پیش کئے گئے کفار کو بار بار خوبصورت اور دل نشین انداز میں دعوتِ حق دی گئی۔ اس کے باوجود یہ لوگ کفر پر اڑے رہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرمایا: اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ان کفار کے طرزِ عمل پر رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

(۱) ان کے دل مر چکے ہیں۔

(۲) ان کے کانوں سے حق سننے کی طاقت سلب ہو گئی ہے۔

(۳) آپ ﷺ نے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں جانفشانی سے کام لیا ہے۔

مذکورہ بالا زیر بحث تینوں آیات مبارکہ میں یہ بات قابلِ نظر ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ مردے سن نہیں سکتے بلکہ تینوں آیات مبارکہ میں نفی اس بات کی کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے سنائے نہیں سنتے۔

تینوں آیات مبارکہ میں اس تعبیر و عنوان کو اختیار کرنے کا اس طرف واضح اشارہ نکلتا ہے کہ مردوں میں سننے کی صلاحیت تو ہو سکتی ہے مگر ہم با اختیار خود ان کو نہیں سنا سکتے۔

ان تینوں آیات مبارکہ کے بالمقابل وہ آیات مبارکہ جو شہدا کے بارے میں آئی ہیں وہ یہ ثابت کرتی ہیں کہ شہدا کو اپنی قبروں میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا ہوتی ہے اور اس زندگی کے مطابق ان کو رزق بھی ملتا ہے اور اپنے پسماندہ متعلقین کے متعلق بھی منجانب اللہ ان کو بشارت سنائی جاتی ہے۔ آیت مبارکہ یہ ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۚ فَرِحْنِ بِمَا أَنَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَ يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ ۚ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (آل عمران: ۱۷۰-۱۶۹) "اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مرد و خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں خوش ہیں اس پر جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور خوشیاں منار ہے ہیں اپنے پیچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم"۔

یہ آیات مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ مرنے کے بعد بھی روح انسانی میں شعور اور ادراک باقی رہتا ہے بلکہ شہدا کے معاملہ میں اس کے وقوع کی شہادت بھی یہ آیات مبارکہ دے رہی ہیں جس طرح شہداء کی ارواح کا تعلق ان کے اجساد اور قبور کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے تو دوسری

اموات کو بھی یہ موقع دے سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسناد صحیح کے ساتھ بیان کرتے ہیں: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۚ "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اس کو سلام کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس مردے کی روح اس میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ وہ سلام کا جواب دے"۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت اس کی روح اس دنیا میں واپس بھیج دیتا ہے اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ مردے سن سکتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کا سننا اور ہمارا سننا ہمارے اختیار میں نہیں البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب چاہے سنا دے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خوبصورت انداز میں تسلی فرما رہا ہے کہ اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ غم نہ کریں آپ ﷺ نے پوری صلاحیت اور شانِ نبوت کے ساتھ لوگوں تک پیغام پہنچایا ہے یہ لوگ قبول و دعوت کی صلاحیت کو کھو چکے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی کم کردہ صلاحیت کو تین مثالوں سے بیان فرمایا ہے۔

(۱) اول یہ کہ یہ لوگ قبول حق کے معاملہ میں بالکل مردہ لاش کی طرح ہیں جو کسی کی بات سن کر فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

(۲) دوسرے یہ کہ ان کی مثال اس بہرے آدمی کی طرح ہے جو بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ بات سننا بھی نہیں چاہتا بلکہ جب کوئی سنائے تو اس سے پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ ان کی مثال اندھوں کی سی ہے کہ کوئی ان کو راستہ دکھاتا بھی چاہے تو وہ نہیں دیکھ سکتے۔

ان تین مثالوں کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا: إِنْ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝ یعنی ”آپ ﷺ تو صرف ایسے ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو اللہ ﷻ کی آیات مبارک پر ایمان لائیں اور اطاعت قبول کریں۔“
اس پورے مضمون میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس جگہ سننے سنانے سے مراد محض کانوں میں آواز پہنچنا نہیں بلکہ مراد اس سے وہ سماع اور سنا ہے جو نفع بخش ہو۔ جو سماع نافع نہ ہو اس کو قرآن مجید نے مقصد کے اعتبار سے عدم سماع سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آخر آیت مبارک میں یہ ارشاد کہ آپ ﷺ تو ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ایمان لائیں۔“

اگر اس میں سنانے سے مراد محض ان کے کان تک آواز پہنچانا ہوتا تو قرآن مجید کا یہ ارشاد خلاف مشاہدہ اور خلاف واقع ہو جاتا کیونکہ کافروں کے کانوں تک آواز پہنچانے اور ان کے سننے جواب دینے کی شہادتیں بے شمار ہیں۔ کوئی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس سے واضح ہوا کہ سنانے سے مراد سماع نافع ہے ان کو مردہ لاش سے تشبیہ دے کر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس کے معنی بھی یہی ہوئے جیسے مردے کوئی بات حق کی سن بھی لیں اور وہ حق قبول کرنا بھی چاہیں تو یہ ان کے لئے نفع بخش نہیں کیونکہ وہ دنیا کے دارالعمل سے گزر چکے ہیں جہاں ایمان و عمل نافع ہو سکتا تھا۔ مرنے کے بعد برزخ یا محشر میں تو کبھی کافر اور منکر ایمان اور عمل صالح کی تمنا کیں کریں گے مگر وہ وقت ایمان اور عمل کے قبول ہونے کا وقت نہیں ہوگا۔ اس لئے اس آیت مبارک سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مردے کسی کا کوئی کلام سن نہیں سکتے اس لئے سماع اموات کے مسئلہ سے درحقیقت یہ آیت پاک ساکت ہے۔

تفسیر احسن البیان کا مضر و ضہ:

یہ ان کافروں کی پرواہ نہ کرنے اور صرف اللہ پر بھروسہ رکھنے کی دوسری وجہ ہے کہ یہ لوگ مردہ ہیں جو کسی کی بات سن کر فائدہ نہیں اٹھا سکتے یا بہرے ہیں جو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ راہ یاب ہونے والے ہیں۔

”گویا کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی جن میں حس ہوتی ہے نہ عقل اور بہروں سے جو وعظ و نصیحت سنتے ہیں نہ دعوت الی اللہ قبول کرتے ہیں۔ (یہ غلط کہا گیا

ہے کہ ان میں حس ہوتی ہے نہ عقل بلکہ ان میں حس بھی ہوتی اور فہم و ادراک بھی)۔
”جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر گردن چارے چا“۔

یعنی وہ حق سے مکمل طور پر گریزاں اور غفلت میں کیونکہ بہرہ رور و در رو بھی کوئی بات نہیں سن پاتا چہ جائیکہ اس وقت سن سکے جب وہ منہ موڑ لے اور پیٹھ پھیرے ہوئے ہو۔

قرآن کریم کی آیت مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ”سَمَاعٌ مَوْتَى“ کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ (بقول احسن التفسیر)
”مردے کسی کی بات نہیں سن سکتے۔“ (یہ جھوٹ لکھا ہے)

تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے۔ ”البتہ اس سے صرف وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں گی جو سماعت کی کسی نص سے ثابت ہوں گی۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ مردے کو جب دفن کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم ۱۷۷۳) كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ (جلد ۸ ص ۱۷۸) مُسْلِمٌ كِتَابُ الْجَنَّةِ بَابُ غَرَضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ یا جنگ بدر میں کافر مقتولین کو جو قلب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے نبی ﷺ نے خطاب فرمایا جس پر صحابہ نے کہا ”آپ بے روح جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تم سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں یعنی معجزانہ طور پر اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کی بات مردہ کافروں کو سنوا دی۔ (صحیح بخاری رقم ۳۷۵۷) كِتَابُ الْمَغَازِي بَابُ قَتْلِ ابْنِ جَهْلٍ مِنْ عَمْرِو (مفسر نے یعنی لگا کر اپنا مفروضہ قائم کیا ہے جو حق نہیں ہے)

نوٹ: ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بس یہی سنتے تھے اور کوئی نہیں سنتا۔ اب مطلقاً سننے کی بھی نفی کی جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ درجیم ﷺ کا کوئی ایسا ارشاد مبارک نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ ان دو کے سوا کوئی نہیں سنتا۔

سورہ روم کی آیات مبارکہ کی تشریح از تفسیر احسن البیان:

”بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔“

یعنی جس طرح مردے فہم و شعور سے عاری ہوتے ہیں اسی طرح یہ آپ کی

دعوت کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے سے قاصر ہیں۔

”نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں۔“

یعنی ”آپ کا وعظ و نصیحت ان کے لئے بے اثر ہے جس طرح کوئی بہرا وہ اسے تم اپنی بات نہیں سنا سکتے۔“

”جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں۔“

”یہ ان کے اعراض اور انحراف کی مزید وضاحت ہے کہ مردہ اور بہرا ہونے کے ساتھ ساتھ وہ پیٹھ پھیر کر جانے والے ہیں، حق کی بات ان کے کانوں میں کس طرح پر دست کی ہے اور کیونکر ان کے دل و دماغ میں سما سکتی ہے؟“

”اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں“ اس لئے کہ یہ آنکھوں سے کما کما فائدہ اٹھانے سے یا بصیرت (دل کی بینائی) سے محروم ہیں۔ یہ گمراہی کی جس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اس سے کس طرح نکلیں؟

”آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

”یعنی یہی سن کر ایمان لانے والے ہیں اس لئے کہ یہ اہل فکر و تدبر ہیں اور آثار قدرت سے مؤثر حقیقی کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔“

”پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں۔“

یعنی حق کے آگے سر تسلیم خم کر دینے والے اور اس کے پیروکار۔“

تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف ترجمہ: محمد جونا گڑھی:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ وَلَا الظُّلُمُتْ وَلَا النُّورُ ۚ وَلَا الظُّلُ وَلَا الْحُرُورُ ۚ وَمَا يَسْتَوِي الْأَخْيَافُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ (فاطر: ۱۹-۲۲) ”اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور نہ صوب اور نہ زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے۔“

اندھے سے مراد = کافر

آنکھوں والوں سے مراد = مومن

اندھیرے سے مراد = باطل

اور روشنی سے مراد = حق ہے

احیاء سے = مومن یا علماء یا عقل مند

اور اموات = کافر، جاہل یا غیر عقل مراد ہیں (حسن البیان)

یہاں صاحب تفسیر نے تسلیم کیا ہے کہ اموات سے مراد کافر ہے، جاہل اور بے عقل ہے۔

صاحب تفسیر ابن کثیر کیا کہتے ہیں:

أَيُّ لَا تُسْمِعُهُمْ شَيْئًا يَنْفَعُهُمْ فَكَذَلِكَ هُوَ لَا عَلَى قُلُوبِهِمْ غَشَاوَةٌ وَفِي آذَانِهِمْ وَقُورٌ الْكُفْرُ وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى (وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلُّوْا مُذْبِرِينَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِهَادِيَ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ) أَيُّ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ لَكَ مَنْ هُوَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۚ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ النَّافِعُ فِي الْقَلْبِ وَالْبَصِيرَةُ الْخَاضِعُ لِلَّهِ وَلَمَّا جَاءَ عَنْهُ عَلَى السُّنَّةِ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۖ (گو آپ ﷺ انہیں تمام معجزے دکھا دیں) آپ مردوں کو نفع دینے والا کلام نہیں سنا سکتے۔ اسی طرح یہ کفار ہیں کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں ان کے کانوں میں بوجھ ہیں یہ بھی قبولیت کا سننا نہیں سنیں گے۔ یعنی سن کر قبول نہیں کریں گے نہ تو آپ ﷺ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ موڑے منہ پھیرے جارہے ہوں۔

آپ ﷺ اندھوں کو ان کی گمراہی میں رہنمائی نہیں کر سکتے آپ ﷺ تو ان کو سنا سکتے ہیں یعنی صرف وہی قبول کریں گے جو کان لگا کر سنیں اور دل لگا کر سمجھیں ساتھ ہی ایمان و اسلام بھی ان میں ہو اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ رؤف و رحیم کے ماننے والے ہوں۔

یہ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۲۱۔

فَإِنَّهُ تَعَالَى يَقْدِرُ بِهِ يُسْمِعُ الْأَمْوَآتُ الْأَحْيَاءُ إِذَا
شَاءَ ۝ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَرَجَزٍ بِرَقْدٍ رَهْ وَهْ جَبْ چاہے فوت شدہ لوگوں کو
زندوں کی آواز سنا سکتا ہے۔

”آپ ﷺ تو انہیں سنا سکتے ہیں جو ایمان والے ہیں۔“

أَيُّ خَاصِعُونَ مُسْتَجِيبُونَ مُطِيعُونَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ
يَسْمَعُونَ الْحَقَّ وَتَبَعُونَهُ وَهَذَا حَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَوَّلُ مَثَلُ
الْكَافِرِينَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى [إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ
وَالْمَوْتَى يَسْمَعُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ (الانعام: ۳۶)] ”جو اللہ
تبارک و تعالیٰ کے سامنے جھکنے والے ہیں اُس کے فرمانبردار ہوں یہ لوگ حق کو سنتے
ہیں اور مانتے بھی ہیں یہ حالت ایمان والوں کی ہے اور اس سے پہلے جو حالت بیان
ہوئی وہ کافروں کی ہے جیسے اور آیت مبارک میں ہے۔

”آپ ﷺ کی پکار وہی قبول کریں گے جو کان لگا کر سنیں گے۔“

بدر کے کفار مقتولین سے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خطاب کو اُمّ
المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کی زبان سے فرمایا: إِنَّهُمْ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ
لَهُمْ حَقٌّ ”آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ وہ اب بخوبی جانتے ہیں کہ جو میں
ان سے کہتا تھا وہ حق ہے۔“

ابن کثیر لکھتے ہیں: وَقَالَ قَسَادَةُ أَحْيَاهُمْ اللَّهُ لَهُ حَتَّى سَمِعُوا
مَقَالَتَهُ تَقْرِيعًا وَتَوْبِيخًا وَنَقْمَةً وَالصَّحِيحُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَوَايَةُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَمَّا لَهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ عَلَى صِحَّتِهَا مِنْ وَجْهِ كَثِيرَةٍ
مِنْ أَشْهَرِ ذَلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ بَرٍّ مُصَحَّحًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَرْفُوعًا مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا
فَيَسْلِمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۱
”حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے انہیں

زندہ فرما دیا تھا یہاں تک کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی یہ بات انہوں نے سن لی
تاکہ انہیں پوری ندامت اور کافی شرمساری ہو۔ لیکن علماء کے نزدیک حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بالکل صحیح ہے کیونکہ اس کے بہت سے شواہد ہیں۔
حضرت ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
مرفوعاً ایک روایت صحت کر کے واروکی ہے کہ ”جو شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے
گزر رہا ہے جسے یہ دنیا میں پہچانتا تھا اور سلام کرتا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی روح لوٹا
دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جواب دے۔“

تفسیر ماجدی:

”آپ مُردوں کو تو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ
پہنچے پھیرے چلے جا رہے ہوں اور آپ اُنکوں کو بھی اُن کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا
سکتے آپ تو بس اُنہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ (انہیں)
مانتے بھی ہیں۔“

یہ معاندین تو مُردوں کی طرح ہیں ان سے توقع ہی فہم و ہدایت کی بے کار ہے۔
مقصود اس تشبیہ سے یہ ہے کہ جب کوئی نفع حاصل کر لیا کر ارادہ ہی نہ کرے
بلکہ اس کے برعکس کا ارادہ کر لے تو کوئی اُسے نفع پہنچا سکتا ہی نہیں۔ آپ کی تبلیغ سے
فائدہ اُٹھانے والے وہی ہو سکتے ہیں جو صاحب ایمان ہیں۔ (عبدالماجد دریابادی)

اشرف الحواشی سے:

یعنی یہ کافر مُردوں اور بہروں کی طرح ہیں جنہیں دعوت دینا اور کوئی نصیحت
کی بات سنانا قطعاً سودمند نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ رہے ہوں۔
اشرف الحواشی ترتیب (محمد عبداللہ الفلاح)

”سنانا اُنہی لوگوں کے حق میں سودمند ہے جو ہماری آیات کو سن کر اُن کا اثر
قبول کرتے ہوں اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ آپ کی پیروی کریں۔ (اشرف الحواشی)

سورة النمل:

اُن لوگوں کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہیں اور اُن میں حقائق کو سمجھنے اور خیر و صواب کو پہچاننے کی صلاحیت باقی نہیں رہی گویا یہ بالکل مُردے اور بہرے ہیں اور بہرے بھی ایسے جو حق بات کو محسوس کرتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہذا اُنہیں کوئی بات سنانی نہیں جاسکتی۔ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ سے مراد وہ کافر ہیں جن کے دل مُردہ ہو چکے ہیں۔ (اشرف الموحاشی)

محمود الحسن صاحب:

جس طرح ایک مُردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جبکہ وہ پٹہ پھیرے جارہا ہو اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو اُن کے حق میں سود مند نہیں۔ یہی حال اُن مکذبین کا ہے جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دل کے بہرے ہو گئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے کہ اُن کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں۔ ایک میت یعنی بالکل اُندھے کو جب تک آنکھ نہ بنوئے تم کس طرح راستہ یا کوئی چیز دکھا سکتے ہو؟ یہ لوگ بھی دل کے اُندھے ہیں اور چاہتے بھی نہیں کہ اُندھے پن سے نکلیں پھر تمہارے دکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں؟ نصیحت سنانا تو اُن کے حق میں نافع ہے جو سن کر اثر قبول کریں اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ خدا کی باتوں پر یقین کر کے فرمانبردار بنیں۔ (محمود الحسن صاحب دیوبندی) زیر آیت (النمل: ۸۱-۸۰)

احمد علی لاہوری صاحب:

”آپ مُردہ دلوں اور کانوں کے بہروں کو کس طرح آواز حق سنا سکتے ہیں اور دل کے اندھوں کو کس طرح دکھا سکتے ہیں آپ فقط قرآن پر ایمان لانے والوں کی اصلاح اس قرآن سے کر سکتے ہیں۔“ (احمد علی لاہوری)

”باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے وہ میری نہیں سنتا کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتاً کان تک آواز نہیں جاتی بلکہ صاف یہی مقصود کہ سنتا تو ہے مانتا نہیں اور سننے سے اُسے نفع نہیں ہوتا۔“

اس آیت مبارک میں یہی بات ہے کہ اس آیت مبارک کے اختتام پر اللہ ﷻ فرماتا ہے: اِنْ تَسْمِعْ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰہِ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ آپ ﷺ نہیں سنا تے مگر انہیں جو ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔ اور پھر ظاہر ہے کہ چند نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی دنیا کی زندگی ہے مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل۔ قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لائیں گے پھر کوئی فائدہ نہیں۔

تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں (یعنی نفع نہیں) یہی حال کافروں کا ہے لاکھ سمجھائے نہیں مانتے۔

وحید الزماں صاحب کیا کہتے ہیں؟

اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰی ”اے پیغمبر تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا۔“ آیت میں سنانے کی نفی ہے نہ کہ سننے کی کافروں کو مُردوں سے اس باب میں تشبیہ دی ہے کہ کافر حق بات کو اس طرح نہیں سنتے تھے کہ اس کی اجابت کریں یعنی قبول کریں اور جواب دیں مُردے بھی جواب نہیں دیتے۔

کیا مُردوں کو اور اک نہیں؟

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں مُردوں کو فہم و شعور اور ادراک نہیں وہ لوگ علم حدیث کی کمی کا شکار ہیں۔

مُردوں کے فہم و شعور اور ادراک سے متعلق بخاری شریف سے ملاحظہ ہو:

بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرِضُ عَلَيْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۱۱ ”مُردے کو دونوں وقت صبح اور شام اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔“ الف

حدیث شریف ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنْ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ

۱۰ تیسرہ البخاری جلد ۲ ص ۳۲۳۔ ۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۲ تیسرہ البخاری جلد ۲ ص ۳۲۷ تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۳۳۵۔

مَقْعَدُهُ بِالْعَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۱۲ ”تم میں جب کوئی مر جاتا ہے تو صبح اور شام اُس کا ٹھکانہ اُس کو دکھایا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہوتا ہے تو بہشت والوں میں اور جو دوزخی ہے دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے جب قیامت کے دن اللہ تجھے اُٹھائے گا“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۸)

الف یعنی ”اگر بہشتی ہے تو بہشت کا گھر اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام دونوں وقت اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مردوں میں ادراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے۔ کیا منکرین سماع موتی اس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو وقت اس میں روح پہنچتی جاتی ہے“۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۷ من وعن)

انور شاہ کشمیری کیا کہتے ہیں:

أَقُولُ: وَالْأَحَادِيثُ فِي سَمْعِ الْأَمْوَاتِ قَدْ بَلَغَتْ مَبْلَغَ السُّوَائِرِ وَلَفِي حَدِيثٍ صَحِيحُهُ أَبُو عُمَرَ وَإِنْ أَحَدًا إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْمَيِّتِ فَإِنَّهُ يَرُدُّ عَلَيْهِ وَيَعْرِفُهُ إِنْ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا ۱۳ ”میں (انور شاہ) کہتا ہوں کہ سماع موتی کے لئے اتنی احادیث ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر صاحب مزار اس کو دنیا میں پہچانتا تھا تو اب بھی اُس کو پہچان لیتا ہے۔“

معلوم نہیں ان حضرات کے شاگرد اور پیروکار اپنے علماء کے برعکس سماع موتی کا انکار کیوں کرتے ہیں اور اولیائے کرام کے مزارات پر انوار پر حاضر ہونے والوں پر کفر و شرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں؟

۱۲ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۱ مستدرک جلد ۲ ص ۱۱۳ اور منثور جلد ۵ ص ۳۵۲ موخا ۱۱، م، ک ص ۲۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۸ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۸ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۳۳۵ ۱۳ فیض الباری جلد ۲ ص ۳۶۷۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ: (فاطر: ۲۲) ”اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو“۔

اس آیت مبارک کے شروع میں کفار کی مثال مردوں سے اور موتیوں کی زندوں سے دی گئی ہے اسی کی مناسبت سے یہاں مَنْ فِي الْقُبُورِ سے مراد کفار ہیں مطلب یہ ہے جس طرح آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس طرح آپ اُن زندہ کافروں کو نہیں سنا سکتے۔

اس آیت مبارک نے خود یہ بات واضح کر دی کہ یہاں سنانے سے مراد وہ سنانا ہے جو مفید و موثر اور نافع ہو۔ ورنہ مطلق سنانا تو کفار کو ہمیشہ ہوتا ہی رہا اور مشاہدہ میں آتا رہا ہے کہ اُن کو تبلیغ کرتے اور وہ سنتے تھے اس لئے مراد اس آیت مبارک کی یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ مردوں کو کلام حق سنا کر راہِ حق پر نہیں لاسکتے کیونکہ وہ دنیا کے دارالعمل سے آخرت کے دارالجزاء میں منتقل ہو چکے ہیں وہاں اگر وہ ایمان کا اقرار کر بھی لیں تو معتبر نہیں اسی طرح کفار کا حال ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردوں کے سنانے کی جوتی اس آیت مبارک میں کی گئی ہے اس سے مراد خاص اسماع نافع ہے جس کی وجہ سے سننے والا باطل کو چھوڑ کر حق پر آ جائے۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ مسئلہ سماع موتی سے اس آیت مبارک کا کوئی تعلق نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۵ (فاطر: ۲۲) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“

”اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے“:

یعنی جسے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہدایت سے نوازنے والا ہوتا ہے اور جنت اُس کے لئے مقدر ہوتی ہے اُسے حجت و دلیل سننے اور پھر اُسے قبول کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ ”اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“ یعنی ”جس طرح قبروں میں مرد و اشخاص کو کوئی بات نہیں سنا سکتی اسی طرح جن کے دلوں کو کفر نے موت سے ہم کنار کر دیا ہے اُسے پیغمبر تو انہیں حق کی بات نہیں سنا سکتا۔“

مطلب یہ ہوا کہ جس طرح مرنے اور قبر میں دفن ہونے کے بعد مردہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح کافر و مشرک جن کی قسمت میں بد بختی لکھی ہے دعوت و تبلیغ سے انہیں فائدہ نہیں ہوتا۔ (تفسیر احسن البیان ص ۱۰۲)

یعنی اے لوگو! جن کے ضمیر مر چکے ہیں جن کے اندر اخلاقی زندگی کی رتی بھی باقی نہیں رہی اور جن کی بندگی نفس ضد اور ہٹ دھرمی اور رسم پرستی نے حق و باطل کا فرق سمجھنے کی کوئی صلاحیت نہیں چھوڑی ہے۔ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۷۶۵)

بہروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دلوں پر ایسے قفل چڑھا رکھے ہیں کہ سب کچھ سن کر بھی وہ کچھ نہیں سنتے۔ پھر جب ایسے لوگ یہ کوشش بھی کریں کہ دعوت حق کی آواز سرے سے اُن کے کان میں پڑنے ہی نہ پائے اور داعی کی شکل دیکھتے ہی دُور بھاگنا شروع کر دیں تو ظاہر ہے کہ کوئی انہیں کیا سنائے اور کیسے سنائے؟ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۷۶۵)

اللہ تبارک و تعالیٰ عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے: اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتٰی (اے نبیؐ) کہ یہ تو بوجہ نہ ہونے جس باطنی کے مردہ ہیں اور آپؐ مردوں اور بہروں کے سننے کے لئے نہیں آئے ہو نہ آپؐ اَزَلٰی اَنْدھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپؐ (ﷺ) تو انہیں سننے اور ہدایت کرنے آئے ہو جن میں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے اِلَّا مِّنْ يُّوْمِنُ بِاٰیٰتِنَا سے یہی مراد ہے یہاں موتی سے مراد کفار ہیں۔

آج کل یہ مسئلہ سماع موتی یا نبی قیل وقال کا بڑا میدان ہو رہا ہے۔ (تفسیر حقانی پارہ ۲۰ جلد ۳ ص ۵۶۱)

مختصر اُبیان کرتا ہوں ان میں تو عدم سماع موتی کا اشارہ تک بھی نہیں اس لئے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے رہے احادیث و اقوال تو ان سے بھی صاف معلوم نہیں ہوتا کہ میت سن نہیں سکتی بلکہ بہت سی صحیح احادیث اس پر دلالت کر رہی ہیں کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں۔ (تفسیر حقانی جلد ۳ ص ۵۶۱)

میت سُنتی ہے:

میت کے بولنے اور سننے کے بارے میں عوام الناس میں بغیر علم کے گرم گرم بحث ہوتی رہتی ہے۔ عوام الناس کی بہتری کے لئے تحریر ہے کہ علم ہو تو بحث کرنی چاہئے۔ نیز علم والے کو بے علم سے بحث نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُسے حکمتِ اخلاق بھلائی اور خیر خواہی کے نظریے سے سمجھانا چاہئے۔ یہ موضوع کہ کیا میت بولتی بھی ہے اور سُنتی بھی ہے؟ سمجھنے اور سمجھانے والا موضوع ہے۔ جس پر شرک و کفر کے فتوے اور قتل و غارت گری کی ضرورت نہیں بلکہ اُفہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیں!

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصہ ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ (ترجمہ) ”باب مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔“

غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۹۵ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) پر اس باب کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”ابن منیر نے کہا امام بخاری نے یہ باب اس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوچے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہوتا ہے جو احمدیث کا مذہب ہے۔“ (من وعین)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا باب باندھنے کے بعد حضرت انسؓ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے فرماتے ہیں رسولِ کریمؐ رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَ تَوَلٰی وَ ذَهَبَ عَنْهُ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اِنَّهٗ مَلَكًا فَيَقْعِدُ اَنْهٗ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ فَيَقَالُ لَهٗ اَنْظُرْ اِلٰی مَقْعِدِكَ مِنَ النَّارِ اَبَدًا لَّكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعِدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا

وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ
النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَبْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ
ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصْنَعُ صَبِيحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ ۝
”جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پیچھے موڑ کر چل دیتے ہیں وہ اُن
کے جو توں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُس کو
بٹھاتے ہیں پوچھتے ہیں تو اُن صاحب (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا
تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے بندے اور اُس
کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ
لے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اِس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی
کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا
منافق (کبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو
لوگ کہتے تھے۔ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی پیروی
کی۔ پھر لوہے کے گرز سے اُس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک
چیخ مارتا ہے کہ اُس پاس والی مخلوق آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے۔“

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث شریف دوسری مرتبہ
بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (باب قبر کے عذاب کا بیان جلد ۱ ص ۱۸۳)
میں نقل کی ہے۔ دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ”کتاب الجنائز“ کے باب عذاب قبر
میں ”سماع موقی“ کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے فرماتے ہیں حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اُطْلِعَ النَّبِيُّ ﷺ

صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)
تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) مسند احمد جلد ۳ ص ۱۲۶-۱۲۷ سنن الکبیری
للبيهقي جلد ۲ ص ۸۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶ (چھاپہ ایچ ایم
سعید اینڈ کمپنی کراچی) الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۶۳ (چھاپہ دارالحدیث القاہرہ) مشکوٰۃ
ص ۲۲ (عربی کتاب) درمنثور جلد ۲ ص ۸۱ تفسیر البخاری جلد ۱ ص ۳۹۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۸۔

عَلَى أَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقِيلَ لَهُ
تَدْعُونَا أَمْوَاتًا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ ۝ نبی
کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنہیں کوئیں میں جہانکا (جس میں کفار مکہ کے
مغضوبین کو پھینکا تھا) فرمایا: تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا لوگوں نے
عرض کیا آپ (ﷺ) مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تم کچھ اِن
سے زیادہ نہیں سنتے البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔“

سماع موقی کے سلسلہ میں غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم
رؤف ورحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے
کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنوئیں میں پھینک دینے کا حکم
فرمایا۔ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ قاعدہ (مبارک) تھا جب کسی قوم پر غالب
آتے تو تین راتیں اُنہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے۔ تیسرے
دن آپ ﷺ کے حکم سے اُنہی پر کچادہ کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے۔ آپ ﷺ
کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ مجھے شاید نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی کام
کے لئے جارہے ہیں۔ خیر اچلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے
ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے اُن کا نام لیتے اور اُن کے
باپوں کا۔ فرماتے: اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے: اَيَسُرُّكُمْ
اَنْتُمْ اطْعَمْتُمُ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا
فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ
مَا كَلِمٌ مِنْ اَجْسَادِ اَزْوَاجِ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِي نَفْسُ

۱۵ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ المعجم الکبیر للطبری جلد ۱ ص ۱۶۱
حدیث نمبر ۱۰۳۲ (چھاپہ دارالہیاء التراث العربی) مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۹۱ (چھاپہ دارالکتب
العلمیہ بیروت) البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۹۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۷ مسند احمد
جلد ۱ ص ۲۷۔

مُحَمَّدٌ بَيْنَهُ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعُ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ ۚ (۱) اب تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف رحیم ﷺ) کا فرما مان لیتے۔ ہم سے تو جس ثواب اور اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے لیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا نہیں؟ (حضرت ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے) کہا: یہ سن کر (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ ایسی لاشوں سے ہاتھیں کرے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے میں جو ہاتھیں کر رہا ہوں تم ان کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ انہی کے برابر سنتے ہو۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ پر غیر مقلدین کے امام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور و فکر کی دعوت دی ہے اور ان کے تعصب اور تنگ نظری، انکار حدیث پر زبرد تواریح کی ہے۔ موصوف کے تبصرے من و عن پیش کئے جاتے ہیں۔

ہد کے مردودوں اور مشرکین و کفار کے مردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ”اس حدیث سے صاف سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے (اہل حدیث اس پر متفق ہیں) اور جب سماع موتی ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذاب قبر کس پر ہوگا۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اس تبصرہ کی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ احمدیث رسول کریم رؤف رحیم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور بخاری شریف کا انکار کرتے ہوئے سماع موتی کا انکار کرتے ہیں]۔

(۲) ”مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس باب میں وارد ہیں جن کو امام سیوطی نے ”شرح الصدور“ میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جا کر سلام کیوں شروع ہوتا۔“ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۵۰)

۱۲ بخاری کتاب المغازی جلد ۲ ص ۵۶۶ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷ مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۹۶/۹۷ ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۷۹ نسائی جلد ۳ ص ۲۹۲۔

(۳) ”مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعاء احمدیث ہونے کے سماع موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے مگر تکبر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں لہذا روح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ ارے یارو! دوسری احادیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب ”شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور“ دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتی کا انکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تعصب سے بچائے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۵ من و عن)

میت بولتی ہے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف کی ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا ہے۔ بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدْ مُوْنِي۔ حید الزماں جو غیر مقلدین کے امام ہیں انہوں نے اس باب کا ترجمہ کیا ہے ”باب نیک میت کھاٹ پر سے ہی کہتی ہے مجھے آگے لے چلو۔“ (جلد ۱ ص ۱۰۰) اسی طرح ”کتاب الجنائز“ میں ایک اور باب باندھا ہے: بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ ”باب: میت کا کھاٹ پر بات کرنا۔“ ایک اور باب باندھا ہے حَمَلُ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُونَ الْبِسَاءِ ”باب: جنازہ مرد اٹھانے نہ کہ عورتیں“ پہلے باب میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن یوسف کی سند سے دوسرے باب میں حضرت قتیبہ بن سعید کی سند سے اور تیسرے باب میں حضرت عبد العزیز بن عبد اللہ کی سند سے حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَضَعْتَ الْجَنَازَةَ فَاحْتَمِلْهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ

قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَ اِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لَا هَلْهِيَ يَا وَيْلَهَا
اَيَنْ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ
الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ اس عبارت کا ترجمہ وحید الزماں اس طرح کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد
اُس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے ”مجھے آگے لے چلو“
”مجھے آگے لے چلو“ اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ”ہائے خرابی
مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟“ اس کی آواز ہر ایک مخلوق نعتی ہے صرف ایک انسان ہی
نہیں سنتا سنے تو بے ہوش ہو جائے۔ (اگر انسان میت کی آواز سن لیں تو اس کی
میت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مر جائیں)۔

اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے وحید الزماں لکھتے ہیں: ”مارے
دہشت کے دم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتے تو پھر
ایمان بالغیب نہ رہتا۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۲ من وعن) مگر انہوں نے کہ
ابحدیث میت کے نہ تو سننے کے قائل ہیں اور نہ ہی بولنے کے۔

حدیث شریف میں ہے۔ اِذَا وَضِعَتْ الْجَنَازَةُ اس عبارت میں یہ
احتمال ہے کہ جنازہ سے مراد نفسِ میت اور وضع سے مراد اُس کو چارپائی پر رکھنا ہے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جب چاہے میت میں نطق (بولنے کی قوت) پیدا کر
دے اور وہ قال کی زبان سے بولے (نطق کرے)۔ قَدِّمُونِي کا مطلب یہ ہے کہ
میرے نیک اعمال کے ثواب کے لئے مجھے آگے لے چلو اور حدیث شریف میں
”يَسْمَعُ“ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے مجاز نہیں
کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب چاہے میت میں بولنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے اور کافر
اور منافق یہ جانتا ہے کہ اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اُس کا آگے جانا مصائب اور
بلیات میں داخل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ آگے جانے کو برا جانتا ہے اور وہ اویلا کرتا ہے اور
اُس کا یہ واویلا اگر انسان سن لیں تو اُس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں۔

محولہ بالا حدیث شریف حاشیہ میں درج کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی

ہے۔ ۱۸

ایسی ہی ایک اور حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں فرماتے ہیں: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اِذَا وَضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرَةِ
قَالَ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَ اِذَا وَضِعَ الرَّجُلُ يَغْنَى السُّوءَ عَلَى
سَرِيرَةِ قَالَ يَا وَيْلَتَى اَيَنْ يَذْهَبُونَ بِى؟ ۱۹ ”میں نے رسول اللہ ﷺ
سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جب نیک بندہ چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
لے چلو مجھ کو لے چلو مجھ کو اور جب برا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے خرابی
ہو کہاں لئے جاتے ہو مجھ کو؟“ (ترجمہ از وحید الزماں غیر مقلد نسائی مترجم جلد ۱
ص ۶۲۳ من وعن) چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ”میت بولتی
ہے“ وحید الزماں صاحب نے درست لکھا ہے کہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے
ہے۔ اگر آدمی بھی اُس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا سب مؤمن ہو
جاتے یہ منشاء خداوندی کے خلاف ہے۔ دوزخ اور بہشت دونوں کو آباد کرنا منظور
ہے۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۲۸۳ چھاپہ تاج کمپنی لاہور)۔

درست فرمایا نہ ماننے والوں کے لئے دوزخ کو بھی تو آباد کرنا ہے۔ اب
پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیں۔ انہوں نے جنت کو آباد کرنا ہے یا دوزخ کو۔

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

کئے جاؤ میٹھو اردو کام اپنا اپنا

۱۸ مسند احمد جلد ۳ ص ۵۸ (چھاپہ دار الفکر بیروت) ۱۹ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱ (چھاپہ
دار المعرفۃ بیروت) ۲۰ شرح السنۃ للبخاری جلد ۳ ص ۲۳۲ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)
نسائی جلد ۵ ص ۲۷ (نور محمد کارخانہ تجارت کتب خانہ آرام باغ کراچی) مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ص
۱۳۳ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) تفہیم البخاری جلد ۲
ص ۳۳۶۔ ۱۹ نسائی جلد ۵ ص ۲۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۲ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱
کنز العمال حدیث نمبر ۴۷۷۲ شرح معالی الآثار جلد ۸ ص ۳۷۸ (چھاپہ تصویر بیروت)۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا وصال مبارک اور عام آدمی کی موت

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ (الزمر: ۳۰)

”بے شک آپ ﷺ کو بھی انتقال فرمانا ہے اور بے شک ان کو بھی مرنا

ہے۔“

قَالَ الْفَرَّاءُ وَالْكَسَائِيُّ الْمَيِّتُ بِالشَّدِيدِ مَنْ لَمْ يَمُتْ وَ سَيَمُوتُ وَ الْمَيِّتُ بِالشَّخْفِيفِ مَنْ فَارَقَهُ الرُّوحُ وَلِذَلِكَ لَمْ يُخَفَّفْ هَهُنَا ۝ حضرت فراء علیہ الرحمہ اور حضرت کسائی علیہ الرحمہ کی تحقیق ہے کہ لفظ مَیِّتٌ بضم یاء ”الیا“ اُس کو کہتے ہیں جو آئندہ مرنے والا ہو یا ابھی مرانہ ہو۔ اور لفظ مَیِّتٌ بِسکون ”الیا“ اُس کو کہتے ہیں جس کی جان نکل چکی ہو۔

شان نزول:

قَالَ الْمَحَلِيُّ نَزَلَتْ لَمَّا اسْتَبْطُوا مَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ ۝ حضرت محلی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ کفار مکہ مکرمہ چاہتے تھے کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ وفات پا جائیں۔

کفار و مشرکین اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے اور یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دیتے تھے کہ یہ چند روز کا کھیل ہے۔ یہ فوت ہو جائیں گے ان کا لڑکا کوئی نہیں ہے یہ سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

”اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) یہ لوگ اپنے آپ کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے اس دافانی سے راحت سفر باندھنا ہے۔ یہ لوگ ایسی بات تو شب کریں کہ یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ چنانچہ انہیں بتایا جاتا ہے۔“

تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۱۲۔ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۱۲۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ”اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اس دنیا سے انتقال کرنا ہے انہیں یاد رہے انہوں نے بھی مرنا ہے۔“

آیت مبارک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے انتقال فرمانے کو علیحدہ بیان کیا ہے اور کفار و مشرکین کے مرنے کو علیحدہ بیان کیا ہے، تاکہ سننے والے سمجھ جائیں کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی وفات دوسروں سے الگ ہے۔ اگر آیت مبارک میں صرف یہ بتایا جاتا کہ اِنَّكُمْ مَيِّتُونَ ”تم سب نے مرجانا ہے۔“ تو رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ بھی شامل ہوتے اور مختصر کلام میں سب کے لئے موت کا حکم ثابت ہو جاتا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وصال فرمانے اور دوسروں کے مرنے کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا تاکہ یہ پتا چلے کہ آپ ﷺ کا انتقال فرمانا دوسرے لوگوں کے مرنے سے مختلف ہے۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی موت و وفات ثابت ہے۔ اس بات سے انکار کی کوئی ضرورت نہیں۔ زیر بحث آیت مبارک سے وصال النبی ﷺ کا اثبات ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۳ میں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ذکر پاک کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَأَنْتَ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ ”ان سے پہلے بہت سے رسول (علیہم السلام) ہو چکے ہیں کیا ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایزبوں کے بل پھر جاؤ گے؟“ عام نصوص میں کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کی سیرھی سے ہر ایک کا گزر ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے وصال کے وقت فرمایا: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ۚ ان تمام شاہد کی موجودگی میں ہم سب انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے حق میں موت طاری

ہونے پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی تمام نصوص کا مفاد صرف اتنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر موت طاری ہوئی، اُن کی ارواح مقدسہ اُن کے اجسام مطہرہ سے قبض کی گئیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات سے واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ جب شہداء کو رزق دیا جاتا ہے جو کلمہ پڑھ کر امتی ہوئے تو انبیاء و رسل علیہم السلام جو شہداء سے قبل انعام یافتہ ہیں اُن کی برزخی زندگی بلا شک و شبہ ہے مثل و بے مثال ہے اور وہ رزق دیئے جاتے ہیں۔ (۱۲- منہ)

احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیل موجود ہے کچھ یہاں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ نیز زیر بحث آیت مبارک اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُونَ O میں یہ پوری وضاحت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال اور دوسروں کا مرنا مختلف ہے۔ آئندہ صفحات کے مطالعہ سے یہ بات قلب سلیم والے نو ایمان سے منور حضرات کو جاننا آسان ہوگی۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وصال کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ حقیقت حال اللہ تبارک و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ایمان رکھنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءُ فِى قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ O
”انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءُ فِى قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ O
”انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا۔
رَأَيْتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يُصَلِّي فِى قَبْرِهِ O میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

قبر میں زندگی کے نظام کو سمجھنے کے لئے پورے نظام اسلام کی طرف نظر ہونا ضروری ہے۔ ہمارے دیکھنے میں قبر تین اور چھ فٹ کی ہوتی ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ مومن کی قبر کو ستر ستر گز اور تا حد نگاہ کشادہ فرما دیتا ہے اور بندہ مومن کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیتا ہے۔ جب عام بندہ مومن کی قبر کا یہ حال ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور امام الانبیاء علیہم السلام کی قبر منور کی شان کون انسان جان سکتا ہے؟

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَ فِيهِ قُبُضَ وَ فِيهِ النُّفُخَةُ وَ فِيهِ الْمَصْعَقَةُ فَاَكْثَرُ اَيَّامٍ الصَّلٰوةُ عَلٰى فِيهِ فَاَنْ صَلَّوْا تَكُمُ مَعْرُوضَةٌ عَلٰى قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَّوْنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرْمَتْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيَّتْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ O

”تمہارے بہترین دنوں میں سے بہترین دن جمعہ المبارک ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکنا ہے“
سنہ ۳۷۸ جلد ۳ ص ۱۸۸ شرح السنہ جلد ۱ ص ۱۰۰ جامع صغیر جلد ۲ ص ۱۵۳ ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۵۳ خازن جلد ۴ ص ۱۳۷ درمنثور جلد ۳ ص ۱۵۰ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۶۸-۱۵۶ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۰۸ حدیث الاولیاء جلد ۶ ص ۲۵۳ کنز العمال جلد ۱ ص ۳۹۶ دلائل النبوة جلد ۳ ص ۳۸۷ سیرۃ النبی جلد ۳ ص ۲۸۸-۲۸۹ مشکوٰۃ ص ۱۲۰ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۳ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۹۱ مستدرک جلد ۳ ص ۲۸۸ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۳۹ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۶۰۳ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۳۰ المعجم الکبیر للطبری جلد ۱ ص ۱۸۶ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۷۶ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۹۸ ابن حبان حدیث نمبر ۵۵۵۔

اور اسی میں بے ہوشی ہے۔ لہذا اس دن میں مجھ پر درود (شریف) زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے درود شریف مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ پر درود شریف کیسے پیش ہوں گے؟ آپ ﷺ تو ربیم (یعنی کلی ہڈی) ہو چکے ہوں گے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسم حرام کر دیے ہیں۔

لہذا ان کے اجسام مقدسہ کو زمین نہیں کھا سکتی اور وہ گلے سڑنے سے بھی محفوظ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں تو کرا اللہ کی لذت پاتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی روایت:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنْ أَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَى الْأَعْرَضِ عَلَى صَلَوَتِهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ ۚ

”مجھ پر جمعہ المبارک کے دن زیادہ سے زیادہ درود شریف بھیجو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی درود شریف نہیں بھیجتا مگر اس کا درود (شریف) مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے (حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی؟ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین پر نبیوں (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہوتے ہیں اور روزی دیے جاتے ہیں۔“ و دروزی کہی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اس کے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ اسے خوب جانتے ہیں۔

رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ”حیات النبی ﷺ“ بیان فرمایا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ ہی رہتے ہیں لہذا تمہارے درود (شریف) مجھ پر جیسے اب پیش ہو رہے ہیں پھر بھی پیش ہوتے رہیں گے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَى إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ: قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ: وَبَعْدَ وَفَاتِي. إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ ۚ

”جمعہ المبارک کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ (درود شریف) پڑھا کرو۔ اس لئے کہ وہ یوم مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود (شریف) نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا حضور! آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں امیری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يَكُنِي هَذَا الشَّيْخُ؟ إِنَّ يَكُنِ اللَّهُ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُنَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكُ. ۝... ۝ اللہ (تبارک

۱۔ جلاء الافہام ص ۵۶ (چھاپہ دار الکتاب العلمیہ - چھاپہ بیروت - لبنان) ص ۵۹ (چھاپہ مصر قاہرہ) ص ۶۴ (چھاپہ دار الکتاب العربی بیروت - لبنان) - ۵۔ بخاری حدیث نمبر ۳۹۶۶ تیسیر الباری جلد ۱ ص ۳۶۶، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۸۱۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۹۰، ۲۔ امراءہ جلد ۲ ص ۲۸۵، ۳۔ مشکوٰۃ ص ۵۴۶۔

و تعالیٰ) نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے، چاہے اس کو اختیار کرے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے پاس ہے تو اس نے وہ اختیار کیا جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے۔ (اس پر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا اس شیخ (بزرگ) کو کس چیز نے زلایا؟ اگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اپنے بندے کو دنیا اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے میں اختیار دیا ہے اور اس نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اس کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا موقع ہے؟) چنانچہ بعد میں معلوم ہوا اس بندے سے مراد خود رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہ رو۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرَ بَيْنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ فِي شُكُوَاهُ الَّذِي قَبِضَ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الدِّينِ أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَقُلْتُ إِنَّهُ خَيْرٌ ۙ

”میں بیمار ہوتے کوئی نبی (علیہم السلام) مگر انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے، تو آپ ﷺ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”اُن لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین، شہداء اور صالحین، تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔“

۹ بخاری حدیث نمبر ۲۵۸۶، مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۳، مستدرک جلد ۶ ص ۲۶۹، مشکوٰۃ ص ۵۳۷
در منثور جلد ۳ ص ۸۳، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۲۰۔

وضاحت: ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے مگر حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وفات اختیاری ہوتی ہے انہیں رب ذوالجلال کی طرف سے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں، چاہیں تو رب ذوالجلال کے پاس آجائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندگی اور وصال اور ہر شعبہ حیات میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

الرفیق الاعلیٰ:

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: مجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ نعمت ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے میرے گھر میں اور میرے دن اور میرے گھر اور سینے کے درمیان وصال فرمایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے تھوک اور آپ ﷺ کے تھوک کو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے وصال کے وقت جمع فرمایا۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس (میرے بھائی حضرت) عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (حضرت) عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ رہے ہیں میں پہچان گئی کہ آپ ﷺ مسواک (کرنا) چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے (یعنی مسواک کو) آپ ﷺ کے لئے لے دوں؟ تو آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے ہاں فرمایا تو میں نے وہ لے لی۔ آپ ﷺ پر مسواک سخت ہوئی، میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا ہاں! چنانچہ میں نے مسواک (مند میں چبا کر) نرم کر دی تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اُسے اپنے (نورانی) دانتوں (مبارک) پر پھیرا آپ ﷺ کے پاس برتن تھا جس میں پانی تھا پھر آپ ﷺ اپنے دونوں (نورانی) ہاتھوں (مبارک) پر پانی ڈالتے اور اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی) چہرہ (مبارک) پر پھیرنے لگے اور فرماتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ ثُمَّ نَضَبَ

يَذُهُ فَيَجْعَلُ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ ۝
 ”یعنی کوئی معبود بحق نہیں سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے، بے شک موت
 کی بہت سختیاں ہیں پھر اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر
 والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان مبارک قبض کر لی گئی اور آپ ﷺ کا (نورانی) ہاتھ
 (مبارک) جھک گیا۔“

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
 جب آیت مبارک إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ نازل ہوئی تو رسول کریم رؤف ورحیم
 ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا:
 نُعِثُ إِلَى نَفْسِي ”مجھے دنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی۔“ وہ روئیں، تو رسول
 کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِ لَا حَقِّ
 بَيْتٍ ”مت روؤ کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملو گی۔“ آپ ہنس
 پڑیں۔ انہیں بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا، وہ بولیں اے فاطمہ
 (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم نے تمہیں دیکھا کہ پہلے تم روئیں پھر ہنس پڑیں آپ نے
 فرمایا: مجھے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کہ انہیں دنیا سے جانے کی خبر
 دے دی گئی ہے تو میں روئے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت روؤ کیونکہ تم میرے
 سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنس پڑی اور رسول کریم رؤف ورحیم
 ﷺ نے فرمایا: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ۔ اور یمن والے آئے اور وہ دلوں
 کے نرم ہیں۔ ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی۔“ ۱۱

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت
 ہے فرماتی ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی تندرستی میں فرماتے تھے: اَللَّهُ لَنْ
 ۱۱ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۰ مشکوٰۃ ص ۵۳۷ درمنثور جلد ۶ ص ۱۰۵ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۶۲
 دلائل النبوة جلد ۲ ص ۲۰۷ ۱۱ مشکوٰۃ ص ۵۳۹ داری جلد ۳ ص ۳۷ کنز العمال حدیث
 نمبر ۳۲۲۳۵۔

يُقْبِضُ نَبِيَّ حَتَّى يُوْى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ تُخَيَّرُ ”اللہ تبارک و تعالیٰ
 کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا
 جائے۔ پھر انہیں اختیار دے دیا جائے۔“ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ پر نزع کا عالم طاری ہوا اور آپ ﷺ کا
 سر انور میری ران پر تھا تو آپ ﷺ پر غشی آ گئی، پھر اتفاق ہوا پھر آپ ﷺ نے
 اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: اَللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى ”یا اللہ (جل
 جلالک) میں نے اوپر والے ساتھی قبول کئے۔“ فرماتی ہیں میں نے کہا: اب رسول
 کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے۔ فرماتی ہیں میں پہچان گئی کہ
 یہ وہی حدیث ہے جس کی رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں اپنی تندرستی میں خبر
 دیتے تھے، اس فرمان کے متعلق کہ ”کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات نہیں دئے
 جاتے حتیٰ کہ انہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر اختیار دیا جاتا ہے۔“ اُمّ
 المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آخری بات جو رسول
 کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمائی وہ یہی تھی کہ اَللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى ۱۲ ”یا
 اللہ (جل جلالک) میں نے اوپر والے ساتھی قبول کئے۔“

ملک الموت کا اجازت لینا:

حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راوی ہیں
 کہ ایک قریشی آدمی اُن کے والد حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا
 بولا کیا میں تمہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حدیث شریف نہ سناؤں؟ آپ
 نے فرمایا ہاں! ہمیں حضور ابو القاسم ﷺ کی حدیث شریف سناؤ۔ اُس نے کہا:
 ”جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس حضرت
 جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک و
 ۱۲ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۸ مسند احمد جلد ۶ ص ۸۹ قرطبی جلد ۳ جز ۵ حدیث نمبر ۲۷۱۷۱ البدایہ
 والنہایہ جلد ۵ ص ۲۳۰ دلائل النبوة جلد ۲ ص ۲۰۸ مشکوٰۃ ص ۵۳۸۔

تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے، خصوصیت سے آپ ﷺ کی عزت افزائی فرمانے اور احترام فرمانے کے لئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھتا ہے، جو وہ آپ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا: أَجِدُنِي يَا جِبْرِائِيلُ مَغْمُومًا وَأَجِدُنِي يَا جِبْرِائِيلُ مَكْرُوبًا "اے جبرائیل (علیہ السلام) میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اے جبرائیل (علیہ السلام) میں اپنے آپ کو ملول پاتا ہوں۔"

پھر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ ﷺ سے یہی عرض کیا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا، پھر آپ ﷺ کے پاس تیسرے دن آئے، تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور ﷺ نے انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا "اُن کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے "اسامیل" کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک لاکھ پر سردار ہے۔ اُس نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اجازت مانگی، پھر آپ ﷺ سے اُس کے متعلق پوچھا، پھر حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) نے عرض کیا: هَذَا مَلِكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلَى آدَمِي قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلَى آدَمِي بَعْدَكَ "یہ موت کا فرشتہ ہے آپ ﷺ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ اس نے آپ ﷺ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنِّدُنْ لَهُ فَادْنُ لَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ "اُسے اجازت دے دو۔ انہوں نے اُسے اجازت دے دی۔" اُس نے عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تو اگر آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں تو میں آپ ﷺ کی جان قبض کر لوں اور اگر آپ ﷺ مجھے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں تو فرمایا: وَتَفْعَلْ يَا مَلِكُ الْمَوْتِ؟ "اور اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے؟"

عرض کیا: نَعَمْ بِذَلِكَ أَمْرٌ وَأَمْرٌ أَنْ أَطِيعَكَ "ہاں اے

(جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔"

فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) نے عرض کیا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ اشْتَقَ إِلَيَّ لِقَائِكَ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک و تعالیٰ) آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔" تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت ملک الموت (علیہ السلام) سے فرمایا: امضْ لِمَا أَمَرْتُ "جس کا تمہیں حکم کیا گیا ہے وہ کر گزرو۔"

چنانچہ انہوں نے روح قبض کر لی۔ جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا (تعزیت کے معنی ہیں پسماندگان کو تسلی دینا۔ تعزیت دین سے پہلے بھی ہوتی ہے اور دین کے بعد بھی۔ یہ تعزیت دین سے پہلے تھی) تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی السَّلَامُ عَلَيْكَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا مَنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَخُلَفَاءُ مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَذُرَّكَاءُ مِنْ كُلِّ فَانٍ فَبَايِلَهُ فَاتَّقُوا وَابْتَاهُ فَارْجُوا فَإِنَّمَا الْمُصَافُ مِنْ حُرْمِ الثَّوَابِ فَقَالَ عَلِيُّ اتَّذَرُونَ مِنْ هَذَا هُوَ الْخَصَرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۳۱ "اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت میں جبر کرنا ہے اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے ہو اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی سے ڈرو اور اُس سے اُمید رکھو۔ پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ (حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) "یہ (حضرت) خضر (علیہ السلام) ہیں۔" یہ آخری جملہ جس میں (حضرت) علی (علیہ السلام) کا ارشاد بیان ہے، یہ صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے۔ مجمع الزوائد اور دلائل النبوة میں اس حدیث شریف کے ساتھ نہیں ہے۔

تدفین کے بعد

نماز جنازہ کے بعد سب سے پہلے حق میت یہ ہے کہ اُس کے لئے دُعا و استغفار کی جائے۔ لہذا استغفار کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ دُعا اور استغفار کے عنوان سے جو آیات مبارک و احادیث مبارکہ بیان کی جائیں گی اُن میں اس بات کا ذکر ہوگا کہ کن کے لیے دُعا و استغفار سُو و مند ہے اور کن کے لیے نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نوری فرشتے اہل ایمان کے لیے خالق کائنات ﷻ کے حضور اُسی کے حکم سے مصروف دُعا ہیں۔ ملاحظہ ہو

آیت مبارک نمبر ۱

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ (المومن: ۷)

”وہ (فرشتے) جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اُس کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان والوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز سہائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں روزخ کے عذاب سے بچائے۔“

ایمان والوں کے لیے ہمہ وقت مغفرت کی دُعائیں ہو رہی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں ایمان والے کہ عرشِ عظیم جیسے مقدس مقام پر معصوم مخلوق، حاملین عرشِ حمد الہی کے ساتھ ساتھ ان کی بخشش کے لیے ہر لمحہ دُعا کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ دُعا درجہ قبولیت کے کمال تک پہنچی ہوئی ہے جس کے رد کی کوئی صورت نہیں۔

آیت مبارک نمبر ۲

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ (الحشر: ۱۰)

”اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار بے شک تو نہایت مہربان، رحم فرمانے والا ہے۔“

اس آیت مبارک کو غیر مقلدین کے ترجمان رسالوں نے بھی نقل کیا ہے۔ دیکھیں! [الاقتصاد جلد ۳۲ شمارہ ۱۲-۱۳ ذوالحجہ ۱۴۰۰ ص ۱۳ اور مفت روزہ اچھڑیٹ ۲۰ جون ۱۹۹۲ء ص ۱۵]

مودودی صاحب نے ”تفہیم القرآن“ میں سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۰ کی تشریح میں لکھا ہے۔ ”اس آیت میں ایک اہم اخلاقی درس مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں کسی دوسرے مسلمان کے لیے بغض نہ ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے لیے صحیح روش یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے حق میں دُعاے مغفرت کرتے رہیں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۴۰۳، ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۹۵)

عبدالماجد دریابادی دیوبندی صاحب نے اپنی تفسیر ”ماجدی“ میں محولہ بالا آیت مبارک کی شرح میں لکھا ہے: ”اپنے سے پہلے کے ایمان والوں کے حق میں دُعاے مغفرت کرنا علاماتِ ایمان سے ہے۔“ (جلد ۲ ص ۱۰۹۳)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ”اس میں سابقین کے لیے دُعا کرنے کی ترغیب ہے اور صوفیاء کی توبہ عادت لازمہ ہے اپنے سلف کے لیے دُعا اور ایصالِ ثواب کرنے کی۔“ (مسائل السلوک تفسیر بیان القرآن ص ۱۰۵۲)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے ”سابقین کے لیے دُعاے

مغفرت کرتے ہیں۔“ (تفسیر عثمانی ص ۹۳۷ حاشیہ ۳۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے لکھا ہے۔ ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو اصحاب محمد ﷺ کے لیے استغفار اور دُعا کرنے کا حکم دیا۔“ (معارف القرآن جلد ۸ ص ۲۸۱)

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر آیت لکھا ہے ”اے اللہ (ﷻ) اور رحمت نازل فرما“ اُن لوگوں پر بھی جو بخوبی صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی پیروی کرنے والے ہوں اور کہتے ہوں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے۔“ (تفسیر مظہری جلد ۹ ص ۲۳۵)

آیت مبارک نمبر ۳

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۖ..... (الشوری: ۵)

”اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے ہیں اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔“ یعنی ایمان والوں کے لیے کیونکہ آخرت میں بخشش صرف ایمان والوں کی ہوگی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی:

آیت مبارک نمبر ۴

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ... (نوح: ۲۸)

”اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو (جو زندہ ہیں اور جو وصال کر چکے ہیں)۔“

اس آیت پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کے والدین کریمین کا بھی ذکر ہے جن کے نام بلدین متوح (والد) شحی بنت اخوش (والدہ) تھے۔ دونوں موصداور

مومن تھے۔

قرآن حکیم میں ایمان والوں کے لیے بخشش کی دُعا کی اور استغفار کرنا ثابت ہے اس لیے کسی کا یہ کہنا کہ مرنے والا تو مر گیا اب اس کے لیے کوئی دُعا یا استغفار سودمند نہیں۔ ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو منکر قرآن کریم ہو یا جس نے نہ تو کبھی قرآن مجید پڑھا ہو اور نہ ہی مسلمان ہونے کے ناطے سے دین اسلام اور دینی معلومات اور معمولات سے آگاہ ہو۔ مگر جس نے عقل و شعور اور ایمان کی شمع کو روشن کر کے قرآن پاک پڑھا ہوگا وہ انکار نہیں کر سکتا۔

منافقین، مشرکین اور کفار کے لیے بخشش کی دُعا کرنا قطعاً منع اور حرام ہے۔ ہاں الہت! جب تک ایسے لوگ زندہ ہوں، اُس وقت تک ان لوگوں کی ہدایت اور بخشش کی دُعاؤں کی اجازت ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دُعا کیں کرتے رہنا چاہئے اور جب بحالت کفر و شرک اور منافقت ہی میں مرجائیں تو ان کی بخشش کے لیے دُعا کرنا یا کروانا قطعاً حرام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دُعا سے مغفرت:

آیت مبارک نمبر ۵

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم: ۴۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“

یہاں والدین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نیک والد حضرت تارخ اور والدہ حضرت مکی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں مومن اور موصد تھے۔ ان کے لیے بڑھاپے میں دُعا سے مغفرت فرمائی۔ یہ دُعا حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی ولادت کے بعد فرمائی۔ صاحب مجمع البیان نے لکھا ہے: ”ہمارے اصحاب نے اس سے استدلال کیا ہے کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے

۱۔ جلالین ص ۶۹، فتح القدر جلد ۵ ص ۳۰۲، مدارک جلد ۵ ص ۲۶۹، تفسیر الوسیط ص ۷۷، قرطبی جلد ۹ ص ۱۸۷، ۳۱۷، مظہری جلد ۱ ص ۷۸۔

والدین کا فریضہ تھے۔ ۲۔ آزر آپ کا دودھ کا چچا تھا جس سے آپ اپنی جوانی میں ہی بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مروجہ تھا۔

قرآن مجید میں ”اب“ ”باپ“ ”چچا“ ”تایا“ اور ”دادا“ وغیرہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر آیت مبارک میں وَلَوْ اِلٰهِيْ كَا لَفَنَّا اِرْشَادًا هُوَ تَاوِيْخَالٌ پید ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لیے بھی دُعائے مغفرت کی ہو۔ اس (شبہ) کو دفع کرنے کے لیے وَلَوْ اِلٰهِيْ فرمایا۔ یعنی حقیقی ماں باپ۔ ۳۔

کیا منافقین کے لیے بخشش کی دعا ہے؟

شروع شروع میں منافقین کے لیے دُعائے بخشش و مغفرت کی رخصت تھی۔ ابھی قانونِ ممانعت نازل نہیں ہوا تھا کہ غزوہٴ مریض کے موقع پر ایک روح فرسا واقعہ رو پڑا جو جس میں حجابہ غفاری اور سان بن و برجنی آپس میں لڑ پڑے۔ سان عبد اللہ بن ابی کا حلیف تھا۔ حضرت حجابہ علیہ السلام نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے پکارا اور سان نے انصار کو پکارا اس موقع پر عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے حضور نبی کریم ختم المرسلین ﷺ اور مہاجرین کی شان میں انتہائی نازیبا گفتگو کی اور زبردست قسم کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اپنے چیلوں چانٹوں سے کہنے لگا اگر تم ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب تم انہیں کچھ نہ دینا اور پھر اس نے بکواس کی کہ مدینہ (شریف) پہنچنے پر ہم عزت والے ذیلیوں کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم علیہ السلام اس کی بکواس پر جلال میں آگئے اور فرمانے لگے تو ہی ذلیل ہے۔ سرکار کائنات ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عزت بخشی ہے اور مسلمان ان سے محبت کرتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بولا، میں تو ہنسی کر رہا تھا۔

حضور ﷺ نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سے دریافت فرمایا تو اس نے جھوٹ بول دیا اور جھوٹی قسم کھالی۔ اس کے ساتھی بولے عبد اللہ بن ابی سچا ہے۔ (حضرت) زید بن ارقم علیہ السلام کو دھوکا ہو گیا ہوگا۔

۲۔ مجلہ ابیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔ ۳۔ تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۹۔

مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت زید بن ارقم علیہ السلام کی تصدیق فرمائی۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے ”ابن ابی“ کو کہا تو یہ کرو اور سرکار کائنات ﷺ سے استغفار کرو الو تو اس نے انکار کیا۔ چنانچہ قرآن پاک کی آیت مبارک کا نزول ہوا جس میں رئیس المنافقین ابن ابی کی تکذیب فرمائی گئی۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوُوْا
رُءُوْسَهُمْ وَ رَاٰيْتَهُمْ يَصْذُوْنَ وَ هُمْ مُسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (المنافقون: ۵)

”اور جب انہیں کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔“ بعد ازیں رب کائنات جل مجدہ الکریم نے فرمایا۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۚ ... (المنافقون: ۶)

”ان پر ایک سا ہے آپ ﷺ ان کی معافی چاہیں یا نہ چاہیں۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔“

یاد رہے کہ اس موقع پر دُعا کا قبول نہ ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی انتہائی تعظیم ہے۔ مطلب یہ کہ آپ ﷺ تو اپنی شانِ رحمت سے اُس کے لیے دُعا کریں گے۔ مگر جو مرزود آپ ﷺ سے بے نیاز ہو جائے اور جو آپ ﷺ کا ذرہ بھر بھی مخالف اور بے ادب ہے اُس کی بخشش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ کی یہ شانِ رحمت اللعالمین ہے کہ اپنے مخالف کے لیے بھی دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ سے محبت کی بناء پر گستاخوں کو معاف کرنے کا نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تو صرف اُسے بخشے گا جو آپ ﷺ کا نیاز مند مودب اور محب ہوگا۔

رئیس المنافقین کی موت:

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی جب مر گیا تو اُس کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن ارقم علیہ السلام جو رسول اللہ ﷺ کے مخلص اور عاشق صحابی تھے نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص بھی اُس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر کے مر چکا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو عرض کیا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی استغفار فرمائیں۔ جبکہ صورت حال یہ تھی کہ سرکار کائنات ﷺ بہت جانتے تھے کہ ابھی تک منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی۔ علاوہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خبر تھی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے ایک ہزار منافق ایمان لائیں گے۔ چنانچہ اُس کو قمیص دی گئی اور نماز جنازہ بھی پڑھی گئی۔ چونکہ عبداللہ بن ابی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ تھا، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کے لئے اور دیگر سارے منافقوں کے لیے فرمایا: اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوَّلًا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ * ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ * (التوبہ: ۸۰) آپ ﷺ ان کے لیے معافی چاہیں یا نہ چاہیں یا نہ چاہیں اگر آپ ﷺ ستر بار بھی ان کے لیے معافی چاہیں گے تو اللہ (جل جلالہ) انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لیے کہ وہ اللہ (جل شانہ) اور اُس کے رسول ﷺ کے منکر ہوئے۔ چنانچہ نماز جنازہ کی وجہ سے ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مرد بھی حضور ﷺ کے لباس شریف سے برکت چاہتا ہے ایمان لے آئے۔ ۵ تفصیل آپ ﷺ کے پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

بعد ازیں یہ آیت مبارک نازل ہوئی: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِيكَ وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ * إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (التوبہ: ۸۴) اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک وہ اللہ (جل سلطانہ) اور

۱۔ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۷۲، تفسیر انشائی جلد ۲ ص ۱۳۸، تفسیر ابوسعود جلد ۲ ص ۳۷، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱،

”اللہ (تبارک وتعالیٰ) جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے۔“
(بندۂ مؤمن) عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھے یہ (بلندی اور جات) کہاں سے ملی؟ رب العالمین اس سے فرماتا ہے تیرے لیے تیرے بچے کے بخشش طلب کرنے (دُعائے مغفرت کرنے) کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے۔“
نوٹ: صاحب مرقاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ”یہاں عبد صالح سے مراد (گنہگار) مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔“

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْعَرِيْقِ الْمَتَعَوِّثُ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلْحَقُهُ مِنْ أَبِي أَوْ أُمِّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَفْشَالَ الْجِبَالِ وَإِنْ هُدِيَّةُ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ إِلَّا سِتْفَقَارُ لَهُمْ ۝ ”قبر میں میت کی حالت اس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے جو مدد طلب کرنے کے لیے لوگوں کو پکارتا ہے۔ وہ ماں باپ بھائی یا دوست کی طرف سے (قبر میں) دعا کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے، تو وہ دعا اسے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) جل مجدہ الکریم) زمین والوں کی دعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً وصال شدہ لوگوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ استغفار ہے۔“

نوٹ: اس حدیث پاک سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو فاتحہ اور ایصال ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۶ میزان الاعتدال ص ۲۰۶ المصابیح ص ۳۳۹ کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۹ الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳-۱۲ صفحہ ۱۳۰/۱۳۱/۱۳۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ میں لکھا ہے ”نماز جنازہ کی جس قدر دعائیں ہیں اُن تمام میں میت کے لیے دعا کا فائدہ اور نفع پہنچنا ثابت ہے۔“
(۳) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار کائنات (ﷺ) وصال شدہ کے لیے دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَآكَرِمْ نَزْلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاعْبِسْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَابْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَذْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِزَّهُ مِنَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ۝ ”اے میرے اللہ (جل جلالک) اسے بخش دے اس پر رحمت نازل فرما اور اسے عافیت عطا فرما اس سے درگزر فرما اس کی باعزت مہمانی فرما اور اسے برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو ڈال اور اسے خطاؤں سے اس طرح صاف ستھرا فرما دے جس طرح تو سفید کپڑے کی میل پکیل صاف فرماتا ہے۔ اسے دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اسے (دنیا کے) اہل خانہ سے بہتر اہل خانہ عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما اسے قبر کے عذاب اور عذاب نار سے پناہ میں رکھ۔“

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اَنْ لَّعَنِي لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ النَّجَاشِيُّ صَاحِبُ الْخَبَشَةِ الْيَوْمَ الْاَبَدِي مَا تَ فَبِهٖ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُ وَالْاٰخِيْنَ كُمْ ۝ ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (حضرت شاہ) نجاشی، صاحب حبشہ کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن اُن کا انتقال ہوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو (بخشش چاہو)۔“

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ نسائی باب الدعاء جلد ۱ ص ۲۸۱-۲۸۲ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔
۲۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹ بخاری جلد ۱ ص ۷۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۵ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۲۰ مشور جلد ۲ ص ۱۱۲ جلد ۴ ص ۸۳ دلائل النبوة جلد ۱ ص ۳۱۱ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۲۷ کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۵۱۳ شرح اسعد جلد ۳ ص ۲۳۹۔

فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّشْيِيتِ فَإِنَّهُ أَلَانٌ يُسْأَلُ ۖ” (جب نبی کریم ﷺ میت کے دفن سے فراغت پاتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔) (بخشش مانگو) پھر اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اب اس سے سوالات ہو رہے ہیں۔“

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کا واقعہ:

(۶) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ اور جیم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے پاک فرما دیجئے۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا: جاؤ لوٹ جاؤ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بخشش مانگو اور توبہ کرو۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گئے تھے کہ واپس لوٹ آئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ (ﷺ) نے پھر ویسا ہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے تجھ کو پاک کروں؟ (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا زنا سے۔ تو آپ (ﷺ) نے رجم کا حکم فرمایا اور ان کو رجم کیا گیا۔ (اس واقعہ کے بعد) لوگوں کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) تباہ ہو گیا۔ گناہ نے اُس کو گھیر لیا اور دوسرا کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) کی اس توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ آپ (ﷺ) کے نورانی دست مبارک میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے کہ مجھے پتھروں سے مار دیجئے۔ دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے۔ پھر دوسرے یا تیسرے دن (یعنی دو بجے یا تین بجے دن) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں) بیٹھے ہوئے تھے آپ (ﷺ) نے سلام فرمایا اور بیٹھ گئے۔

فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِمَا عَزَىٰ ابْنُ مَالِكٍ (ﷺ) قَالَ فَقَالُوا غَفَرَ اللَّهُ ۖ

۱۱ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۰ مستدرک ح ۳۷۶ شرح السنہ جلد ۴ ص ۸۰ مشکوٰۃ ص ۲۶۰ ابن اسنی حدیث نمبر ۵۷۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۸۸۸-۳۶۱۶۰

لِمَا عَزَىٰ ابْنُ مَالِكٍ ۖ” پھر فرمایا: ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے لیے استغفار کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بخشش کے لیے دعا کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ (حضرت) ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرمائے۔ پھر رسول کریم ﷺ اور جیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ توبہ ایک اقسٹ کے لوگوں میں تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔“

اہل بقیع کی بخشش کی دعا:

(۷) (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ، طاہرہ محدثہ، مفکرہ، مفسرہ، متقنہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تَوْعَدُونَ عَذَابًا مُؤْجَلُونَ وَإِنَّا إِنشَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ ۖ” رسول اللہ ﷺ کا طریق مبارک تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ (ﷺ) رات کے آخری وقت میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے ”اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔“ (پھر فرماتے) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَاهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ ۖ” اے میرے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقہ والوں کی بخشش فرما۔“

(۸) حضرت عائشہ بن اسحق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان آدمی کی نماز چنانچہ پڑھی (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ (ﷺ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانًا فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلُ جَوَارِكٍ فَفَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ

۱۲ مسلم جلد ۴ ص ۶۸۶ دارقطنی جلد ۳ ص ۹۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸۳ جلد ۸ ص ۲۴۱
۱۳ مسلم جلد ۴ ص ۲۱۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹ جلد ۵ ص ۲۳۹ کتاب الاذکار ص ۱۵۰
۱۴ ابن اسنی حدیث نمبر ۵۸۵ طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶

وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۱۵
 ”اے میرے اللہ (جل جلالک) فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے وہ تیرے
 ذمہ (کرم) اور تیرے قریب کے عہد میں ہے تو اسے (اپنے فضل و کرم سے) قبر کے
 فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچالے اور تو وفا و حق والا ہے۔ اے میرے معبود و مددگار
 (جل سلاطک) اس کی بخشش فرما اور اس پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشش فرمانے والا،
 بہت رحم فرمانے والا ہے۔“ (کتاب الاذکار اور کنز العمال میں وَأَنْتَ أَهْلُ
 الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ یعنی ”تو وفا اور تعریفوں والا ہے“ کا ذکر ہے)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم
ﷺ نے (ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی) نماز جنازہ پڑھی اور یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا إِلَى
 الْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا
 جَسَدًا شَفَعَاءَ نَافَا غَفِرْ لَهُ ۱۶ اے میرے اللہ (جل شانک) تو اس کا پروردگار
 (حقیقی) ہے تو نے اسے پیدا فرمایا تو نے ہی اسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی، تو نے
 ہی اس کی روح قبض فرمائی تو ہی اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ہم شفع آئے ہیں اس
 کی بخشش فرما۔“

(۱۰) (حضرت) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”فرماتے ہیں میں
 (حضرت) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا۔ جب
 (میت کو) قبر میں رکھا تو فرمایا: بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ
 رَسُولِ اللَّهِ ”اللہ (جل جلالہ) کے نام پر اللہ (جل شانہ) کی راہ پر اور رسول اللہ
ﷺ کی ملت پر۔“ پھر جب قبر پر انیشیں برابر کرنے لگے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ

۱۵ کتاب الاذکار ص ۱۳۴ مشکوٰۃ ص ۱۳۶ ابن ماجہ ص ۱۰۹ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۱ حدیث نمبر ۳۲۰۲
 کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۲۔ ۱۶ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰ مستدرک جلد ۲ ص ۳۳۵۔ ۳۶۳ السنن
 الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۲ کتاب الاذکار ص ۱۳۴ مشکوٰۃ ص ۱۳۷ کنز العمال حدیث نمبر
 ۳۲۳۰۲ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۸۵۔

میں عرض کیا: اللَّهُمَّ اجْرِهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ جَاهِلِي
 الْأَرْضِ عَنْ جَنَّتِهَا وَصَعِدَ رُوحَهَا وَلَقِهَا مِنْكَ رِضْوَانًا عَالٍ ۱۷ اے
 میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس کو تو (اپنے کرم سے) شیطان اور عذاب قبر سے بچا۔
 اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کی پسلیوں کو زمین سے جدا رکھ (یعنی قبر کی
 دیواریں مل کر اس کی پسلیاں نہ توڑیں) اس کی روح کو چڑھالے (یعنی اپنے قرب
 میں بلند فرما) اور اس کو اپنی رضا مندی نصیب فرما۔“ (حضرت سعید بن مسیب
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یہ دعا تم
 نے اپنی رائے سے پڑھی ہے یا رسول کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ سے سنی ہے۔ انہوں
 نے فرمایا مجھے یہ اختیار نہیں کہ جو چاہوں کہوں، بلکہ میں نے اس دعا کو نبی کریم ﷺ رؤف
 و رحیم ﷺ سے سنا ہے۔

رحم کی دعا:

(۱۱) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت ہے ”فرماتی ہیں میں نے رسول کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ سے عرض کیا: یا
 رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں؟ فرماتی
 ہیں ”نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی
 اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ ”مومنوں اور مسلمانوں کے
 گھر والوں کو سلام۔“ وَ يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأَخِرِينَ
 وَأَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حَقُّونَ ۱۸ اور اللہ (جل جلالہ) ہمارے
 اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے۔“ (اور پھر یوں کہے:) ”اِنْ شَاءَ اللَّهُ (العزیز) ہم بھی
 تم سے ملنے والے ہیں۔“

علاء ابن ماجہ ص ۱۱۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۵۵ تفسیر قرطبی جلد ۳ ص ۶۶ ص ۱۴۴ مجمع البوامع
 حدیث نمبر ۹۸۶۶ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۸ (بحوالہ تہذیب فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
 ۱۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۱ کتاب الاذکار ص ۱۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔

مردوں کے شمار کے موافق ثواب:

وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنشَاءَ اللَّهُ
بِكُمْ لَاحِقُونَ وَيَقْرَأُ يَتْنُ وَفِي الْحَدِيثِ مَنْ قَرَأَ الْإِخْلَاصَ
أَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا الْأَمْوَآتُ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدُ
الْأَمْوَآتِ ۱۹ "اور قبرستان میں زیارت کرتے وقت یہ الفاظ کہے: السَّلَامُ
عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنشَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ "اے ایمان
دار قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ بے شک اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا تو ہم تم
سے ملیں گے" اور سورہ یٰسین پڑھے اور حدیث پاک میں ہے کہ "جو شخص سورہ
الاخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے گا۔ تو مردوں کے شمار کے
موافق اُس کو ثواب دیا جائے گا۔"

صاحب دُر مختار کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت
کا ثواب مردوں کو بخشنا صرف انہی کے لیے نہیں بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لیے
بھی اجر کا باعث ہے۔

نبی کریم رؤف درجیم ﷺ نے فرمایا "جب کوئی شخص قبرستان میں داخل
ہو کر سورہ یٰسین پڑھے تو اُس دن (اہل قبور) کے عذاب میں نرمی ہو جاتی ہے اور اس
پڑھنے والے کو ان (اہل قبور) کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔" ۲۰

گیارہ مرتبہ قل هو اللہ شریف کا ثواب:

حضرت ابو محمد سمرقندی نے سورہ الاخلاص کے فضائل میں (مرفوعاً) ذکر کیا ہے کہ:-
مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ أَحَدَى عَشْرَةَ
مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ الْأَمْوَآتُ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدُ الْأَمْوَآتِ ۲۱
"جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور

۱۹ غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائزہ جلد ۳ ص ۳۳۳ سطر نمبر ۱۱ مطبوعہ دہلی
مفتی نول کشور لکھنؤ (بجرت) ۲۰۔ ۲۱ مفتی الامین قدس جلد ۳ ص ۵۱۹۔ ۲۲ شرح الصدور ص ۲۹۶۔

اُس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے برابر اُسے اجر ملے گا۔"

قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا:

حضرت ابو القاسم سعد بن علی انجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے "فوائد" میں
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْهَآكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ
إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَأَنِّي أَشْفَعُهُنَّ لَكَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ۲۲ "جو قبرستان
میں داخل ہو اور پھر سورہ الفاتحہ سورہ الاخلاص اور سورہ التکاثر پڑھے پھر کہے یعنی یہ دعا
کرے "اے میرے اللہ (جل جلالک) میں نے جو تیرا قرآن مجید پڑھا ہے اس کا
ثواب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں دونوں کو عطا فرما تو وہ قبر والے قیامت کے دن
اس کے سفارشی ہوں گے۔"

(۱۲) اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں
حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے ان کی
آنکھیں (وصال کے وقت) کھلی رہ گئی تھیں۔ انہیں بلد فرما دیا۔ پھر فرمایا: کہ جب
روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے جاتی ہے۔ ان کے گھر والوں نے آہ و بکا
کی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنے متعلق خیر ہی کی
دعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہ
خداوندی میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَآبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی
الْمَهْدِیْنِ وَاخْلُفْهُ فِی عَقِبِهِ فِی الْغَابِرِیْنِ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ یَا رَبُّ
الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِی قَبْرِہِ وَنَوِّرْ لَهُ فِیْہِ ۲۳ "اے میرے اللہ (جل

۲۲ شرح الصدور ص ۲۹۶۔ ۲۳ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۷ سنن الکبریٰ للبیہقی
جلد ۳ ص ۲۷۳ جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۱۹ نصب الراية جلد ۳ ص ۲۵
کنز العمال جلد ۱ ص ۷۳۵۔

الرحمہ سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَيْلَةً فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا بِبَنِي هُرَيْرَةَ وَلَا مَيِّ وَلَمْ نَسْتَغْفِرْ لَهُمَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَتَحَنَّنَ نَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتَّى نَدْخُلَ فِي دَعْوَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ ۱۸۸ امام ایک شب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ (ﷻ) ابو ہریرہ کی اور میری (یعنی محمد بن سیرین کی) والدہ کی اور جو ان کے لئے طلب مغفرت کرنے ان سب کی مغفرت فرمادے۔ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا میں داخل ہو جائیں۔

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بخشش کی دعا کروانا:

(۱۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو عامر اشعری (عبید بن سلیم رضی اللہ عنہ) کو سردار بنایا اور ایک لشکر دے کر ”اوطاس“ کی طرف بھیجا وہاں زید بن صہ (کافروں کے سردار) سے مقابلہ ہوا۔ زید مارا گیا اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اُس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ”اوطاس“ کے مقام پر بھیج دیا گیا تھا۔ اس لڑائی کے دوران ایک تیر حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھنے پر لگا جو ایک جسمی شخص نے مارا تھا۔ آپ زخمی ہو گئے۔ تیر ان کے گھنے میں گھس گیا۔ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اُن کے پاس گیا پوچھا: چچا صاحب یہ تیر کس نے مارا ہے؟ انہوں نے اُس جسمی شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے یہی میرا قاتل ہے۔ چنانچہ میں نے اُس کا پیچھا کیا۔ اُس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا، میں اُس کے پیچھے بھاگا اور یہ کہنا شروع کیا: اوبے حیا کیا تو عرب نہیں؟ تو ٹھہرنا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ ٹھہر گیا۔ پھر میرا اس کا مقابلہ ہوا اُس نے بھی وار کیا میں نے بھی وار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اُسے واصل جہنم کیا۔ پھر لوٹ کر (حضرت)

ابو عامر رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا۔ میں نے کہا اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے تمہارے قاتل کو مارا۔ (حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ) کہنے لگے، اے پیغمبر رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ ”يَقُولُ لَكَ أَبُو عَامِرٍ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُ لِي“ (بخاری شریف کے لفظ ہیں وَقُلْ لَكَ اَسْتَغْفِرُ لِي) یہ کہ ”ابو عامر گزارش کرتا تھا کہ میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے“ یہ کہہ کر (حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ) نے مجھے اپنا خلیفہ بنادیا۔ بعد ازیں تھوڑی دیر کے لیے زندہ رہے پھر شہید ہو گئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک کوٹھڑی میں بان کی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، اُس پر بستر بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانی پشت مبارک اور نورانی پہلو مبارک میں بان کے نشانات پڑ گئے۔ میں نے اپنا اور اپنے چچا (حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ) کا حال بیان کیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ) نے دعا کی درخواست کی تھی۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو شریف فرمایا پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اَبِي عَامِرٍ ”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) عبید ابو عامر کو بخش دے“۔ آپ ﷺ نے دعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی نورانی بغلوں مبارک کی سپیدی دیکھی پھر آپ ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اجْلَعْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ”اے میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ) قیامت کے دن اس (ابو عامر رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبہ والا) فرما“ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لیے بھی دعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدْخَلًا كَرِيمًا ۱۸۹ ”اے میرے اللہ

۱۸۸ بخاری باب غزوہ اوطاس جلد ۵ ص ۱۱۹ بخاری باب الوضوء عند الدعا جلد ۳ ص ۹۳ بخاری جلد ۳ ص ۲۰۲ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۸۲ مسلم جلد ۳ ص ۳۰۲ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۳۹ دلائل النبوة جلد ۵ ص ۱۵۳ کنز العمال جلد ۱۰ ص ۵۶۶۲۳۶ مجمع المصابیح حدیث نمبر ۹۹۶۳ فتح الباری جلد ۸ ص ۵۱ جلد ۱۱ ص ۲۲۲ جلد ۶ ص ۱۰۰ عمدة القاری جلد ۱۲ ص ۲۳ جلد ۱۲ ص ۱۲۹ جلد ۷ ص ۳۰۱۔

(جل جلالک) عبد اللہ بن قیس (یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اُس کو عزت کی جگہ (بہشت میں) داخل فرما۔“

نماز جنازہ میں دُعا:

(۱۹) حضرت ابراہیم اہلبی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَابِسِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَانْشَأْنَا اے میرے اللہ (جل جلالک) بخش فرما ہمارے زندہ اور وصال شدہ لوگوں کی اور حاضر و غائب چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کی۔“

(۲۰) ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُس میں محول ہال کلمات کے علاوہ یہ الفاظ زائد ہیں۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَخْيَيْتَنَا مِنَّا فَاحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَلَّيْتَنَا مِنَّا فَتَوَلَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو فوت کرے تو ایمان کے ساتھ فوت کر۔ ابن ماجہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَخْرِ مِنْا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ چھوڑ۔“

۲۹ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸ ابن ماجہ ص ۱۰۹ مستدرک جلد ۲ ص ۳۶۸ جلد ۵ ص ۶۰ جلد ۵ ص ۳۱۲
السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۱ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۵۸ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳ مشکوٰۃ
ص ۱۳۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۷ مجمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶ تفہیم اخیر جلد ۲ ص ۳۳۲
مشکل الآثار جلد ۱ ص ۳۳۲ کنز العمال جلد ۱ ص ۵۱۶ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۱۹ نسائی
جلد ۱ ص ۲۸۱ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۸۱۳۲ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸ ابن ماجہ ص ۱۰۹ مستدرک
احمد جلد ۲ ص ۳۶۸ جلد ۵ ص ۶۰ جلد ۵ ص ۳۱۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۱ مستدرک
حاکم جلد ۱ ص ۳۵۸ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۳۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۷ مجمع
الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶ تفہیم اخیر جلد ۲ ص ۳۳۲ کنز العمال
جلد ۱ ص ۵۱۶ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۱۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۱ کتاب الاذکار حدیث
نمبر ۱۵۸۱۳۲ ابن ماجہ ص ۱۰۹

بچے کے لیے بھی دُعا:

(۲۱) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے اُس بچے کی نماز جنازہ پڑھی جس نے کبھی خطائے کی تھی لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) اسے عذاب قبر سے بچالے۔“

نوٹ: وصال شدہ لوگوں کے لیے دُعا کریں کرنا عین اسلام اور مکمل صحیح اسلامی عقیدہ ہے اور دُعاؤں کے خلاف لکھنا بولنا سب غیر اسلامی انداز ہے۔ دُعا تو دُعا استغفار تو استغفار اگر مرنے والے کے حق میں اچھی بات کہی جائے تو یہ بھی اُس کو نفع دیتی ہے۔

زندوں کا میت کی تعریف سے میت کو نفع:

(۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ ایک جنازہ پر گزرے۔ فَاَتْنُوْا عَلَیْهَا خَيْرًا فَقَالَ (رُسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبْتُ لَكُمْ مَرُوْا بِاُخْرٰی فَاَتْنُوْا عَلَیْهَا شَرًّا فَقَالَ (رُسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبْتُ لَكُمْ قَالَ اِنْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ شَهِدَ ۝ پھر اُس کی بھلائی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی پھر ایک دوسرے جنازے پر گزرے اُس کی برائیوں کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی۔ بعد میں فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے پر گواہ ہے۔“

نسائی میں یہ زیادہ ہے۔ ”فرشتے اللہ تبارک و تعالیٰ کے گواہ ہیں، آسمان میں۔“ (یعنی جس کے لیے تم نے بہتری کی گواہی دی، وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے، اُس کے لیے جنت واجب ہوئی)۔

(۲۳) ایک دوسری حدیث شریف میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اُس میں ہے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۳۲ مشکوٰۃ ص ۶۳۷ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۸۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۵۱۶ مؤطا امام مالک ص ۲۰۹ ۳۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۷ ابن ماجہ ص ۱۰۸ مستدرک جلد ۱ ص ۳۵۸ ۳۴ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۵

وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جس کی تم نے تعریف کی اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی، اُس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی ہے۔

اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ۚ ۳۳ تم لوگ زمین میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے گواہ ہو۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے (بَابُ لِقَاءِ النَّاسِ عَلٰی الْمَنِيِّ) وحید الزماں صاحب نے اس باب کے ضمن میں لکھا ہے ”بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم فرمائے“۔

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لِهَلِّهِ وَجَبَتْ وَلِهَلِّهِ وَجَبَتْ اُس کے لیے واجب ہے، اُس کے لیے بھی واجب ہے۔ تو جواب فرمایا: شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ۳۵ ”لوگوں کی شہادت اور مومنین زمین پر اللہ (جل جلالہ) کے شاہد ہیں“۔

(۲۵) حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”فرماتے ہیں میں مدینہ شریف آیا (ایک روز) امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اُس کی تعریف کی (امیر المومنین) حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ فرمایا:

۳۳ فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳ مرآۃ جلد ۲ ص ۲۷۲ مشکوٰۃ ص ۱۲۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ جلد ۱ ص ۱۲۳ ۱۰۹ مستدرک جلد ۳ ص ۲۶۵ ۱۹۸ ۱۸۶ ۱۷۹ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۲ جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۵۶۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۵ مشکل الآثار جلد ۴ ص ۲۹۰ ۲۸۹ ۲۸۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۶۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۷۷ نسائی جلد ۳ ص ۲۷ باب الثناء مسلم جلد ۳ ص ۳۰۸ (سلم شریف میں تین دفعہ واجب ہوئی واجب ہوئی واجب ہوگئی کا ذکر ہے) ترمذی جلد ۳ ص ۲۰۴ حدیث نمبر ۲۸۹۸ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۹۷ ۳۵ ابن ماجہ ص ۸۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۳ طبرانی جلد ۱ ص ۱۵۶ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۹۲ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۶۷

واجب ہوئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی برائی بیان کی تو امیر المومنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کے لیے بھی فرمایا: واجب ہوئی۔ (حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) کیا واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اُسی طرح کہا، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے لیے چار آدمیوں نے بہتری کی گواہی دی اُس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ہم نے کہا، اگر تین آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: تین ہی تہی۔ ہم نے کہا اگر دو آدمی گواہی دیں آپ نے فرمایا دو ہی تہی۔ ۳۶

فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا:

(۲۷) حضور کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مقدس ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا ہے: اَذْكُرُواْ مَحَاسِنَ مَوْتَانَا كُمْ وَ كُفُّواْ عَنْ مَسَاوِيْهِمْ ۳۷ ”اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور اُن کی برائیوں سے باز رہو“۔

نوٹ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال شدہ لوگوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر بے دینوں اُعدا ران ملتِ دشمنانِ اسلام اور رسول کریم (رؤف ورحیم رضی اللہ عنہ) کے گستاخوں کی برائی بیان کرنا، اس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے راویانِ احادیث مبارکہ میں، دروغ گو راویوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

(۲۸) اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا برائی سے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَذْكُرُوْا هَلْكَكُمْ اَلَا بِخَيْرٍ ۳۸ ”اپنے فوت

۳۶ نسائی جلد ۳ ص ۲۷۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ (تفاتی میں ہے ہم نے ایک کاتب پوچھا) مشکوٰۃ ص ۱۲۵ بخاری جلد ۳ ص ۱۸۲ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۰ عمدة القاری جلد ۲ ص ۸۷ ص ۱۹۳ فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳ ۳۷ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۰۰ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ شرح المستدرک جلد ۳ ص ۲۶۲ مرقاۃ المفاتیح جلد ۳ ص ۳۳ حدیث نمبر ۶۷۸ میزان الاعتدال حدیث نمبر ۶۲۶ المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۶۶ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۳۲۸ مرآۃ جلد ۳ ص ۲۸۱ ۳۸ نسائی جلد ۳ ص ۲۷۳

شدہ (لوگوں) کا ذکر مت کرو مگر بھلائی سے۔

کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۷۱۲ میں ہلکا کم کی بجائے اموالکم کا لفظ ہے۔

(۲۹) ایک دوسری روایت جو انہی سے مروی ہے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عظیم ہے: لَا تَسْبُوا الْأَمْوَالَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضُوا إِلَيَّ مَا قَدَّمُوا ۳۹۔
”اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دوؤ وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے۔“

سو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا:

(۳۰) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طہیہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَنْلِقُونَ مِائَةَ كُلِّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ ۳۰۔ ”جب کسی (صاحب ایمان) میت پر ایک سو مسلمان نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی (بخشش کی) شفاعت کرتے ہیں تو (اللہ کریم کی بارگاہ میں) ضرور اس کی شفاعت ہوگی“ (یعنی مرنے کے بعد دعا و استغفار تو ایک طرف جو بہت بڑا انعام ہے جو کسی مسلمان کو اس کے مرنے کے بعد ملے۔ جنازے میں ایک سو صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا، بخشش کا ذریعہ بنتا ہے۔ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھا ہے:-

”میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے۔“

(صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد ۲ ص ۱۳۸۶ از وحید الزماں صاحب)

اپنے لیے شفاعت کی بڑی تمنا رکھی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز تمام صحیح العقیدہ اہل ایمان کی شفاعت ہوگی۔

۳۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۰ عمدة القاری جلد ۳ جز ۸ ص ۲۳۰ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۰۔
۳۰ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۰ نسائی (دور روایات) جلد ۱ ص ۲۸۱ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۲۳ ۳۲۴ (دور روایات) مسند احمد جلد ۶ ص ۴۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔

صدقہ بعد از وفات

فوت ہونے کے بعد صدقہ:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اِنَّ اَبِيْ مَاتَ وَ تَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكْفَرُ عَنْهُ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ ۱۔ ”یہ کہ میرے والد (صاحب) فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ (و خیرات) کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا؟ (حضور ﷺ نے) فرمایا: ہاں!“

منظور احمد نعمانی و یونیدی صاحب نے لکھا ہے:- ”یہ حدیث اثباتِ بدعا کے لیے کسی توضیح و تقریر کی محتاج نہیں ہے۔ ایک شخص مر گیا ہے، اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی جس کے بعد قانون شرعی کے مطابق اس کا متروکہ (مال و اسباب) وارثوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ اب اس کا لڑکا پوچھتا ہے کہ میں اگر اپنے مرحوم باپ کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو یہ ان کے لیے کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔“ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”ہاں ایہ ہو سکتا ہے۔“ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۵)

(۲) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ اَفْتَلَسَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوصِ وَاِنِّيْ اُظْنِبُهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ لَتَصَدَّقْتُ فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا وَلِيْ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ ۲۔ ”ایک شخص نبی کریم رؤف درجیم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ (ماجدہ صاحبہ) کا اچانک دم نکل گیا اور انہوں نے وصیت نہ کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر سکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اب اگر ان کی طرف سے میں کوئی صدقہ (و خیرات) کرتا ہوں تو کیا انہیں اس کا اجر ملے گا اور مجھے ۱۔ ابن ماجہ ص ۱۹۹ مسلم جلد ۲ ص ۲۱ نسائی جلد ۳ ص ۱۳۲۔ ۲ ابن ماجہ ص ۱۹۹ مسلم جلد ۲ ص ۲۱۔

نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا ان سب کا ماخذ یہ حدیث مبارک ہے۔ ثواب بخشے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا۔ (مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

(پھلوں والے) بارغ کا صدقہ:

(۵) حضرت سعید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہو گیا۔ جب (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَاطِطٌ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَاطِطٍ سَمَاءُ ۝ "یا رسول اللہ

۵۱ سنائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔

(صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں بارغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۶) ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس میں اس طرح ہے کہ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّةً تَوَفَّيْتُ أَقْبَلْتُ عَنْهَا أَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنْ لِي مَخْرُفًا فَاشْهَدْكَ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا ۝ "کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک بارغ ہے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ بارغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں۔

(۷) بخاری شریف میں اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اس طرح ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اِنَّ حَاطِطِي الْمَخْرُوفَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا ۝ "کہ میرا بارغ خراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی نے سنا کہ جلد ۲ ص ۱۳۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲۷ بخاری جلد ۲ ص ۳۸۷ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۲ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۹۶ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۵۶ تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۷۱ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۳۱۸۔

حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو سب لوگوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں ہوں گا۔“ ۸۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ۱ ص ۳۸۶ پر باب

إِذَا قَالَ أَرَضَيْتُ أَوْ بُسْتَيْتُنِي صَدَقَةً لِلَّهِ عَنْ أَمِيٍّ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يَبَيِّنْ لِمَنْ ذَٰلِكَ ۙ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۷ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيهِ أَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَمِيَّتِ يَصِلُ إِلَى الْمَمِيَّتِ وَيَنْفَعُهُ ۙ ۱۰ ”اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یہی اصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے۔“

صدقہ کرنے کا حکم:

(۸) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: اِنَّ اَمِيٍّ اَفْتَلَيْتُ نَفْسَهَا وَاَرَاَهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ اَفَا تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقُ عَنْهَا ۙ ”میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو۔“

مذکورہ بالا حدیث پاک حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب ۱۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۳۴ (کتاب البیوع)۔ ۹ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۰ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔

مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءُ النَّذْرِ عَنِ الْمَمِيَّتِ ۙ ۱۲ (کوئی اچانک فوت ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب:

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ ۙ ۱۳

الْأَمِنْ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ ۙ ۱۴

”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اولاد صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے۔“

منظور احمد نعمانی دیوبندی نے یہاں لکھا ہے ”یہ تین سلسلے یا ان میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا۔“ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۱)

”مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اول کو بھی اُس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلہ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا اس لیے اس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی

۱۲ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۸۴ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۲ ص ۵۵۔ ۱۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۲۷۸ شرح السنن جلد ۱ ص ۲۳۷ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۹۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۹۵۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۴ مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۴ ابن کثیر جلد ۷ ص ۳۴۰ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸ ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰۔ ۱۵ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

مرنے کے بعد اعمال جاری:

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اشخاص کا عمل جاری رہتا ہے۔ (۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) وہ جو علم کھاتا ہے یعنی عالم۔ (۳) وہ آدمی جو صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ جاریہ کی صورت میں جو۔ (۴) وہ آدمی جس نے صالحہ اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لیے دعا کرے۔ ۱۳

میت کی طرف سے اعمال:

”صاحب ہدایہ“ نے ”بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ“ میں لکھا ہے إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرٍ صَلَوةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۱۵ ”انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ جو بھی عمل ہو، اہلسنت و جماعت کے نزدیک صحیح مذہب ہے۔“

”ہدایہ“ کی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معتزلہ (گمراہ فرقہ) نے تمام اقسام کی عبادات کا ثواب مردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے۔

صاحب ہدایہ نے عقیدہ صحیح پر (کہ میت کا ثواب پہنچتا ہے) دلیل کے طور پر ایک حدیث پیش کی ہے۔ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ صَحَّحِي بِكَشَّيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوتَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَنْ أَمْتِهِ ۱۶ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو غصی چٹکیرے مینڈھے سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے۔“

۱۳ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۱ درمنثور جلد ۲ ص ۱۱۹ الترغیب والترہیب ص ۱۱۹ شرح الصدور ص ۲۸۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۳ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۶۵۶۔ ۱۵ ہدایہ جلد ۱ ص ۲۶۲ سطر نمبر ۱۲ (مطبوعہ مکتبہ شرکت علیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۱۲۸ مسلم جلد ۲ ص ۱۵۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰ ابن ماجہ ص ۲۳۶۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم کے وصالِ مبارک کے بعد:

(۱۱) حضرت حش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا: يُصْحِي بِكَشَّيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا فَقَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَوْ صَالِي أَنْ أَصْحِي عَنْهُ فَإِنَّا أَصْحِي عَنْهُ ۱۷ وہ دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: ”مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہذا ایک قربانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے کرتا ہوں۔“

اقسام صدقہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ مِمَّا يُلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عِلْمُهُ وَلَشَرَةً وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ أَوْ مُصْحَفًا وَرَثَةً أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَ بِهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلَحُّقَةً مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ ۱۸ ”کہ مومن کو فوت ہونے کے بعد جن اعمال حسنة اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں (۱) وہ علم جو اس نے خود سیکھا اور آگے سکھایا اور پھیلا یا۔ (۲) نیک اولاد جو چھوڑ گیا۔ (۳) قرآن مجید کہ اس کا وارث بنا گیا یعنی میراث میں چھوڑا۔ (۴) مسجد بنا گیا۔ (۵) مسافر خانہ بنا گیا۔ (۶) نہر جاری کر گیا۔ (تالاب، کنیل، کنواں، وضو خانہ اسی ضمن میں آئیں گے جو خلقِ خدا کی خدمت کے لیے بنا گیا) صدقہ جس کو اس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا تو اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔“

مرقاة جلد ۱ ص ۳۳۶ طبع ثانی میں ”مسجد بنا گیا“ کے تحت ہے مَعْنَاهُ الْمَسَارِسُ وَالْمَعَابِدُ الدِّينِيَّةُ یعنی دینی مدارس اور دینی ادارے قائم کر گیا۔

۱۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹ ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۳۶ ابن ماجہ ص ۲۲ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۹۶ صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۲۱ باب نمبر ۲۳۷ حدیث نمبر ۲۳۹۔

(ہفت روزہ الاعتصام - غیر مقلد) ص ۲۶۸/۵ - نمبر ۱۹۸۰ء۔

کھیتی سے صدقہ:

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ ۝ (جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھائے (تو جس مسلمان نے وہ درخت لگائے ہوں یا کھیتی بوئی ہو) اسے صدقہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

”مسلمان کی شخصیت اس لیے ہے کہ صدقہ سے مراد آخرت کا ثواب ہے اور کافر کو آخرت کا ثواب ہونے والا نہیں۔“ (فتح الباری جلد ۵ حدیث نمبر ۲۳۲۰) (بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرَسِ إِذَا أَكَلَ مِنْهُ) (وَالْمُرَادُ بِالصَّدَقَةِ الثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَذَلِكَ يُخْتَصُّ بِالْمُسْلِمِ) ”یہاں صدقہ سے مراد ہے کہ آخرت میں ثواب ملے گا اور یہ مسلمان کے لیے خاص ہے۔“

باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب:

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أَكَلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا سَرَقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلَا يَزُرُوهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ ۝

پچھلی حدیث پاک میں جن باتوں کا ذکر ہے انہی کا اس حدیث پاک میں مسلم جلد ۳ ص ۱۵ بخاری جلد ۳ ص ۳۱۲ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۳۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۲-۲۳۹ دارمی جلد ۳ ص ۲۶۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۳۸-۱۳۷ شرح السنہ جلد ۶ ص ۱۵۱-۱۳۹ مشکوٰۃ ص ۱۶۸ قرطبی جلد ۴ ص ۳۰۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۵۷ عمدة القاری جلد ۶ ص ۱۲۳-۱۵۳ ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۲۶۹/۵ (نمبر ۱۹۸۰ء) تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۵۵ تبصیر الباری جلد ۳ ص ۳۵۹ (غیر مقلد) - مسلم جلد ۵ ص ۱۵ (بَابُ فَضْلِ الْغَرَسِ وَالزَّرْعِ)۔

میں بیان ہے مگر ایک بات کی زیادتی ہے کہ ”جو پھول چوری ہو جائے گا اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا“ اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ”صدقہ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

(۴۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی دو دیگر روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُمّ مبشر انصاریہ اور اُمّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باغ میں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا: مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ؟ مُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟ ”یہ درخت کس نے لگائے ہیں؟ مسلمان نے یا کافر نے۔“ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ ”عرض کیا مسلمان نے“ پھر آپ ﷺ نے صدقہ کی مذکورہ بالا تفصیل بیان فرمائی اور مزید فرمایا: كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ ”اس کو قیامت کے دن تک صدقہ کا ثواب ملے گا یعنی ملتا رہے گا۔“

حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محولہ بالا روایات سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسلمان پر حضور نبی کریم ﷺ روف ورحیم رضی اللہ عنہ کے صدقہ سے اتنی عنایات ہیں کہ حد حساب سے باہر۔ ایک مسلمان درخت، کھیتی، باغ، چراگاہ لگاتا ہے، وہاں سے کوئی چیز پرندے، چرندے اور انسان کھاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہاں سے کوئی چور چوری کرے اس پر بھی درخت یا کھیت لگانے اور بونے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے بلکہ جب تک وہ درخت اور باغات قائم رہیں تو درخت لگانے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے۔ اگر درختوں اور باغوں سے لوگ پھل کھائیں تو جس نے باغ یا درخت لگائے اس کو قیامت تک ثواب ملتا رہتا ہے ایسے ہی اگر درختوں کے پھل لاکر کسی کو ثواب پہنچانے کے لیے لوگوں کو کھلائیں تو اس کے لیے ثواب کا دروازہ کھلا رہے گا۔ ثواب نہ ملنے کی کوئی دلیل نہیں!

(۶) حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی علیہ الرحمہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث شریف کیسی ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ: إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لَا بِوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتُصَوِّمَ لَهْمًا مَعَ صَوْمِكَ ۝

ابن مسلم جلد ۳ ص ۱۵ عمدة القاری جلد ۶ ص ۱۲۳ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۳۲-۲۳۹ مسلم جلد ۳ ص ۱۲۔

”نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے لیے روزے رکھے۔“

انہوں نے کہا اے ابواسحاق، یہ حدیث (پاک) کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت شہاب بن خراش علیہ الرحمہ۔ انہوں نے کہا وہ تو ثقہ (راوی) ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت حجاج بن دین علیہ الرحمہ سے۔ انہوں نے کہا وہ بھی ثقہ (راوی) ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے کہا اے ابوالحق، ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جھگ باتی ہیں کہ اُن کے طے کرنے کے لیے اونیوں کی گرد میں تھک جائیں۔ وَلَٰكِنْ لَّيْسَ لِي الصَّدَقَةُ اخْتِلَافٌ اور اہل تصدقہ دینے میں کسی کا اختلاف نہیں۔“

”اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ (مذکورہ بالا حدیث پاک کے راوی) کی طرف سے اجماع کی یہ شہادتیں کتنا وزن رکھتی ہیں۔ (یعنی اُن کی شہادت و روایت بہت وزنی ہوتی ہے)“

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۲۴ از منظور احمد نعمانی دیوبندی)

”مگر جس کا جی چاہے اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اُس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا۔“ (حاشیہ وحید الزماں غیر مقلد)

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم جلد ۱ ص ۱۲ سطر ۲۸ پر لکھتے ہیں: فَإِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْتَفِعُ بِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ۲۳ ”صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور (میت) اس سے نفع حاصل کرتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔“

نورانی طبق میں صدقہ و خیرات کا ثواب:

(۷) حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”وسط“ میں لکھا ہے: حضرت انس

۲۳ ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۱۳/۲۳۰/۱۱۳ کتب ۱۹۸۰ء۔

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اِمَامِنْ اَهْلَ بَيْتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ، فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ اِلَّا اَهْدَاَهَا لَهُ جِبْرِيلُ ﷺ عَلٰی طَبَقٍ مِنْ نُورٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلٰی شَفِيرِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ هَذِهِ هَدِيَّةٌ اَهْدَاَهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ فَاَقْبَلْنَهَا فَتَدْخُلْ عَلَيْهِ، فَفَرَحَ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِبْرًا لَهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدِي اِلَيْهِمْ شَيْءٌ ۲۴

”جب کسی گھروالے میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے مرنے کے بعد اُس کے گھروالے صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو (حضرت) جبرائیل (امین ﷺ) اُسے نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ”اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھروالوں نے بھیجا ہے اس کو قبول کر۔ تو وہ قبر والا اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اُس کے ہمسائے (یعنی دوسری قبروں والے) جن کی طرف سے اُن کے گھروالوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا مگر اُن کی اور افسردہ ہوتے ہیں۔“

نذر کا ثواب:

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فَيَا نَذَرَ كَانَ عَلٰی اَمِّهِ فَنَوَّضَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَاَقْنَاهُ اَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدَ ۲۵ ”حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ اُن کی والدہ (مادہ) پر ایک نذر تھی وہ اُس کو ادا کرنے سے پہلے مر گئیں آپ ﷺ فرمائیں اب کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے

۲۴ شرح الصدور ص ۲۹۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۹-۳۱۵ بخاری جلد ۴ ص ۹۹۱ فتح الباری جلد ۱ ص ۲۱۵ عمدۃ القاری جلد ۱ ص ۱۳۲ جز ۱ ص ۲۱۰ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷۴ نسائی جلد ۴ ص ۱۳۳ (۳ منہجین)۔

اُسے فرمایا کہ اُس کی طرف سے (نذر) ادا کر۔ پھر یہی سنت قائم ہوگئی۔

(۹) ابن ماجہ کتاب الکفارات من باب من مات وعلیہ نذر کے تحت اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ عرض کیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی مگر وہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَقْبِضْ عَنْهَا ۲۶ ”اُس کی طرف سے نذر ادا کرو۔“

نذر حج اور قرضہ:

(۱۲۱۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں اَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ اِنْ اُخْتِي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَانْهَآ مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتُ قَاضِيَةً؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْبِضِ اللَّهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ ۲۷ ”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ہمیشہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ (نذر پوری کرنے سے پہلے) فوت ہوگئی (اب کیا کرنا چاہئے؟) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اگر تیری ہمیشہ پر کسی کا قرضہ (واجب الادا) ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کرتے یا نہ کرتے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ادا کرتا۔ (تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا حق ادا کرو۔ کیونکہ اُس کا حق ادا کرنا تو زیادہ مقدم ہے۔“

بخاری شریف جلد ۳ ص ۲۳۹ کتاب الحج ”باب الحج والندور عن“

۳۲۲ ابن ماجہ ص ۳۱۳ حدیث نمبر ۲۹۰۳ باب الحج عن المیت (میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان) مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۹ اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۶ جلد ۳ ص ۲۷۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۲۰ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۸۷ شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۹۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۶ ترمذی حدیث نمبر ۱۵۳۶ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۱۳ ۱۱۳۳ ۱۱۳۳ اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۷ شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۸۷ بخاری جلد ۳ ص ۹۹۱ تفسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷۷ عمدۃ القاری جلد ۱۲ ص ۳۱۱ ۳۱۱ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۵۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۵ دارمی جلد ۱۳ ص ۱۲۳۔

المیت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس میں چھٹی کی عورت کا واقعہ ہے کہ جس نے اپنی والدہ کی طرف سے حج کے لیے مانی ہوئی نذر کا ذکر کیا تو اُسے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ہی جواب ارشاد فرمایا۔ اسی طرح سان بن سلمہ چھٹی کی بیوی یا اُس کی پھوپھی کا واقعہ بخاری شریف کتاب الاعتصام جلد ۲ ص ۱۰۸۸ میں مذکور ہے۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا: اَحُجُّ عَنْ اَبِي؟ ”کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کروں؟“ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَعَمْ! حُجَّ عَنْ اَبِيكَ فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْرًا لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا ”ہاں اپنے باپ کے لیے حج کر۔ اگر تو اُس کی نیکی نہ بڑھا سکے۔ تو اُس کے لیے برائی مت کر۔“ ۲۸ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اس مقام پر لکھا ہے: ”باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کرے۔ جیسے صدقہ اور حج وغیرہ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں دلوائے یا بڑا کھلوائے۔ دوسرے لوگوں سے لڑ کر یا اُن کے باپ کو بڑا کہہ کر۔“ ۲۹

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا:

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کرنے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے اُن کو پورا اجر ملے گا۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے وصال شدہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے۔“ ۳۰

۲۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۰۳ ۲۹۰۳ سنن ابن ماجہ کتاب المناکح ”باب میت کی طرف سے حج کا بیان“ حاشیہ نمبر ۲ ص ۲۰ شرح الصدور ص ۲۹۳ بحوالہ الجامع لمصنف العیال۔

وصال شدہ ماں کی طرف سے حج:

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمَّا نَتَّ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَاحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَقْضُوا الَّذِي لَهُ لَهَا إِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ ۚ "ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اُس کی طرف سے حج کر۔ بھلا بتا تو سہی! اگر تیری والدہ پر کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتی (کہ نہ کرتی)؟ اُس نے عرض کیا بے شک ادا کرتی، تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تو پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کا بھی قرض ادا کرو، اُس کا قرض ادا کرنا تو اور ضروری ہے۔"

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور انہوں نے حج (جو کہ فریضہ اسلام ہے) ادا نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تیرے باپ پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ عرض کیا ضرور ادا کرتا۔ فرمایا: یہ (بھی) اُس پر قرض ہے اسے ادا کر۔" ۳۲

(۱۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک عورت رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ماں مر چکی ہے۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ۳۳

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف

۱ شرح الصدور ص ۲۹۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، مشکوٰۃ ص ۲۲۲، ترمذی جلد ۱ ص ۱۸۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۵۹، نسائی جلد ۲ ص ۳، جائزۃ اشعوازی جلد ۱ ص ۳۳۸، ۳۳۹، نسائی جلد ۲ ص ۳، (میں ماں کی بجائے بہن کا ذکر ہے) بخاری جلد ۱ ص ۱۰۸، بخاری جلد ۱ ص ۳۲۹۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: جس نے میت کی طرف سے حج کیا، تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا گیا، دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ ۳۴

(۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم اپنے مردوں کے لئے جو دعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں تو کیا یہ اُن کو پہنچ جاتا ہے؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ وَيَقْرَأُ خَوْنُ بِهِ كَمَا يَقْرَأُ أَخْلَدُكُمْ بِالْهَدْيَةِ "پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ لے کر خوشی ہوتی ہے، اسی طرح تمہارے ان تحفوں سے تمہارے ان فوت شدہ لوگوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔"

"کتنے واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مالی عبادات صدقات و خیرات قربانی وغیرہ اگر مردوں کی طرف سے ہی کی جائیں تو یہ شرعاً درست ہے۔ ان سے مردوں کو نفع اور ثواب کا ہونا برحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بتلایا اور آپ (ﷺ) کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اس پر عمل کیا۔ عبد نبوی (رضی اللہ عنہ) میں بھی اور اس کے بعد بھی۔" (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۲۳ من و من)

وصال شدہ کی طرف سے روزے

اس ارض و سماوی کائنات میں صرف اور صرف اسلام ہی خیر خواہ اور امداد دین ہے۔ اسلام انسانیت اور دیگر مخلوقات خدا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے۔ اس عظیم دین متین کے نور کی شعاعیں صرف اسی دنیائے فانی کی تیرگی کو دور نہیں کرتیں بلکہ عالم برزخ اور عالم آخرت کی آرائش و زیبائش اور شادمانیاں بھی اسی کی برکت سے ہیں۔ اس کے ماننے والے اس دنیا میں ہی فیض یاب نہیں بلکہ قبر و حشر میں بھی اسی کی بدولت، رحمت عالمیائیں سید و سرور حضرت محمد نور جاں علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے کامیابی و کامرانی کی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں اور نوازے جائیں گے۔ جبکہ موجودہ دور میں بے راہرو اور شدت پسند لوگ مال و دولت اور دھونس کے بل ۳۲ شرح الصدور ص ۲۹۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۳۳۱، ۱۲۳۳۲۔

بوتے پر غیر اسلامی عقائد کو لوگوں پر مسلط کر کے اپنے غیر اسلامی جذبات کو تسکین پہنچانے کی لالچنی سعی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ یہ لوگ اسلام کی عظمت سے بیگانہ ہیں اور تعلیمات محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بے خبر ہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں ”وصال شدہ کی طرف سے روزے“ کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تاکہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ ایسے لوگ اپنے غیر اسلامی نظریات میں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ فرقہ معتزلہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے فرقہ کے نظریات سے اتفاق نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو: ”اگر کسی کے ذمہ فرض روزے رمضان المبارک یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور ان کی ادائیگی کے بغیر مر جائے تو ولی یا قریبی رشتہ دار یا سرپرست پر لازم ہے کہ وہ میت کی طرف سے ان کو پورا کرے یعنی روزے رکھے یا کم از کم ایک روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے۔“ (ہفت روزہ الاعتصام جماعت احمدیہ غیر مقلدین) کا ترجمان اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۲-۱۳ صفحہ ۱۴/۲۳۰

اسی مکتبہ فکر کے داعی وحید الزماں صاحب نے سنن ابن ماجہ کے باب ”مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ مِنْ نَذْرٍ“ (یعنی جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر نذر کے روزے ہوں) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حسب ذیل روایات کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک خاتون نبی کریم روف ورجیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ قَالَ آرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟ قَالَتْ بَلَى! قَالَ فَحَقُّ اللَّهِ أَحَقُّ ۚ ۳۵ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۳۵ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۸ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۷۶۱ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۰ شرح مسند جلد ۱ ص ۳۲۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵ (۲ سندیں) جلد ۵ ص ۱۷۹ کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۵۴ طبرانی جلد ۲ ص ۵۰۔

وسلم) میری ہمشیرہ فوت ہوگئی اور اس پر (نذر کے) دو مہینے کے بچے درپے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی؟ عرض کیا: جی! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا: تو اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کا حق ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔“

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک عورت نبی کریم روف ورجیم ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) إِنَّ أَمْسِي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمٌ أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ ”یہ کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس پر روزہ ہے کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ ہاں۔“ ۳۶

محولہ بالا دونوں احادیث مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

”جمہور علماء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے یہ دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میت پر اگر روزے باقی ہوں تو اس کا وارث اس کے بدل روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلا دے۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابوالخدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ وارث میت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اختیار ہے۔ خواہ روزے رکھے، خواہ کھانا کھلا دے۔“ (وحید الزماں صاحب)

”حجتہ اللہ البالغہ“ میں ہے ”دونوں امر جائز ہو سکتے ہیں اور اس سے احادیث کا اختلاف جاتا رہے گا۔“ اور ابن قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میت کی طرف سے رکھنا جائز اور فرض اصلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے اصحاب اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل فرض کے ہے تو وارث کا ادا کرنا میت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضے ادا کرنا۔“

”اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ کوئی پر میت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھانا واجب ہے خواہ میت نے اُس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو“۔ ۳۳

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ“ ۳۸ ”جو (ایمان والا) فوت ہو گیا اور اُس پر روزے تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے ادا کرے“۔

روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا:

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينٌ ۳۹ ”جو (ایمان والا) فوت ہو جائے اور اُس پر ماہ (رمضان المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن (کے روزہ) کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے“۔

(۵) صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے باب فُضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ جلد ۳ ص ۳۶۲ پر تین روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہیں مگر وہاں ایک عورت سے اُس کی والدہ کے روزوں کا بیان ہے جن میں سے دو روایات ایسی ہیں جن میں ایک ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک روایت میں بیان ہے کہ: میری ماں مر گئی اور علیہا صَوْمٌ نَذَرَ اُس پر نذر کا روزہ تھا“۔

۳۳ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۱ ص ۸۶۷ حاشیہ نمبر ۱ چھاپہ اسلامی اکاؤنٹی اردو بازار لاہور۔
۳۸ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۳۱ عمدة القاری جلد ۶ جز ۱ ص ۵۸ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳ تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۲۳۰ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۹ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۶۲ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۳۳ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۵ (دوسری) جلد ۶ ص ۲۷۹ دارقطنی جلد ۲ ص ۱۹۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹ نصب الراية جلد ۳ ص ۲۶۴ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۸۲ قرطبی جلد ۳ ص ۲۵۸ مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۳۰ مستدرک جلد ۶ ص ۲۹-۳۹ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۳۷ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۷۔

سب احادیث مبارکہ میں کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی جواب ہے جو اوپر والی حدیث پاک میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

ان روایات کے لیے حاشیہ میں لکھی ہوئی کتب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ۴۰
(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک عورت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے۔ اور اُس کے ذمہ پندرہ روزے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس کو بھی مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔ ۴۱

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح کی روایت بھی ہے کہ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَيُطْعِمُ عَنْهُ ۴۲ ”کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ بدلہ میں کھانا کھلاوے“۔

فِي صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ أَطْعَمَ عَنْهُ وَفِي النَّذْرِ قَضَى عَنْهُ وَلِيُّهُ ۴۳ ”رمضان کے روزوں کی صورت میں کھانا کھلائے اور نذر کے روزوں کی صورت میں میت کا ولی روزے رکھے“۔

(۷) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میت کے روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے اور ایک روایت میں ہے مرنے والوں کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اُن کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ ۴۴

ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر:

(۹) ایک عورت نے کشتی میں منت مانی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے بچالیا تو وہ

۴۰ مستدرک جلد ۱ ص ۲۳۳ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲ مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۳۱-۲۳۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۸۹ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۳۱ عمدة القاری جلد ۶ جز ۱ ص ۶۸ مستدرک جلد ۱ ص ۲۳۳ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲ مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۳۱-۲۳۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۸۹ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۳۱ عمدة القاری جلد ۶ جز ۱ ص ۵۸ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳ تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۲۳۰ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۹ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۶۲ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۳۳ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۵ (دوسری) جلد ۶ ص ۲۷۹ دارقطنی جلد ۲ ص ۱۹۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹ نصب الراية جلد ۳ ص ۲۶۴ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۸۲ قرطبی جلد ۳ ص ۲۵۸ مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۳۰ مستدرک جلد ۶ ص ۲۹-۳۹ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۳۷ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۷۔

ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے بچایا۔ مگر (وہ عورت) روزے رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ اُس کی بیٹی یا ماں نے سرکارِ کائنات ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے اُس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ ۳۵

ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا ہے کہ ”روزوں کے بدلہ میں کھانا کھانے کا ثواب بھی مردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جو ”مسلمان فوت ہو جائے اور اُس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلادیا جائے۔“ (جیسا کہ اوپر احادیث مبارک میں گزر چکا ہے)۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصوم کے باب اَمِنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا اجاز ”یعنی اگر کوئی شخص مر جائے اور اُس کے ذمہ روزے ہوں اور (حضرت) امام حسن بصری (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا اگر تمیں آدمی اُس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھے میں تو بھی کافی ہوگا۔“ ۳۶

اس عنوان سے وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ یعنی ”الحدیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے۔“ ۳۷

پھر لکھا ہے ”میت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔“

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم نے لکھا ہے کہ ”مسلمانوں نے صحت نذر اور اُس کو پورا کرنے کے وجوب پر اجماع کیا ہے۔“ ۳۸

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ”حضرت عائشہ (صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے دو اقوال جن ۳۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۳ کتاب الروح۔ ۳۶ بخاری جلد ۵ ص ۲۶۱۔ ۳۷ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳۔ ۳۸ مسلم جلد ۳ ص ۲۳۳ شرح حاشیہ ص ۲۔

میں اموات کی جانب سے روزے اور نمازوں کی لٹی کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُن میں توفیق و تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ اثبات کی احادیث کو ”ایصالِ ثواب“ پر محمول کیا جائے اور نفی والے آثار کو ”نیابت“ پر۔ کیونکہ ”روزے اور نمازوں کے ذریعے اموات کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔“

نیز لکھا ہے ”صاحب درمختار“ نے ”وَ اِنْ صَامَ اَوْ صَلَّى عَنْهُ لَا“ کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ سے لکھا ہے: مَعْنَاهُ لَا يَجُوزُ قَضَاءُ عَمَّا عَلَى الْمَيِّتِ وَالْأَقْلُو جَعَلَ لَهُ ثَوَابَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ، يَجُوزُ ”اس کا مطلب ہے کہ میت کے ذمے جو نمازیں یا روزے فرض تھے اُن کی ادائیگی (کے خیال) سے زندوں کا اُس کی جانب سے روزے رکھنا یا نمازیں پڑھنا صحیح نہیں۔ لیکن اگر روزے رکھ کے یا نمازیں پڑھ کے اُس کو ثواب پہنچا دے تو یہ جائز ہے۔“ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۳۰-۲۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص پر رمضان المبارک یا نذر کا روزہ قضاء ہو گیا پھر اُسے ادا کرنے کا موقع ملا مگر ادا نہ کیا اور مر گیا تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے ادا کر دے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس طرح ہے کہ روزوں کا فدیہ دے دے۔

قرآن مجید میں ہے: وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ لَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ.... (البقرہ ۱۸۳) ”اور جنہیں (روزہ) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ مجبور بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے رکھنے کے قابل نہ رہے تو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ اسی طرح میت بھی روزے رکھنے سے معذور ہے۔ اس لئے میت کی طرف سے اُن قضاء روزوں کے بدلہ میں مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ ایسا کرنے سے وصال شدہ کو روزوں کا ثواب پہنچے گا۔

واقعہ: قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا:

شیخ موفق بن قدامہ علیہ الرحمہ جو اپنے دور میں صلیبوں کے امام تھے (اپنی

کتاب "المغنی" کی فصل: قَالَ: وَلَا بَأْسَ بِالسَّوَاءِ عِنْدَ الْقَبْرِ). میں فرماتے تھے، قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے: إِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ اقْرَءُوا آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۹ "جب تم قبرستان میں داخل ہو تو ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو پھر کہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّ فَضْلَكَ لَافْهَلِ الْمَقَابِرُ۔" یا اللہ (جل جلالہ) بے شک اس کا ثواب قبرستان والوں کے لئے ہے۔

سورۃ الاخلاص پڑھ کر ثواب پہنچانا:

قدوة المسحدين، عارف باللہ، مخزن برکات ظاہرہ، منبع کرامات باہرہ، برکت مصطفیٰ فی البند، حامل لواء الحق والدين الشيخ المحقق شيخ احمد شين حضرت شيخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی مشہور زمانہ کتاب "اخبار الاخيار" شریف میں حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین کے حالات میں لکھتے ہیں: "وتمام متعلقان اواز خدمت گاراں وغیرہم ہمہ نصف آخر شب برای تہجد برمی خاستند و تا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست و زبان کاری شدا ز جہت مشغولی اور او و نوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ بر روح مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چند من برنج قبولی می نمایند کہ ہر برنجی سے کرت "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" خواندہ می دیند۔" ۵۰

"اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آجی رات کے بعد تہجد پڑھنے کے لئے اٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کے لئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔"

تارکین کرام! اللہ والے بھی کیا خوب بندگان خدا ہیں کہ ایک ایک دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھتے تھے۔ جبکہ دوسری طرف کچھ لوگ وہ ہیں جو سارے

کھانے پر تین مرتبہ قل شریف پڑھنے پر ناراض ہو جاتے ہیں اور فتوؤں کی بھرمار کر دیتے ہیں اور اُس کھانے کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

یہ بے چارے ناراض اور علیحدگی پسند حضرات کہتے ہیں کہ جس کھانے پر ختم شریف پڑھا جائے وہ کھانا حرام ہے۔ حالانکہ ختم شریف میں قرآن پاک کی سورتیں ہی تو پڑھی گئی ہیں اور کسی نہ کسی کو ایصال ثواب کیا گیا ہے۔ نہ تو قرآن شریف پڑھنا حرام ہے اور نہ ہی ایصال ثواب کرنا۔ انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ وہ کھانا کس پر حرام ہے؟ وہ تو صرف اور صرف شیطان پر حرام ہے، مگر مومنوں کے لئے پاک اور طیب ہے۔ یہ تو اتنی ساری سورتیں ہیں، جو ختم شریف میں پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس کھانے پر صرف بسم اللہ شریف پڑھ دی جائے وہ کھانا بھی شیطان نہیں کھاتا۔ اطمینان قلب کے لئے دو احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ کھانا پیش کیا گیا (فرماتے ہیں) میں نے ایسا کھانا کبھی نہیں دیکھا جو ہمارے اوّل وقت میں کھاتے وقت برکت والا ہو اور آخر وقت میں کم برکت والا ہو۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیسے ہو گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّا ذُكِّرْنَا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِينَ اَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ، فَاَكَلَ مَعَ الشَّيْطَانِ ۵۱

"ہم نے کھانا کھاتے وقت اُس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم پاک کا ذکر کیا تھا پھر وہ شخص بیٹھ گیا جس نے کھانا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام نہ لیا تو اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔"

مطلب یہ ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت ہم میں سے ہر شخص نے بسم اللہ شریف پڑھی تھی لیکن دورانِ طعام ایک ایسا شخص کھانے میں شریک ہو گیا جس نے بسم شریف نہ پڑھی اور کھانا شروع کر دیا۔ (تو شیطان بھی اُس کے ساتھ شریک ہو گیا)۔

(۲) حضرت امیہ بن خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک شخص کھانا کھا رہا تھا تو اُس نے بسم اللہ شریف نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب اُس نے وہ لقمہ منہ میں ڈالنے کے لئے اٹھایا تو اُس نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ۔ اُس کے اول اور آخر پر بسم اللہ۔ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے پھر فرمایا: مَا ذَاكَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ ۵۲۔ شیطان اُس کے ساتھ کھا رہا تھا پھر جب اُس نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا نام لیا تو شیطان نے اپنے منہ میں انگلی مار کر کھانا نکال دیا۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ و واقعات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قل شریف جب چاہیں جتنا چاہیں پڑھیں، دین اسلام نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔ جو لوگ قل شریف پڑھنے کو ”بدعت“ کہتے ہیں، اُن کی عقل پر حیرانگی ہوتی ہے، یہ لوگ کس قدر بے خبر ہیں کہ ایسی سورت کے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں، جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ازلی ابدی بے مثال صفات بیان ہیں۔ اہل ایمان اپنے وصال شدہ لوگوں کو ایصالِ ثواب کے لئے دوسرے یا تیسرے دن لاکھوں مرتبہ قل شریف پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ سورۃ اخلاص کے کل ۴۷ حروف ہیں اگر مشدّد حروف کو دو دو بار جمع کیا جائے تو کل ۵۱ حروف بنتے ہیں لہذا ایک دفعہ قل شریف کے پڑھنے کے بدلہ میں پڑھنے والے کو ۵۱۰ یا ۵۱۰۰ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جبکہ تہائی قرآن مجید کا ثواب علیحدہ ہے۔ جو خوش نصیب تین ہزار مرتبہ قل شریف کی پڑھائی کرے گا اسے ۱۳ لاکھ ۵۰ ہزار یا ۱۵ لاکھ ۳۰ ہزار نیکیاں اور ایک ہزار قرآن مجید پڑھنے کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔ غور فرمائیں! کتنی برکتیں اُس مسلمان مرد یا عورت کو حاصل ہوں گی جس کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے اتنی تعداد میں قل شریف کی تلاوت کی جائے گی۔ یہ کم از کم ہے، زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

۵۲ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۲، مستدرک جلد ۳ ص ۳۸۳، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۴۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۷۳، کتاب الاذکار ص ۷۹، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۵۱، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۲۱۔

واقعات

(واقعہ نمبر ۱)

رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ”ذُرُّ الشَّيْطَانِ فِي مَبَشَرَاتِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ ﷺ“ میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں: أَخْبَرَ نَبِيَّ سَيِّدِي الْوَالِدِي قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صَلَّاهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُفْتَحْ لِي سَنَةً مِنَ السِّنِينَ شَيْءٌ أَصْنَعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا خَمْصًا مُقْلًا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَ النَّاسِ فَرَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هَذَا الْخَمْصُ مُشَبَّهًا بِشَاشٍ ۱۔ ”میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں میلاد النبی ﷺ کے روز (میلاد پاک کی خوشی میں) کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں خوان پکواتا، میرے پاس بٹنے ہوئے بنے تھے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں۔“

رشید احمد گنگوہی صاحب اس واقعہ کو فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۳۳۲ پر نقل کر کے لکھتے ہیں ”ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے۔ کوئی تاریخ و وقت شرع میں موقت نہیں۔ روز و ولادت اور روزِ وفات بھی درست ہے۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے اور عوام کو بھی اس طرح کے ایصال میں ۱۔ ص ۳۰ مترجم سنی دارالاشاعہ علویہ رضویہ ڈبکوت روڈ فیصل آباد فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی) ص ۳۳۲ چھاپا چنگ اہم سعید کتب ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔“

ضرر نہ ہو تو کچھ خرچ نہیں۔ سب کے نزدیک درست ہے۔ ۲
نوٹ: اب تو غیر مقلدین اور دیوبندی سبھی تمام کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔ لیکن میلاد النبی ﷺ اور بزرگان دین کے ذکر خیر کے لیے وقت کے تقرر سے خدا معلوم ان کو کیا پریشانی ہے؟

(واقعہ نمبر ۲)

از: انفارس العارفین:

میں فرمودند در ایام وفات حضرت رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح شد کہ نیاز آنحضرت طعانی پختہ شود و قدرے خود بریاں و قدسیہ نیاز کردم۔ شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بخود آنحضرت ﷺ عرض میدارند و در آن میان آن خود بریاں و قدسیہ نیز معروض داشتند بہ نہایت بہتان و بشت اقبال فرمودند و آنرا طبلیدند و چیزے از آن تناول کردند و باقی در صواب قسمت فرمود و اند ۳

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ”میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے تھے رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھنے ہوئے چنے اور کالائز تھا، میں نے بھنے ہوئے چنے اور کالائز نیاز کے طور پر تقسیم کر دیے۔ رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی ہارگاہ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھنے ہوئے چنے اور کالائز بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور ان میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیے۔“

(واقعہ نمبر ۳)

فوت شدہ کو کلمہ شریف کا ثواب بخشنا:

”نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک سفید ہوئی رشیدیہ ۳۳۲-۳۳۳ ص ۶۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد ایڈسز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔“

متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا میں اپنی اماناں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصدیح اس کے مکاشفہ سے ہوئی۔“ ۴

(واقعہ نمبر ۴)

اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشنا:

”شیخ ابو یزید قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا اِلهَ اِلَّا اللہ پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت و دوزخ کا بھی اُس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اُس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں اُس کی گھبراہٹ کو دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اُس کی سچائی کا مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ

۴ ”تذکرۃ الناس“ ص ۳۳ (من و من) از قاسم نانوتوی صاحب ہائی دیوبند چھاپہ دار لا شاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔“

کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نو جوان فوراً کہنے لگا، چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے اس قصہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اُس کا تجربہ ہوا، دوسرے اُس نو جوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ ۵

(واقعہ نمبر ۵)

فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا:

مگر ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس میں ایک شخص مشہور ڈاکو تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ مارنے کے لئے جا رہا تھا راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں میں نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے۔ ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تروتازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اُس خشک درخت پر جاتی ہے ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اُس چڑیا کو کھجور لے جاتے دیکھا تو مجھے یہ خیال ہوا کہ اس چڑیا کو دیکھوں کہ یہ چڑیا اس کھجور کا کیا کرتی ہے؟ میں نے درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تروتازہ کھجور اُس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا۔ میں نے کہا مولا ایہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبی ﷺ نے دیا تو جب یہ اندھا ہو گیا تو تو نے اس کو روزی پہنچانے کے لیے چڑیا کو مقرر کیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا میں لوگوں کو لوٹنے میں لگا ہوں۔ یہ کہنے پر میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اُسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی۔ اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا اقالہ اقالہ (درگزر درگزر) چلانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی، ہم نے درگزر کر دیا، ہم نے درگزر کر دیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا وہ کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا میں مجبور تھا اب میں نے صلح کر لی یہ کہہ کر میں نے اپنا سارا واقعہ اُن کو سنایا وہ کہنے لگے ہم

۵۔ "فضائل ذکر (من وعین)" فصل سوم از محمد زکریا صاحب دیوبندی

بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواres توڑ دیں۔ ہم سب لوٹ کا سامان چھوڑ کر اور احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے چل دیے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک آندھی بوڑھی ملی اُس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی "مگروئی" ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اُس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا۔ اُس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے روزانہ حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے کپڑے فلاں "مگروئی" کو دے دو۔ وہ مگروئی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لے لئے اور ہم سب نے اُن کو پہنا۔ ۶

(نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ وصال شدہ کی طرف سے نیک لوگوں کو کپڑے دینا بھی جائز ہیں!)

(واقعہ نمبر ۶)

پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب:

"حاجی حبیب صاحب مرحوم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خاص خادموں میں سے تھے۔ بہت خدمت اور ریاضت کرتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے، بیان کرتے تھے کہ امیر شریف میں جب میں آپ کی خدمت میں تھا تو ستر ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اتنا ختم کیا ہے اور اس کا ثواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دُعا کی اور دوسرے دن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جس وقت میں دُعا کر رہا تھا۔ فرشتوں کی فوجیں اُس کا ثواب لے کر آسمان سے آ رہی تھیں۔ وہ اس قدر تھیں کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی اور یہ ختم میرے معاملے میں بہت مفید ثابت ہوا" (حاجی حبیب مرحوم فرماتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا ایک ہزار دنانے کی بیع تیار کریں اور

۶۔ "فضائل صدقات" جلد ۲ ص ۷۴ از محمد زکریا دیوبندی صاحب چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

آپ ہمیشہ تہیوں میں اُس پر کلمہ طیبہ کا ذکر زبان سے لیکن دل کی موافقت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جمعہ المبارک والی رات کو حلقہ میں تسبیح حاضر کی جاتی تھی اور اجتماعی طور پر ایک ہزار بار دُرود شریف حضور انور ﷺ کے لیے پڑھا جاتا تھا۔ آپ کے تسبیح لینے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ (یعنی حاجی حبیب) سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس پر تعجب نہ کرو۔ میں اپنا حال بھی تم کو بتاتا ہوں کہ میں ہر رات تہجد کے بعد اور سحر کے وقت پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر محمد عیسیٰ محمد فرخ اور ام کلثوم (اپنے بچوں) کو جو فوت ہو چکے ہیں بخشتا تھا۔ اب پھر ہر رات محمد عیسیٰ کی روح سحر کے وقت آتی ہے اور مجھے بیدار کرنے کے بعد چلی جاتی ہے اور وہ اپنے بھائی محمد فرخ اور اپنی بہن ام کلثوم کی روحوں کو بلا کر لاتی ہے کہ چلو والد صاحب بیدار ہو گئے ہیں۔ جب تک میں وضو کر کے تہجد پڑھتا اور کلمہ طیبہ کو ختم کرتا، وہ رو جس میرے گرد و پیش رہتیں۔ اسی طرح جس طرح ایک ماں روٹی تیار کرتی ہے اور چھوٹے بچے اُس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ تاکہ انہیں روٹی دے دے۔ جب میں کلمہ طیبہ کا ثواب اُن کو بخش دیتا تھا تو وہ رو جس چلی جاتی تھیں۔ ۷

(واقعہ نمبر ۷)

فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لیے کھانا:

حضرت مجدد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی ہے کہ یہ صدقہ ہم سے کیوں کر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: **اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** (المائدہ: ۷۰) ”اللہ تبارک و تعالیٰ متقیوں سے قبول فرماتا ہے“۔ میں اسی ترّد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی کہ **اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِينَ** ”بے شک تم متقیوں میں سے ہو“۔ ۸

۷۔ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۸۹ مترجم از حضرت مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی علیہ الرحمہ۔
۸۔ ”حضرات القدس“ (فارسی) مرتبہ حضرت شیخ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ مکافہ نمبر ۶ صفحہ ۹۵ چھاپہ خانہ اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء۔

(واقعہ نمبر ۸)

فوت شدہ کی فاتحہ کے لیے کھانے کا اہتمام:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادوں کے لیے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لارہے ہیں اور اُن کی قبروں میں پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی استعداد پیدا ہو گئی اور وہ عروج میں مصروف ہو گئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں انتہائی رفعت منزلت تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہو گئے۔

چونکہ آپ نے ایصال ثواب میں تمام مومنین مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمایا تھا۔ اس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اس کھانے سے خالی ہو۔ اسی طرح جب کبھی آپ مردوں کی روحانیت کے لیے ایصال ثواب فرماتے تھے تو اسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ ۹

(واقعہ نمبر ۹)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا واقعہ:

پیش ازیں مجتہد سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبادی ساخت و بآں سرور و حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین راضی می کرد و علیہم الصلوٰات والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضرست علیہ علی آلہ الصلوٰة والسلام فقیر برایشان عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند و بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا ۹۔ ”حضرات القدس“ ص ۱۰۱ فارسی مکافہ نمبر ۱۷۔ (”حضرات القدس“ ص ۱۰۹ مکافہ نمبر ۳۸)

طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد۔ ازیں فرمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ رادران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمدال بیت اند شریک می ساخت۔ ۱۰

”اس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت یہ تھی کہ اگر (ایصالِ ثواب کے لیے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیتِ مطہرہ کے لیے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر حضرت فاطمہ اور حضراتِ امامین کریمین علیہم السلام کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسرور علیہ علی آل الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اس دوران میں فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد سے حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہل بیت ہیں شریک کرتا۔“

(واقعہ نمبر ۱۰)

ایک سال سے ثواب کی تقسیم:

حضرت قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں حماد بنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان کی طرف گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں تو میں نے اُن سے دریافت کیا کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انہوں نے کہا نہیں ہاں! البتہ ہمارے ایک بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ

۱۰ مکتوب نمبر ۳۲ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔ ۱۱

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَؤُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ مَعُوذَتَيْنِ وَاجْعَلُوا ذَلِكُمْ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ فَإِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ ۱۲ ”جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ الفاتحہ سورۃ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھو اور ان کا ثواب قبروں والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ انہیں پہنچتا ہے۔“

(واقعہ نمبر ۱۱)

فوت شدہ کی درود شریف کی برکت سے بخشش:

ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا میری یہ تمنا ہے کہ میں اُس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ التکاثر پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک درود شریف پڑھتی رہ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ عورت صبح اُٹھ کر پھر حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اُس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل جلالہ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔ اگلے دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک نہایت خوبصورت حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اُس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی اے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں، حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انہیں۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل برعکس بیان کیا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو میری ماں نے بیان کی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے

۱۱ شرح الصدور ص ۲۹۶۔ ۱۲ شرح الصدور ص ۲۹۷۔

حاصل ہو گیا؟ اُس نے کہا ہم ستر ہزار لوگ اس عذاب میں مبتلا تھے، جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا تھا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا ہمارے قبرستان میں سے گزر ہوا انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اُس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ اُن کا درود شریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ اُس کی برکت سے ہم سب لوگ اُس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور اُن بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ ۱۳

(واقعہ نمبر ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل:

حضرت صالح بن درہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا، اُس نے کہا کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے ”ابلہ“ کہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں اُس نے کہا تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ ”مسجدِ عشاء“ میں میرے لیے دو چار نفل پڑھ لے اور کہہ دے کہ یہ نماز (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کی ہے میں نے اپنے محبوب حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ عز و جل) قیامت کے دن ”مسجدِ عشاء“ سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ اُن کے سوا شہدائے بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا۔“ ۱۴

دو چار نفل پڑھ کر اس لفظ سے ایصالِ ثواب کر دے کہ اپنی یہ نماز جو ہم نے پڑھی ہے یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے اس کا ثواب انہیں ملے۔ اس سے معلوم ہوا نفل نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے۔ کسی کی بھی طرف سے مثلاً بزرگانِ دین یا والدین کی طرف سے ثواب کے لیے نفل نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ نیز اس سے یہ ثابت ہوا کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اس طرح ثواب بخشا کہ خدا یا اس کا ثواب فلاں کو ملے، بالکل جائز ہے اور یہ سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ لہذا فاتحہ اور ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے۔ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشا بھی جائز ہے۔ اگرچہ وہ کبھی شان کا مالک ہے۔

۱۳ ”نفحات درود شریف“ ص ۱۰۶ تاج کبیری کراچی۔ ”مکاشفۃ القلوب“ (عربی ص ۳۹) میں اسی قسم کا واقعہ مختلف الفاظ سے رقم ہے ص ۳۹ عربی دار احیاء العلوم بیروت۔ ۱۴ مشکوٰۃ ص ۲۶۸ ابوداؤد جلد ۳ ص ۲۳۳ اشعۃ المصعدات فارسی جلد ۲ ص ۱۵۹ امرتہ جلد ۱ ص ۱۵۹۔

اہل ایمان کا فوت شدہ عزیزوں سے اظہارِ محبت

ہمارے مسلمان معاشرہ میں کسی مسلمان مرد یا عورت کے مرنے کے چالیس دن بعد ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوتی ہے۔ بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست احباب اکٹھے ہوتے ہیں۔ عورتیں علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر کلمہ طیبہ، درود شریف یا دیگر مقدس کلمات اور تسبیحات پڑھتی ہیں یا تلاوتِ قرآن مجید کرتی ہیں۔ اسی طرح مرد حضرات مردوں کے اکٹھے میں بھی پڑھتے ہیں۔ آخر میں کوئی نیک آدمی، حافظ صاحب یا عالم دین قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور محفل میں موجود شیخ طریقت، بزرگ یا عالم دین دعائے ایصالِ ثواب اور دعائے بخشش کرتے ہیں۔ چالیس دنوں کے بعد اس اہتمام کا نام چالیسواں رکھا جاتا ہے۔ دن کے تقرر کا مقصد اجتماع اور اجتماع میں اجتماعی دعا ہوتا ہے۔ ویسے تو مسلمان لوگ اپنے فوت شدہ والدین، احباب اور دیگر ایمان والوں کے لئے روزانہ ہی دعائیں کرتے ہیں مگر اجتماعی طور پر چالیسویں دن خصوصی اہتمام کے ساتھ دعا کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی بھی دن، کسی مرنے والے مومن یا مومنہ کے لئے دعا کرنا منع نہیں فرمایا۔ اس موقع پر پھل تقسیم کئے جاتے ہیں۔ غریبوں اور مساکین کو کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ مدارس کے غریب طلباء و طالبات، دور سے آئے ہوئے رشتہ داروں کے لئے صاحبِ خانہ کے ہاں حسب استطاعت کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کی غرض فوت شدہ عزیز، رشتہ دار، بھائی، بہن یا ماں باپ کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔ ویسے بھی تو ایسے موقعوں پر آئے ہوئے عزیزوں، دوستوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے مگر یہاں ایصالِ ثواب کی غرض سے اہتمام کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے پھل تقسیم کرتے تھے اور کنویں کھدواتے تھے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **اقْرَأِ الْقُرْآنَ فَبِیْ اَرْبَعِیْنِ لَہٗ** ”قرآن مجید چالیس دنوں میں پڑھا کرؤ“۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق چالیس دنوں میں ایک مرتبہ پورا قرآن مجید سورۃ الفاتحہ شریف سے لے کر سورۃ الناس شریف تک پڑھ لیا کرے۔ جن ایمان والوں کا کوئی عزیز فوت ہوتا ہے، وہ لوگ اس کے مرنے کے بعد قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ چالیس دنوں میں قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں اور اس پڑھائی کا ثواب اپنے فوت شدہ ایمان والے عزیز کو چالیسویں کے موقع پر بخش دیتے ہیں اور اس کا ثواب (یعنی معلوم ہوا، چونکہ چنانچہ گویا، ورنہ، حروف لگائے بغیر) اس کو پہنچتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ یہ ثواب صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ منافقین، مشرکین اور کفار کے لئے نہیں ہے۔

مومن تو اتنا خوش نصیب ہے کہ جس کے فوت ہونے کا تو زمین و آسمان کو بھی دکھ ہوتا ہے اور وہ ایمان والے مرد یا عورت کی محبت میں روتے ہیں بلکہ چالیس دن تک روتے رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

آسمان کے دو دروازے روتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ اِنْسَانٍ اِلَّا لَہٗ بَابَانِ فِی السَّمَاءِ بَابٌ یُّصْعَدُ عَنْہُ فِیْہِ وَبَابٌ یُّنْزَلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ بَكَیْنَا عَلَیْہِ** ”ہر انسان کے واسطے آسمان کے دو دروازے ہوتے ہیں، ایک دروازے سے اس کے نیک اعمال اُپر جاتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اس کی روزی نازل ہوتی ہے پس جب وہ بندہ مومن مرتا ہے تو یہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں“۔

ابن ماجہ جلد ۱ ص ۱۲۳ کنز العمال حدیث نمبر ۲۷۷۷۷۔ شرح الصدوق ص ۱۰۱ (عربی)۔

کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد:

قل شریف، قرآن خوانی یا دوسرے، تیسرے دن یا چالیسویں دن دعا کرنی کپڑے تقسیم کرنا، غرباء و مساکین اور یتیم بھائیوں اور عزیز و اقارب کو کھانا کھلانا، پھل کھلانا، پانی پلانا، ایک لحاظ سے مستحب اعمال بھی ہیں اور ایک لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت بھی ہے کہ وہ اپنے وصال شدہ ماں باپ اور عزیزوں کی طرف سے ثواب پہنچانے کی غرض سے پھل تقسیم کرتے تھے اور پانی کے کنویں کھدواتے تھے۔

مرنے کے بعد برادری کے اکٹھے کی مختلف نوعیتیں:

(۱) ایک وہ اکٹھے برادری ہے جس میں قل شریف، یسین شریف، ذکر و زور و شریف کا ورد اور قرآن خوانی ہوتی ہے، تلاوت کی جاتی ہے، نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اور آخر میں بخشش کی دعا ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا وہ اکٹھے ہے جس میں قل شریف، یسین شریف، قرآن شریف، زور و شریف و دیگر مقدس کلمات طیبات پڑھنے کی بجائے مختلف اخبارات و رسائل وغیرہ کا مطالعہ ہوتا ہے یا پھر لوگوں کی بڑائیاں بیان ہوتی ہیں۔ غیبت کی جاتی ہے، مکاتوں و کانوں کی باتیں کی جاتی ہیں۔

(۳) ایک وہ اکٹھے ہے جس میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے قرآن مجید کی زیارت کی جاتی ہے۔

(۴) دوسرا وہ اکٹھے ہے جس میں اخبارات پڑھے جاتے ہیں اور عورتوں کی تصاویر دیکھی جاتی ہیں۔

(۵) ایک وہ اکٹھے جس میں مرنے والے کو ایصالِ ثواب کے لئے ثواب کی نیت سے کھانا کھلایا اور کھایا جاتا ہے۔

(۶) دوسرا وہ اکٹھے ہے جس میں صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے ثواب کی نیت نہیں ہوتی۔

فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے 'فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ روزِ ورجیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ وَمَضَى فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينٌ ۝ (جو (مسلمان) مر جائے اور اُس پر رمضان (البارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے روزہ کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے)۔

فوت شدہ شخص کی طرف سے اُن روزوں کے بدلہ میں جو تہ رکھے جاسکیں ہوں، ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو فوت شدہ مسلمان کے روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

قل خوانی اور چالیسواں نفلی عبادات ہیں:

فوت شدہ لوگوں کے لئے قل خوانی، قرآن خوانی، تیسرے یا چالیسویں کا اکھٹا نفلی اعمال ہیں۔ یہ نفلی اعمال اور نیکیاں باعثِ اجر و ثواب ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایمان والوں کا کوئی عمل ضائع نہیں فرماتا۔ تاوقتیکہ خدا نخواستہ شرک و کفر اور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی کا مرتکب ہو۔

نفلی عبادات اور اعمال، فرضوں کے نقص کو دور کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ روزِ ورجیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ مَا يَحَاسِبُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ قَالَ يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَايِكَتِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ اَنْظَرُوا لِي صَلَاةَ عَبْدِي اَتَمَّهَا اَمْ نَقَصَهَا فَاِنْ كَانَتْ تَامَةً كُحِبَّتْ لَهُ تَامَةٌ وَاِنْ اِنْقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ اَنْظَرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ كَانَ لَهُ

۳ ابن ماجہ ص ۱۲۷ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ مشکوٰۃ ص ۸۷۱ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۷ جلد ۳ ص ۷۷۔

تَطَوُّعٌ قَالَ اَتَمَّوْا لِعَبْدِي فَرِيضَةً مَنْ تَطَوُّعَ بِهِ ثُمَّ تَوَخَّذَ الْاَعْمَالُ عَلٰی ذٰلِكَ ۝ 'قیامت کے دن سب سے پہلے اعمال میں سے نماز کا سوال ہوگا تو ہمارا رب عزَّ وَّجَلَّ فرشتوں کو فرمائے گا، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے دیکھو میرے بندے کی نماز کا کل ہے یا ناقص۔ اگر کامل ہوگی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اگر ناقص ہوگی تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل ہیں تو وہ نوافل سے فرضوں کی کمی کو پورا کر دے گا تمام اعمال کا یہی حال ہوگا'۔

مثلاً زکوٰۃ ناقص ہوگی تو نفلی صدقات سے ادا کر روزہ ناقص ہوگا تو نفلی روزہ سے اُس کی تکمیل ہوگی۔ اسی طرح فوت شدہ کے ثواب کے لئے نفلی عبادات بھی فائدہ دیں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرنے والا ایمان دار ہو کیونکہ سارے فوائد ایمان کی بنیاد پر ہیں۔ منافق، کافر اور مشرک کو اُس کے فرضوں کا بھی فائدہ نہیں ہوگا چہ جائیکہ نفلی عبادات اُس کے لئے باعثِ ثواب اور باعثِ نفع ہوں۔

ایک شخص لاہور میں مرتا ہے اُس کے رشتہ دار کوئی جہلم، ملتان یا کسی دوسرے شہر سے لاہور آتے ہیں تو کیا وہ لوگ ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں؟ اور جس گھر میں تیسرے دن یا چالیسویں دن، ایصالِ ثواب کے لئے اکٹھے ہوتا ہے یا مرنے والے کے پسماندگان کے صدمہ میں شرکت کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں تو کیا صاحبِ خانہ انہیں یہ کہتے ہیں آپ کی مہربانی، آپ صدمہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ معاف کرنا کھانا آپ ہوٹل سے کھا لیجئے گا۔ کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں جو اپنے مہمانوں سے کہتا ہو کہ میاں جی ہماری ماں مر گئی ہے آپ ہوٹل میں ٹھہریں ہم آپ کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ بلکہ دیکھنے میں تو یہ آیا ہے جو لوگ میت والے گھر کھانے پر طعنہ دیتے ہیں وہ خود ڈنٹ کر کھانا کھاتے ہیں بلکہ اپنے مرنے والوں کی تعزیت میں آنے والوں کو بہترین بریانی، مرغ کا گوشت اور روغنی نان کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

۳۱ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۹۲ حدیث نمبر ۲۶۲ قرطبی جلد ۶ ص ۱۱۷ حدیث نمبر ۱۲۳ ص ۸۲ درمنثور جلد ۱ ص ۷۰۹ نسائی جلد ۱ ص ۸۲۔

فرق صرف یہ ہے کہ ایسے ڈٹ کر کھانے والے بغیر نیت کے کھاتے ہیں جبکہ ایصالِ ثواب کی غرض سے کھانا پکانے والے ثواب کی نیت سے کھاتے ہیں۔

ایسے ہی قل شریف کا انکار کرنے والا قرآن خوانی کرتا ہے، لیکن وہ غور نہیں کرتا کہ قل شریف بھی تو قرآن مجید ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قل شریف یا قرآن شریف پڑھنے کی یا ایصالِ ثواب کی ممانعت تو نہیں فرمائی۔

”چالیسویں“ میں لوگ اپنے ایمان والے عزیزوں کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن مجید پڑھتے ہیں اور دُعا میں کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے اختتام پر دُعا کی جاتی ہے اور پھر دُعا سے پہلے اور بعد میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے ایمان والے اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے اپنے تمام رشتہ داروں اور احباب کو جمع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے استطاعت دی ہے وہ بھل تقسیم کرتے ہیں اور جن کو زیادہ طاقت دی ہے وہ ثواب کی نیت سے کھانا کھاتے ہیں۔

چالیسویں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو چالیس کا ہندسہ بہت پسند ہے۔ رسول کریم ﷺ نے چالیس کے عدد سے نہ تو نفرت فرمائی ہے اور نہ ہی نفرت سکھائی ہے۔

شادی شدہ عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد:

لغت میں ”عدت“ عین کے نیچے زیر (کسرہ) سے پڑھیں تو معنی ہوں گے ”شمار اور گنتی“۔ اور اگر عدت کی راء پر پیش پڑھیں گے تو معنی ہوں گے ”تیاری“۔ شریعت میں اس انتظار کو ”عدت“ کہتے ہیں جو نکاح کے زائل ہونے کے بعد کیا جائے۔ اس عدت کے زمانے میں عورت کے لئے دوسرا نکاح ممنوع ہے۔ عدت عورت پر واجب ہے نہ کہ مرد پر۔ ہاں مرد کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جب مطلقہ عورت کی بہن، بھانجی اور خالہ سے نکاح کا ارادہ ہو تو اُس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے۔ ۵

جن کے شوہر مرجائیں اُن کی عدت:

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَنكُم وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (البقرہ: ۲۳۴)

”اور وہ جو تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں (یعنی جو عورتیں شوہر کے مرنے سے بیوہ ہو جائیں) وہ اپنے آپ کو چار ماہ و دس دن روکے رکھیں تو جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

عورت کی عدت کی قسمیں:

عورت کی عدت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) حاملہ مطلقہ کے لئے حمل جن دینا۔

(۲) وفات کی عدت چار ماہ و دس دن۔

(۳) غیر حاملہ بالغہ کیلئے تین حیض۔

(۴) غیر حاملہ نابالغہ اور بوڑھی عورت کے لئے جس کا حیض بند ہو چکا ہو تین ماہ۔

عدت والی عورت کہاں رہے؟

(حضرت) زینب بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ (حضرت) فریجہ بنت مالک بن سنان (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جو (حضرت) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں انہوں نے انہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سے اپنے گھر لوٹ جانے کے متعلق پوچھتی تھیں جو بنی خدرہ میں تھا کیونکہ اُن کے خاوند اپنے بھائے ہوئے غلاموں کے پیچھے گئے، غلاموں نے انہیں قتل کر دیا۔ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فَإِنْ زَوْجِي لَمْ يَتَرَكْنِي فِي مَنْزِلٍ

يُمْلِكُهُ وَلَا تَفْقَهُ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ فَأَنْصَرَفَتْ حَتَّى إِذَا كُنْتَ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي فَقَالَ أَمْكِنِي فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَأَعْتَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ

”کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں کیونکہ میرے خاوند نے مجھے ایسے گھر میں نہ چھوڑا جس کا وہ مالک ہو نہ خرچہ فرمائی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں! چنانچہ وہ لوٹ گئیں۔ حتیٰ کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں رہو حتیٰ کہ قرآنی حکم میرا کو پہنچ جائے۔ فرمائی ہیں میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزار لی۔“

نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت:

حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نَفَسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَبَجَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ أَنْ تُنْكِحَ فَإِذَا لَهَا فَتَكَحُّتٌ ۖ

”حضرت سبوعہ اسمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کی وفات کے چند دنوں بعد نفاس والی ہو گئیں (یعنی حاملہ تھیں اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کو جنم دیا نفاس آنے سے یہی مراد ہے) تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت (اقدس) میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ (کسی شخص سے) نکاح کر لوں۔ نبی کریم ﷺ روئے ورجم رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا۔“

نوٹ: اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ حاملہ کی عدت حمل بحال دینا ہے خواہ مطلقہ ہو یا وفات والی۔ اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۸۹، موطا امام مالک ص ۱۵۳، ابن ماجہ ص ۱۴۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۶۱۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۳۳۴، بے مشکوٰۃ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۲۸۶، دارمی جلد ۳ ص ۱۶۶، ابن ماجہ ص ۱۴۷۔

سوگ

سوگ کے معنی ہیں کہ عورت عدت کے ایام میں زینت کو ترک کرے۔ ہر قسم کے چاندی، سونے اور ہیرے جواہر کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو کا بدن اور کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور تیل استعمال نہ کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور لنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم گیر کا رنگا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے اور سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

مطلقہ اور بیوہ عورت کا باہر نکلنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

طَلَّقْتُ خَالَتِي ثَلَاثًا فَأَرَادَتْ تَجِدُ نَحْلَهَا فَرَجَّهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَلَى فَعَجِدِي نَحْلَكَ فَإِنَّهُ عَسَى أَنْ تَصْدُقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا ۖ

”میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تو انہوں نے اپنی بھجوروں کے پھل توڑنا چاہے تو ایک شخص نے انہیں باہر جانے سے منع کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ہاں! اپنی بھجوروں کے پھل توڑو ممکن ہے تم خیرات کرو۔“

نوٹ: یعنی تمہارے لئے دن کے وقت گھر سے نکل کر باغ میں جانا وہاں پھل توڑنا جائز ہے کہ اس پھل سے تم نیک کام کرو گی یعنی زکوٰۃ دینا، صدقہ و خیرات اور بڑی دینا وغیرہ۔ خیال رہے طلاق کی عدت میں مزدوری کے لئے گھر سے باہر نہیں جاسکتی کیونکہ

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۲۱، ابن ماجہ ص ۱۴۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۲۸۶، دارمی جلد ۳ ص ۱۶۶۔

اُس کا خرچہ طلاق دینے والے خاوند کے ذمہ ہے۔ اُسے مزدوری کی حاجت نہیں جبکہ عدت و وفات میں عورت مزدوری کے لئے باہر جاسکتی ہے۔ کیونکہ اُس کا خرچہ دینے والا شوہر فوت ہو چکا ہے مگر رات گھر میں گزارے۔ محولہ بالا حدیث شریف میں مزدوری کے واسطے نہ نکلتا تھا بلکہ یہ نکلتا اپنے مال کی حفاظت کے لئے تھا اس مجبوری میں اب بھی نکلتا درست ہے۔ بشرطیکہ رات گھر میں آکر گزارے۔

بیوہ عورت کی عدت اور سوگ:

حضرت ام حبیبہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۙ
 "(۱) جو عورت اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لئے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے۔ کہ اُس (کے فوت ہونے) پر چار ماہ اور دس دن (سوگ ہے)۔"

بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟

حضرت ام عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُجِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ غَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْسُ طَيِّبًا إِلَّا إِذَا طَهَّرَتْ بَدَنَهُ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ وَ زَادَ أَبُو دَاوُدَ وَلَا تَخْتَضِبُ ۱۰

۱۰ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۶، مشکوٰۃ ص ۲۸۸ بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۳۷ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۵ شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۰ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۵۵ ترمذی حدیث نمبر ۱۱۹۵ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷۰ و شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۲ مشکوٰۃ ص ۲۸۹ بخاری جلد ۲ ص ۲۸۹ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۸۳ دارمی جلد ۱ ص ۱۶۷۔

"(۱) کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے خاوند (کے فوت ہونے) پر کہ اُس پر چار ماہ و دس دن (سوگ ہے)۔ اور یہ سوگ والی عورت یہ کام نہ کرے۔ (۲) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے سوائے بناوٹی رنگین کپڑے کے۔ (یعنی جو اول سے ہی رنگ دار کپڑا ہے) (۳) سرمہ نہ لگائے۔ (۴) خوشبو نہ لگائے مگر جبکہ (حیض سے) پاک ہو تو ایک کھوا قسط یا اظفار کا (استعمال کرے)۔ (۵) ابوداؤد نے زیادہ فرمایا ہے کہ "خضاب نہ لگائے"۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حضرت) ابوسلمہ ؓ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے "ایلو" لگا رکھا تھا تو فرمایا: اے اُم سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ "ایلو" ہے جس میں خوشبو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرہ کو رنگین تو کرتا ہے لہذا یہ مت لگاؤ اور اگر لگانا ہو تو رات کے وقت لگاؤ اور دن کے وقت لگانا چھوڑ دو، نہ خوشبو دار تیل اور نہ مہندی لگاؤ کہ مہندی خضاب ہے۔ (اُم المؤمنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کتنی کس چیز سے کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیری سے کہ اُس سے اپنے سر کو لپ کر لو۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الْمُصَوِّفِي عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعْصَفَرُ مِنَ الشِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةُ وَلَا الْحُلْيُ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ ۱۱ "جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ نہ تو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنے اور نہ ہی سرخ رنگ کے اور نہ زریور پہنے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سرمہ لگائے۔ (سیاہ سرمہ لگانا منع ہے اُس سے آنکھ میں زینت ہوتی ہے)۔"

اُم المؤمنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کرنے لگی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۱ مشکوٰۃ ص ۲۸۹ ابوداؤد مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۹ شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۲۔

اللہ علیک وسلم) میری اس بچی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا اسے سرمد لگاؤں؟ ”تو رسول کریم روف و رحیم علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ دو بار یا تین بار، ہر دفعہ یہی فرماتے تھے، نہیں۔ پھر فرمایا: اب تو چار ماہ اور دس دن ہی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم میں سے ہر ایک پورے سال پر بیٹھتی تھی۔“ ۱۲

نوٹ: اس سے پہلے عرب معاشرہ میں بیوہ عورت خاوند کے انتقال کے بعد ایک سال تک برے مکان میں برے لباس میں رہتی اور تمام گھر والوں سے علیحدگی اختیار کرتی تھی۔ سال کے بعد اس کے قرابت و ارجاع ہوتے، اسے اونٹ یا بکری کی بیٹھنی دیتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ سے پھینکتی تھی۔ یہ بیٹھنی کا پھینکنا عدت کا پورا ہونا ہوتا تھا۔ اس ارشاد عالی میں اس جانب اشارہ ہے یعنی اب تم چار ماہ اور دس دن صبر نہیں کر سکتیں جبکہ زمانہ جاہلیت میں ایک سال تک عدت گزارتیں اور عدت کے زمانہ میں سخت پابندیاں برداشت کرتی تھیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ: جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں، اسے پہن سکتی ہے۔ یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں حرج نہیں بشرطیکہ ریشم کے نہ ہوں۔

مسئلہ: عذری وجہ سے ممانعت والی چیزوں میں سے استعمال کر سکتی ہے۔ مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے، جانتی ہے کہ نہ لگانے سے درد سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے یا درد سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اس طرف سے جدھر کے دندانے مولے ہیں۔ باریک دندانوں کی طرف سے نہیں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ ایسے ہی دیگر چیزیں۔

مسئلہ: سوگ اس پر ہے جو عاقلہ، بالغہ اور مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔

مسئلہ: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن

۱۲ ابورؤد جلد ۱ ص ۳۳۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۳۲۷-۳۲۸ مسلم جلد ۷ ص ۲۸۷ بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳

تک شوہر کے مرنے کے غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ: جو عورت عدت میں ہو اس کو صراط نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ البتہ موت کی عدت میں اشارنا کہہ سکتے ہیں مگر طلاق رجعی یا بائن یا فسخ نکاح کی عدت میں اشارنا بھی نہیں کہہ سکتے۔ اشارنا کہنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں یا جس میں یہ وصف ہو اور وہ وصف بیان کرے جو اس عورت میں ہو۔

مسئلہ: اگر حاملہ مطلقہ عورت کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اس کی عدت پوری نہ ہوگی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ حمل گرنا ہے۔ نیز ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا۔ ہاں جس بچے کے اعضاء پورے بن چکے ہیں اگرچہ جان نہ پڑی ہو تو اس سے عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ یہ وضع حمل ہے۔

مسئلہ: زانیہ کے لئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر یہ عورت اس شخص کے سوا، جس کے زنا سے حاملہ ہے، کسی دوسرے سے نکاح کرے تو تب بھی نکاح ہو جاتا ہے مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو وہی جائز نہیں۔

مسئلہ: موت کی عدت چار ماہ دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزار لے، دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔

مسئلہ: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی اور شوہر عدت میں مر گیا یعنی عورت کو تین حیض پورے ہونے سے پہلے مر گیا تو عورت موت کی عدت ۴ ماہ ۱۰ دن پوری کرے۔

مسئلہ: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔

مسئلہ: سفر میں شوہر مر گیا یا طلاق بائن دیدی تو واپس اپنے گھر آئے۔

نوٹ: مذکورہ بالا مسائل بہار شریعت حصہ نمبر ۸ باب عدت اور سوگ سے ماخوذ ہیں۔

سوال: کیا چالیسویں میں دن کم کرنے چاہئیں؟

جواب: کی بیشی کوئی مسئلہ نہیں چالیس چالیس کو ہی کہتے ہیں۔ اٹالیس یا اڑتیس کو چالیس نہیں کہتے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانچ جمعراتیں نہیں کرنی چاہئیں؟

جواب: یہ بات من گھڑت ہے حقیقی جمعراتیں دعا کریں گے میت کو فائدہ ہوگا کوئی نقصان نہیں۔

سوال: کہتے ہیں چالیسویں میں تیسرا چاند نہیں آنا چاہیے؟

جواب: یہ فضول بات ہے۔ تیسرے چاند کا ختم شریف یا چالیسویں سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: کہتے ہیں ایصالِ ثواب کے لئے ایک روٹی مسجد میں بھیجی چاہیے۔

جواب: ایک روٹی والا مسئلہ بھی من گھڑت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے ایسے کہنے والے کیا کسی کے مرنے کے بعد روٹی کھانا کم کر دیتے ہیں؟

نوٹ: مسجد میں روٹی دینے سے مراد ہے امام مسجد کے لئے روٹی دینا کیا یہ اچھا ہو کہ اگر امام صاحب صاحب استطاعت ہو تو ایسی روٹی نہ لیں۔ اگر لیں تو طلباء یا مسافر کو دے دیں۔

سوال: کہتے ہیں مسجد میں چالیس دن روٹی کیوں دیتے ہو اس سے زیادہ ایام کیوں نہیں دیتے؟

جواب: اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو نظام بنا رکھا ہے اس میں ہر کام مقررہ وقت اور مقررہ تعداد میں ہوتا ہے۔ جن کاموں کی تعداد مقرر نہیں وہاں بے حساب کام چلنا ہے۔ نمازوں کی رکعتیں، زکوٰۃ کی مقدار، اذان اور اُس کے کلمات، روزوں کی تعداد، سحری اور افطاری کے اوقات مقرر ہیں۔ فطری عبادات میں خیرات اتفاق فی سبیل اللہ جتنا چاہیں کریں کوئی پابندی نہیں لیکن اولاد کو بھوکا اور محتاج نہ رکھیں۔

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے

عام فہم اور آسان سلیس اردو میں

بسیوں حوالہ جات سے مزین

دور جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

سالانہ زر خرید

250 روپے

فی ہدیہ 25 روپے

زر ادارت

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!

نماز کے متعلق ہر قسم کے مسائل

جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں

آسان سلیس اردو اور بسیوں حوالہ جات سے

مزین دور جدید میں منفرد

حیثیت کی حامل



ملنے کا پتہ: جامع مسجد گلین A-977 بلاک B-III گوجر پورہ چائنہ سیکیم لاہور

36823128' 0300-4274936



خوش حالی کے لیے مجرب نسخہ



امیری و غریبی، مالی تنگ و مالی اور خوش حالی کا نظام رہنے کا نکتہ کی حیثیت پر ہے۔ مالی تنگ و مالی لازمی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے تقی اور پرہیزگار لوگ بھی معاشی غمی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی سڑکیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان مرد و عورت کو معاشی غمی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نصرت کے ساتھ ہدایت فرمائے اور اپنے محبوب اکرم ﷺ کے صدقے و نصرت والی عزائم میں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت کبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے غربت اور معاشی غمی کی شکایت کی تو رسول کریم ﷺ نے اُسے فرمایا:

۱۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو کو سلام ملیم رحمت اللہ و بركاتہ ثواب گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ ۲۔ ۱۱۔ پھر کچھ پر صوم یعنی السلام علیک اللہم اللہم ورحمۃ اللہ و بركاتہ، کہو اور ۳۔ ۱۱۔ ایک مرتبہ قل ھو اللہ ائحدہ اللہ المستقلہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لھ مخفواً ائحدہ۔ ۱۱۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اُس نے اپنا معمول بنالیا جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا) وہاں قدم اندر دیکھتے ہی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق عمل کرتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر دولت کی ریلیں پھیل کر دی یہاں تک کہ وہ اپنے مسائل اور غربت وادول کو دیکھنے لگا۔

تفسیر قرطبی جلد ۱۰ ص ۲۵۰ تفسیر کبیر جلد ۱۶ ص ۳۳۳ ۱۷ ص ۳۳۴ ۱۸ ص ۳۳۵ ۱۹ ص ۳۳۶ ۲۰ ص ۳۳۷ ۲۱ ص ۳۳۸ ۲۲ ص ۳۳۹ ۲۳ ص ۳۴۰ ۲۴ ص ۳۴۱ ۲۵ ص ۳۴۲ ۲۶ ص ۳۴۳ ۲۷ ص ۳۴۴ ۲۸ ص ۳۴۵ ۲۹ ص ۳۴۶ ۳۰ ص ۳۴۷ ۳۱ ص ۳۴۸ ۳۲ ص ۳۴۹ ۳۳ ص ۳۵۰ ۳۴ ص ۳۵۱ ۳۵ ص ۳۵۲ ۳۶ ص ۳۵۳ ۳۷ ص ۳۵۴ ۳۸ ص ۳۵۵ ۳۹ ص ۳۵۶ ۴۰ ص ۳۵۷ ۴۱ ص ۳۵۸ ۴۲ ص ۳۵۹ ۴۳ ص ۳۶۰ ۴۴ ص ۳۶۱ ۴۵ ص ۳۶۲ ۴۶ ص ۳۶۳ ۴۷ ص ۳۶۴ ۴۸ ص ۳۶۵ ۴۹ ص ۳۶۶ ۵۰ ص ۳۶۷ ۵۱ ص ۳۶۸ ۵۲ ص ۳۶۹ ۵۳ ص ۳۷۰ ۵۴ ص ۳۷۱ ۵۵ ص ۳۷۲ ۵۶ ص ۳۷۳ ۵۷ ص ۳۷۴ ۵۸ ص ۳۷۵ ۵۹ ص ۳۷۶ ۶۰ ص ۳۷۷ ۶۱ ص ۳۷۸ ۶۲ ص ۳۷۹ ۶۳ ص ۳۸۰ ۶۴ ص ۳۸۱ ۶۵ ص ۳۸۲ ۶۶ ص ۳۸۳ ۶۷ ص ۳۸۴ ۶۸ ص ۳۸۵ ۶۹ ص ۳۸۶ ۷۰ ص ۳۸۷ ۷۱ ص ۳۸۸ ۷۲ ص ۳۸۹ ۷۳ ص ۳۹۰ ۷۴ ص ۳۹۱ ۷۵ ص ۳۹۲ ۷۶ ص ۳۹۳ ۷۷ ص ۳۹۴ ۷۸ ص ۳۹۵ ۷۹ ص ۳۹۶ ۸۰ ص ۳۹۷ ۸۱ ص ۳۹۸ ۸۲ ص ۳۹۹ ۸۳ ص ۴۰۰ ۸۴ ص ۴۰۱ ۸۵ ص ۴۰۲ ۸۶ ص ۴۰۳ ۸۷ ص ۴۰۴ ۸۸ ص ۴۰۵ ۸۹ ص ۴۰۶ ۹۰ ص ۴۰۷ ۹۱ ص ۴۰۸ ۹۲ ص ۴۰۹ ۹۳ ص ۴۱۰ ۹۴ ص ۴۱۱ ۹۵ ص ۴۱۲ ۹۶ ص ۴۱۳ ۹۷ ص ۴۱۴ ۹۸ ص ۴۱۵ ۹۹ ص ۴۱۶ ۱۰۰ ص ۴۱۷ ۱۰۱ ص ۴۱۸ ۱۰۲ ص ۴۱۹ ۱۰۳ ص ۴۲۰ ۱۰۴ ص ۴۲۱ ۱۰۵ ص ۴۲۲ ۱۰۶ ص ۴۲۳ ۱۰۷ ص ۴۲۴ ۱۰۸ ص ۴۲۵ ۱۰۹ ص ۴۲۶ ۱۱۰ ص ۴۲۷ ۱۱۱ ص ۴۲۸ ۱۱۲ ص ۴۲۹ ۱۱۳ ص ۴۳۰ ۱۱۴ ص ۴۳۱ ۱۱۵ ص ۴۳۲ ۱۱۶ ص ۴۳۳ ۱۱۷ ص ۴۳۴ ۱۱۸ ص ۴۳۵ ۱۱۹ ص ۴۳۶ ۱۲۰ ص ۴۳۷ ۱۲۱ ص ۴۳۸ ۱۲۲ ص ۴۳۹ ۱۲۳ ص ۴۴۰ ۱۲۴ ص ۴۴۱ ۱۲۵ ص ۴۴۲ ۱۲۶ ص ۴۴۳ ۱۲۷ ص ۴۴۴ ۱۲۸ ص ۴۴۵ ۱۲۹ ص ۴۴۶ ۱۳۰ ص ۴۴۷ ۱۳۱ ص ۴۴۸ ۱۳۲ ص ۴۴۹ ۱۳۳ ص ۴۵۰ ۱۳۴ ص ۴۵۱ ۱۳۵ ص ۴۵۲ ۱۳۶ ص ۴۵۳ ۱۳۷ ص ۴۵۴ ۱۳۸ ص ۴۵۵ ۱۳۹ ص ۴۵۶ ۱۴۰ ص ۴۵۷ ۱۴۱ ص ۴۵۸ ۱۴۲ ص ۴۵۹ ۱۴۳ ص ۴۶۰ ۱۴۴ ص ۴۶۱ ۱۴۵ ص ۴۶۲ ۱۴۶ ص ۴۶۳ ۱۴۷ ص ۴۶۴ ۱۴۸ ص ۴۶۵ ۱۴۹ ص ۴۶۶ ۱۵۰ ص ۴۶۷ ۱۵۱ ص ۴۶۸ ۱۵۲ ص ۴۶۹ ۱۵۳ ص ۴۷۰ ۱۵۴ ص ۴۷۱ ۱۵۵ ص ۴۷۲ ۱۵۶ ص ۴۷۳ ۱۵۷ ص ۴۷۴ ۱۵۸ ص ۴۷۵ ۱۵۹ ص ۴۷۶ ۱۶۰ ص ۴۷۷ ۱۶۱ ص ۴۷۸ ۱۶۲ ص ۴۷۹ ۱۶۳ ص ۴۸۰ ۱۶۴ ص ۴۸۱ ۱۶۵ ص ۴۸۲ ۱۶۶ ص ۴۸۳ ۱۶۷ ص ۴۸۴ ۱۶۸ ص ۴۸۵ ۱۶۹ ص ۴۸۶ ۱۷۰ ص ۴۸۷ ۱۷۱ ص ۴۸۸ ۱۷۲ ص ۴۸۹ ۱۷۳ ص ۴۹۰ ۱۷۴ ص ۴۹۱ ۱۷۵ ص ۴۹۲ ۱۷۶ ص ۴۹۳ ۱۷۷ ص ۴۹۴ ۱۷۸ ص ۴۹۵ ۱۷۹ ص ۴۹۶ ۱۸۰ ص ۴۹۷ ۱۸۱ ص ۴۹۸ ۱۸۲ ص ۴۹۹ ۱۸۳ ص ۵۰۰ ۱۸۴ ص ۵۰۱ ۱۸۵ ص ۵۰۲ ۱۸۶ ص ۵۰۳ ۱۸۷ ص ۵۰۴ ۱۸۸ ص ۵۰۵ ۱۸۹ ص ۵۰۶ ۱۹۰ ص ۵۰۷ ۱۹۱ ص ۵۰۸ ۱۹۲ ص ۵۰۹ ۱۹۳ ص ۵۱۰ ۱۹۴ ص ۵۱۱ ۱۹۵ ص ۵۱۲ ۱۹۶ ص ۵۱۳ ۱۹۷ ص ۵۱۴ ۱۹۸ ص ۵۱۵ ۱۹۹ ص ۵۱۶ ۲۰۰ ص ۵۱۷ ۲۰۱ ص ۵۱۸ ۲۰۲ ص ۵۱۹ ۲۰۳ ص ۵۲۰ ۲۰۴ ص ۵۲۱ ۲۰۵ ص ۵۲۲ ۲۰۶ ص ۵۲۳ ۲۰۷ ص ۵۲۴ ۲۰۸ ص ۵۲۵ ۲۰۹ ص ۵۲۶ ۲۱۰ ص ۵۲۷ ۲۱۱ ص ۵۲۸ ۲۱۲ ص ۵۲۹ ۲۱۳ ص ۵۳۰ ۲۱۴ ص ۵۳۱ ۲۱۵ ص ۵۳۲ ۲۱۶ ص ۵۳۳ ۲۱۷ ص ۵۳۴ ۲۱۸ ص ۵۳۵ ۲۱۹ ص ۵۳۶ ۲۲۰ ص ۵۳۷ ۲۲۱ ص ۵۳۸ ۲۲۲ ص ۵۳۹ ۲۲۳ ص ۵۴۰ ۲۲۴ ص ۵۴۱ ۲۲۵ ص ۵۴۲ ۲۲۶ ص ۵۴۳ ۲۲۷ ص ۵۴۴ ۲۲۸ ص ۵۴۵ ۲۲۹ ص ۵۴۶ ۲۳۰ ص ۵۴۷ ۲۳۱ ص ۵۴۸ ۲۳۲ ص ۵۴۹ ۲۳۳ ص ۵۵۰ ۲۳۴ ص ۵۵۱ ۲۳۵ ص ۵۵۲ ۲۳۶ ص ۵۵۳ ۲۳۷ ص ۵۵۴ ۲۳۸ ص ۵۵۵ ۲۳۹ ص ۵۵۶ ۲۴۰ ص ۵۵۷ ۲۴۱ ص ۵۵۸ ۲۴۲ ص ۵۵۹ ۲۴۳ ص ۵۶۰ ۲۴۴ ص ۵۶۱ ۲۴۵ ص ۵۶۲ ۲۴۶ ص ۵۶۳ ۲۴۷ ص ۵۶۴ ۲۴۸ ص ۵۶۵ ۲۴۹ ص ۵۶۶ ۲۵۰ ص ۵۶۷ ۲۵۱ ص ۵۶۸ ۲۵۲ ص ۵۶۹ ۲۵۳ ص ۵۷۰ ۲۵۴ ص ۵۷۱ ۲۵۵ ص ۵۷۲ ۲۵۶ ص ۵۷۳ ۲۵۷ ص ۵۷۴ ۲۵۸ ص ۵۷۵ ۲۵۹ ص ۵۷۶ ۲۶۰ ص ۵۷۷ ۲۶۱ ص ۵۷۸ ۲۶۲ ص ۵۷۹ ۲۶۳ ص ۵۸۰ ۲۶۴ ص ۵۸۱ ۲۶۵ ص ۵۸۲ ۲۶۶ ص ۵۸۳ ۲۶۷ ص ۵۸۴ ۲۶۸ ص ۵۸۵ ۲۶۹ ص ۵۸۶ ۲۷۰ ص ۵۸۷ ۲۷۱ ص ۵۸۸ ۲۷۲ ص ۵۸۹ ۲۷۳ ص ۵۹۰ ۲۷۴ ص ۵۹۱ ۲۷۵ ص ۵۹۲ ۲۷۶ ص ۵۹۳ ۲۷۷ ص ۵۹۴ ۲۷۸ ص ۵۹۵ ۲۷۹ ص ۵۹۶ ۲۸۰ ص ۵۹۷ ۲۸۱ ص ۵۹۸ ۲۸۲ ص ۵۹۹ ۲۸۳ ص ۶۰۰ ۲۸۴ ص ۶۰۱ ۲۸۵ ص ۶۰۲ ۲۸۶ ص ۶۰۳ ۲۸۷ ص ۶۰۴ ۲۸۸ ص ۶۰۵ ۲۸۹ ص ۶۰۶ ۲۹۰ ص ۶۰۷ ۲۹۱ ص ۶۰۸ ۲۹۲ ص ۶۰۹ ۲۹۳ ص ۶۱۰ ۲۹۴ ص ۶۱۱ ۲۹۵ ص ۶۱۲ ۲۹۶ ص ۶۱۳ ۲۹۷ ص ۶۱۴ ۲۹۸ ص ۶۱۵ ۲۹۹ ص ۶۱۶ ۳۰۰ ص ۶۱۷ ۳۰۱ ص ۶۱۸ ۳۰۲ ص ۶۱۹ ۳۰۳ ص ۶۲۰ ۳۰۴ ص ۶۲۱ ۳۰۵ ص ۶۲۲ ۳۰۶ ص ۶۲۳ ۳۰۷ ص ۶۲۴ ۳۰۸ ص ۶۲۵ ۳۰۹ ص ۶۲۶ ۳۱۰ ص ۶۲۷ ۳۱۱ ص ۶۲۸ ۳۱۲ ص ۶۲۹ ۳۱۳ ص ۶۳۰ ۳۱۴ ص ۶۳۱ ۳۱۵ ص ۶۳۲ ۳۱۶ ص ۶۳۳ ۳۱۷ ص ۶۳۴ ۳۱۸ ص ۶۳۵ ۳۱۹ ص ۶۳۶ ۳۲۰ ص ۶۳۷ ۳۲۱ ص ۶۳۸ ۳۲۲ ص ۶۳۹ ۳۲۳ ص ۶۴۰ ۳۲۴ ص ۶۴۱ ۳۲۵ ص ۶۴۲ ۳۲۶ ص ۶۴۳ ۳۲۷ ص ۶۴۴ ۳۲۸ ص ۶۴۵ ۳۲۹ ص ۶۴۶ ۳۳۰ ص ۶۴۷ ۳۳۱ ص ۶۴۸ ۳۳۲ ص ۶۴۹ ۳۳۳ ص ۶۵۰ ۳۳۴ ص ۶۵۱ ۳۳۵ ص ۶۵۲ ۳۳۶ ص ۶۵۳ ۳۳۷ ص ۶۵۴ ۳۳۸ ص ۶۵۵ ۳۳۹ ص ۶۵۶ ۳۴۰ ص ۶۵۷ ۳۴۱ ص ۶۵۸ ۳۴۲ ص ۶۵۹ ۳۴۳ ص ۶۶۰ ۳۴۴ ص ۶۶۱ ۳۴۵ ص ۶۶۲ ۳۴۶ ص ۶۶۳ ۳۴۷ ص ۶۶۴ ۳۴۸ ص ۶۶۵ ۳۴۹ ص ۶۶۶ ۳۵۰ ص ۶۶۷ ۳۵۱ ص ۶۶۸ ۳۵۲ ص ۶۶۹ ۳۵۳ ص ۶۷۰ ۳۵۴ ص ۶۷۱ ۳۵۵ ص ۶۷۲ ۳۵۶ ص ۶۷۳ ۳۵۷ ص ۶۷۴ ۳۵۸ ص ۶۷۵ ۳۵۹ ص ۶۷۶ ۳۶۰ ص ۶۷۷ ۳۶۱ ص ۶۷۸ ۳۶۲ ص ۶۷۹ ۳۶۳ ص ۶۸۰ ۳۶۴ ص ۶۸۱ ۳۶۵ ص ۶۸۲ ۳۶۶ ص ۶۸۳ ۳۶۷ ص ۶۸۴ ۳۶۸ ص ۶۸۵ ۳۶۹ ص ۶۸۶ ۳۷۰ ص ۶۸۷ ۳۷۱ ص ۶۸۸ ۳۷۲ ص ۶۸۹ ۳۷۳ ص ۶۹۰ ۳۷۴ ص ۶۹۱ ۳۷۵ ص ۶۹۲ ۳۷۶ ص ۶۹۳ ۳۷۷ ص ۶۹۴ ۳۷۸ ص ۶۹۵ ۳۷۹ ص ۶۹۶ ۳۸۰ ص ۶۹۷ ۳۸۱ ص ۶۹۸ ۳۸۲ ص ۶۹۹ ۳۸۳ ص ۷۰۰ ۳۸۴ ص ۷۰۱ ۳۸۵ ص ۷۰۲ ۳۸۶ ص ۷۰۳ ۳۸۷ ص ۷۰۴ ۳۸۸ ص ۷۰۵ ۳۸۹ ص ۷۰۶ ۳۹۰ ص ۷۰۷ ۳۹۱ ص ۷۰۸ ۳۹۲ ص ۷۰۹ ۳۹۳ ص ۷۱۰ ۳۹۴ ص ۷۱۱ ۳۹۵ ص ۷۱۲ ۳۹۶ ص ۷۱۳ ۳۹۷ ص ۷۱۴ ۳۹۸ ص ۷۱۵ ۳۹۹ ص ۷۱۶ ۴۰۰ ص ۷۱۷ ۴۰۱ ص ۷۱۸ ۴۰۲ ص ۷۱۹ ۴۰۳ ص ۷۲۰ ۴۰۴ ص ۷۲۱ ۴۰۵ ص ۷۲۲ ۴۰۶ ص ۷۲۳ ۴۰۷ ص ۷۲۴ ۴۰۸ ص ۷۲۵ ۴۰۹ ص ۷۲۶ ۴۱۰ ص ۷۲۷ ۴۱۱ ص ۷۲۸ ۴۱۲ ص ۷۲۹ ۴۱۳ ص ۷۳۰ ۴۱۴ ص ۷۳۱ ۴۱۵ ص ۷۳۲ ۴۱۶ ص ۷۳۳ ۴۱۷ ص ۷۳۴ ۴۱۸ ص ۷۳۵ ۴۱۹ ص ۷۳۶ ۴۲۰ ص ۷۳۷ ۴۲۱ ص ۷۳۸ ۴۲۲ ص ۷۳۹ ۴۲۳ ص ۷۴۰ ۴۲۴ ص ۷۴۱ ۴۲۵ ص ۷۴۲ ۴۲۶ ص ۷۴۳ ۴۲۷ ص ۷۴۴ ۴۲۸ ص ۷۴۵ ۴۲۹ ص ۷۴۶ ۴۳۰ ص ۷۴۷ ۴۳۱ ص ۷۴۸ ۴۳۲ ص ۷۴۹ ۴۳۳ ص ۷۵۰ ۴۳۴ ص ۷۵۱ ۴۳۵ ص ۷۵۲ ۴۳۶ ص ۷۵۳ ۴۳۷ ص ۷۵۴ ۴۳۸ ص ۷۵۵ ۴۳۹ ص ۷۵۶ ۴۴۰ ص ۷۵۷ ۴۴۱ ص ۷۵۸ ۴۴۲ ص ۷۵۹ ۴۴۳ ص ۷۶۰ ۴۴۴ ص ۷۶۱ ۴۴۵ ص ۷۶۲ ۴۴۶ ص ۷۶۳ ۴۴۷ ص ۷۶۴ ۴۴۸ ص ۷۶۵ ۴۴۹ ص ۷۶۶ ۴۵۰ ص ۷۶۷ ۴۵۱ ص ۷۶۸ ۴۵۲ ص ۷۶۹ ۴۵۳ ص ۷۷۰ ۴۵۴ ص ۷۷۱ ۴۵۵ ص ۷۷۲ ۴۵۶ ص ۷۷۳ ۴۵۷ ص ۷۷۴ ۴۵۸ ص ۷۷۵ ۴۵۹ ص ۷۷۶ ۴۶۰ ص ۷۷۷ ۴۶۱ ص ۷۷۸ ۴۶۲ ص ۷۷۹ ۴۶۳ ص ۷۸۰ ۴۶۴ ص ۷۸۱ ۴۶۵ ص ۷۸۲ ۴۶۶ ص ۷۸۳ ۴۶۷ ص ۷۸۴ ۴۶۸ ص ۷۸۵ ۴۶۹ ص ۷۸۶ ۴۷۰ ص ۷۸۷ ۴۷۱ ص ۷۸۸ ۴۷۲ ص ۷۸۹ ۴۷۳ ص ۷۹۰ ۴۷۴ ص ۷۹۱ ۴۷۵ ص ۷۹۲ ۴۷۶ ص ۷۹۳ ۴۷۷ ص ۷۹۴ ۴۷۸ ص ۷۹۵ ۴۷۹ ص ۷۹۶ ۴۸۰ ص ۷۹۷ ۴۸۱ ص ۷۹۸ ۴۸۲ ص ۷۹۹ ۴۸۳ ص ۸۰۰ ۴۸۴ ص ۸۰۱ ۴۸۵ ص ۸۰۲ ۴۸۶ ص ۸۰۳ ۴۸۷ ص ۸۰۴ ۴۸۸ ص ۸۰۵ ۴۸۹ ص ۸۰۶ ۴۹۰ ص ۸۰۷ ۴۹۱ ص ۸۰۸ ۴۹۲ ص ۸۰۹ ۴۹۳ ص ۸۱۰ ۴۹۴ ص ۸۱۱ ۴۹۵ ص ۸۱۲ ۴۹۶ ص ۸۱۳ ۴۹۷ ص ۸۱۴ ۴۹۸ ص ۸۱۵ ۴۹۹ ص ۸۱۶ ۵۰۰ ص ۸۱۷ ۵۰۱ ص ۸۱۸ ۵۰۲ ص ۸۱۹ ۵۰۳ ص ۸۲۰ ۵۰۴ ص ۸۲۱ ۵۰۵ ص ۸۲۲ ۵۰۶ ص ۸۲۳ ۵۰۷ ص ۸۲۴ ۵۰۸ ص ۸۲۵ ۵۰۹ ص ۸۲۶ ۵۱۰ ص ۸۲۷ ۵۱۱ ص ۸۲۸ ۵۱۲ ص ۸۲۹ ۵۱۳ ص ۸۳۰ ۵۱۴ ص ۸۳۱ ۵۱۵ ص ۸۳۲ ۵۱۶ ص ۸۳۳ ۵۱۷ ص ۸۳۴ ۵۱۸ ص ۸۳۵ ۵۱۹ ص ۸۳۶ ۵۲۰ ص ۸۳۷ ۵۲۱ ص ۸۳۸ ۵۲۲ ص ۸۳۹ ۵۲۳ ص ۸۴۰ ۵۲۴ ص ۸۴۱ ۵۲۵ ص ۸۴۲ ۵۲۶ ص ۸۴۳ ۵۲۷ ص ۸۴۴ ۵۲۸ ص ۸۴۵ ۵۲۹ ص ۸۴۶ ۵۳۰ ص ۸۴۷ ۵۳۱ ص ۸۴۸ ۵۳۲ ص ۸۴۹ ۵۳۳ ص ۸۵۰ ۵۳۴ ص ۸۵۱ ۵۳۵ ص ۸۵۲ ۵۳۶ ص ۸۵۳ ۵۳۷ ص ۸۵۴ ۵۳۸ ص ۸۵۵ ۵۳۹ ص ۸۵۶ ۵۴۰ ص ۸۵۷ ۵۴۱ ص ۸۵۸ ۵۴۲ ص ۸۵۹ ۵۴۳ ص ۸۶۰ ۵۴۴ ص ۸۶۱ ۵۴۵ ص ۸۶۲ ۵۴۶ ص ۸۶۳ ۵۴۷ ص ۸۶۴ ۵۴۸ ص ۸۶۵ ۵۴۹ ص ۸۶۶ ۵۵۰ ص ۸۶۷ ۵۵۱ ص ۸۶۸ ۵۵۲ ص ۸۶۹ ۵۵۳ ص ۸۷۰ ۵۵۴ ص ۸۷۱ ۵۵۵ ص ۸۷۲ ۵۵۶ ص ۸۷۳ ۵۵۷ ص ۸۷۴ ۵۵۸ ص ۸۷۵ ۵۵۹ ص ۸۷۶ ۵۶۰ ص ۸۷۷ ۵۶۱ ص ۸۷۸ ۵۶۲ ص ۸۷۹ ۵۶۳ ص ۸۸۰ ۵۶۴ ص ۸۸۱ ۵۶۵ ص ۸۸۲ ۵۶۶ ص ۸۸۳ ۵۶۷ ص ۸۸۴ ۵۶۸ ص ۸۸۵ ۵۶۹ ص ۸۸۶ ۵۷۰ ص ۸۸۷ ۵۷۱ ص ۸۸۸ ۵۷۲ ص ۸۸۹ ۵۷۳ ص ۸۹۰ ۵۷۴ ص ۸۹۱ ۵۷۵ ص ۸۹۲ ۵۷۶ ص ۸۹۳ ۵۷۷ ص ۸۹۴ ۵۷۸ ص ۸۹۵ ۵۷۹ ص ۸۹۶ ۵۸۰ ص ۸۹۷ ۵۸۱ ص ۸۹۸ ۵۸۲ ص ۸۹۹ ۵۸۳ ص ۹۰۰ ۵۸۴ ص ۹۰۱ ۵۸۵ ص ۹۰۲ ۵۸۶ ص ۹۰۳ ۵۸۷ ص ۹۰۴ ۵۸۸ ص ۹۰۵ ۵۸۹ ص ۹۰۶ ۵۹۰ ص ۹۰۷ ۵۹۱ ص ۹۰۸ ۵۹۲ ص ۹۰۹ ۵۹۳ ص ۹۱۰ ۵۹۴ ص ۹۱۱ ۵۹۵ ص ۹۱۲ ۵۹۶ ص ۹۱۳ ۵۹۷ ص ۹۱۴ ۵۹۸ ص ۹۱۵ ۵۹۹ ص ۹۱۶ ۶۰۰ ص ۹۱۷ ۶۰۱ ص ۹۱۸ ۶۰۲ ص ۹۱۹ ۶۰۳ ص ۹۲۰ ۶۰۴ ص ۹۲۱ ۶۰۵ ص ۹۲۲ ۶۰۶ ص ۹۲۳ ۶۰۷ ص ۹۲۴ ۶۰۸ ص ۹۲۵ ۶۰۹ ص ۹۲۶ ۶۱۰ ص ۹۲۷ ۶۱۱ ص ۹۲۸ ۶۱۲ ص ۹۲۹ ۶۱۳ ص ۹۳۰ ۶۱۴ ص ۹۳۱ ۶۱۵ ص ۹۳۲ ۶۱۶ ص ۹۳۳ ۶۱۷ ص ۹۳۴ ۶۱۸ ص ۹۳۵ ۶۱۹ ص ۹۳۶ ۶۲۰ ص ۹۳۷ ۶۲۱ ص ۹۳۸ ۶۲۲ ص ۹۳۹ ۶۲۳ ص ۹۴۰ ۶۲۴ ص ۹۴۱ ۶۲۵ ص ۹۴۲ ۶۲۶ ص ۹۴۳ ۶۲۷ ص ۹۴۴ ۶۲۸ ص ۹۴۵ ۶۲۹ ص ۹۴۶ ۶۳۰ ص ۹۴۷ ۶۳۱ ص ۹۴۸ ۶۳۲ ص ۹۴۹ ۶۳۳ ص ۹۵۰ ۶۳۴ ص ۹۵۱ ۶۳۵ ص ۹۵۲ ۶۳۶ ص ۹۵۳ ۶۳۷ ص ۹۵۴ ۶۳۸ ص ۹۵۵ ۶۳۹ ص ۹۵۶ ۶۴۰ ص ۹۵۷ ۶۴۱ ص ۹۵۸ ۶۴۲ ص ۹۵۹ ۶۴۳ ص ۹۶۰ ۶۴۴ ص ۹۶۱ ۶۴۵ ص ۹۶۲ ۶۴۶ ص ۹۶۳ ۶۴۷ ص ۹۶۴ ۶۴۸ ص ۹۶۵ ۶۴۹ ص ۹۶۶ ۶۵۰ ص ۹۶۷ ۶۵۱ ص ۹۶۸ ۶۵۲ ص ۹۶۹ ۶۵۳ ص ۹۷۰ ۶۵۴ ص ۹۷۱ ۶۵۵ ص ۹۷۲ ۶۵۶ ص ۹۷۳ ۶۵۷ ص ۹۷۴ ۶۵۸ ص ۹۷۵ ۶۵۹ ص ۹۷۶ ۶۶۰ ص ۹۷۷ ۶۶۱ ص ۹۷۸ ۶۶۲ ص ۹۷۹ ۶۶۳ ص ۹۸۰ ۶۶۴ ص ۹۸۱ ۶۶۵ ص ۹۸۲ ۶۶۶ ص ۹۸۳ ۶۶۷ ص ۹۸۴ ۶۶۸ ص ۹۸۵ ۶۶۹ ص ۹۸۶ ۶۷۰ ص ۹۸۷ ۶۷۱ ص ۹۸۸ ۶۷۲ ص ۹۸۹ ۶۷۳ ص ۹۹۰ ۶۷۴ ص ۹۹۱ ۶۷۵ ص ۹۹۲ ۶۷۶ ص ۹۹۳ ۶۷۷ ص ۹۹۴ ۶۷۸ ص ۹۹۵ ۶۷۹ ص ۹۹۶ ۶۸۰ ص ۹۹۷ ۶۸۱ ص ۹۹۸ ۶۸۲ ص ۹۹۹ ۶۸۳ ص ۱۰۰۰

حقوق فوت شدگان

(صفحہ نمبر ۲۲ کا اقلیہ حصہ)

حقوق اللہ تو توبہ استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقوق العباد کی عدم ادا نیکی پر سختی فرمائی ہے اور اس کیلئے جب تک بندہ اپنے حقوق معاف نہیں کرتا اللہ بھی اُسے معاف نہیں کرتا۔ احترام آدمیت کی یہ معراج ہی اسلام کا خلاصہ ہے۔ لہذا زندہ تو زندہ فوت ہو جانے والے کے حقوق کو پورا کرنا بھی واجب اور لازم ہے۔ مذکورہ کتاب فوت شدگان کے حقوق دار ثان اور اعزاء و اقارب کے فرائض پر مفصل رہنمائی کیلئے تحریر کی گئی ہے۔ مولف نے قرآن مجید و احادیث مبارکہ کے حوالے سے مستند احکامات و روایات اکٹھی کی ہیں۔ کتاب میں ایک فرد کے مرنے سے اُس کو دفنانے کے تمام مراحل پر جو حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں انہیں عام فہم زبان میں یہاں پیش کر دیا ہے۔ نماز جنازہ کے بارے میں احکامات، کفن، قبر کشائی سے لیکر قبر پر مٹی ڈالنے اور تلاوت قرآن مجید کرنے کیلئے کون کون سی آیات مبارکہ پڑھنی چاہئیں۔ نیز بعد از موت ایک مردہ کے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے، اس ضمن میں بھی واقعات و احکامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
منیر احمد یوسفی
 کی تالیفات

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور کی
 شائع کردہ کتابوں کے لئے کے پتے

نظامیہ کتاب گھر
 زینہ شکرانہ بازار لاہور۔

مکتبہ جامعہ نظامیہ رضویہ
 اندرون لاہور کی گیت لاہور۔

مکتبہ نوریہ رضویہ
 چنگل روڈ لاہور۔

مکتبہ نبویہ
 منج کل روڈ لاہور۔

نوری کتب خانہ
 نزد چنگل روڈ لاہور۔

مکتبہ کرماتوالہ
 چنگل روڈ لاہور۔

آرڈر بازار میں ملے گئے:

علمی بک ڈپو

آرڈر بازار لاہور۔ 0300-4415389

ہائر: گلینہ کتب خانہ

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک III، گجر پورہ، چار سکیم لاہور، پاکستان

042-36880028, 0300-4274936

<http://www.seedharastah.com>

info@seedharastah.com